



ڈاکٹر زاہر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA
JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please examine the book before taking
it out. You will be responsible for
damages to the book discovered while
returning it.

Acc. No. _____

Rs. 1/- per day. Over Night Book Rs. 1/- per day.

[illegible]

العدد (١٨٧)

البَيِّنَات

(١٨٧)

مجلة علمية اخبارية تاريخية سياسية

تصدر مرة في الشهر

لنشرها

عبد الله العبادي

المحرر بالمجلة: السيد سليمان أفندي

صاحب الامتياز جناب القارئ عبد الولي

بدل الاشتراك

عن سنة ثلاث روبيات في الهند و١٢ شلينا في الخارج

العنوان: إدارة البيان بـ كـ نـ و ـ الهند

| ضمیمہ البیان معارف ۹۶ | فہرست مضامین | ضمیمہ البیان معارف ۹۶ |
|-----------------------|---|-----------------------|
| نمبر شمار | مضمون | نمبر شمار |
| (۱) | بلاد افغان کلیتہ علیگڑہ الاسلامیہ - الجمیعۃ الیسیاسیۃ الاسلامیۃ - لارڈ کچنر | ۱ |
| (۲) | ہندوستان میں ارتداد - | ۲ |
| (۳) | دردناک مصیبت - | ۱۸ |
| (۴) | فرمان سلطانی - | ۱۹ |
| (۵) | البیان - | ۲۲ |
| (۶) | عبد الحمید کی نسبت ہندوستان کے خیالات - | ۲۵ |
| (۷) | موازنۃ الخواطر - | ۳۱ |
| (۸) | بغداد - | ۳۷ |
| (۹) | مارشل لا - | ۳۸ |
| (۱۰) | ہنرمعیشی امیر کابل - | ۳۹ |
| (۱۱) | نواب محمد عصری گٹری - | ۴۲ |
| (۱۲) | امام غزالی کا زمانہ کی زقار سے مقابلہ - | ۴۹ |
| (۱۳) | مناظرہ کی نسبت امام غزالی کی رائے - | ۵۲ |
| (۱۴) | ایک حادثہ عظیمہ - | ۵۷ |
| (۱۵) | انتخاب از قصیدہ تحقیق الانشائی تحقیق الاملا - | ۶۰ |
| (۱۶) | انتخاب از قصیدہ حمد و لغت - | ۶۱ |
| (۱۷) | انتخاب از قصیدہ فقیہ عربی - | ۶۲ |
| (۱۸) | انتخاب از قصیدہ موسوم بہ بے حجابی و خاتمہ خرابی - | ۶۳ |
| (۱۹) | انتخاب مناظرہ اسلام و مجسم - | ۶۴ |
| (۲۰) | انتخاب از قصیدہ ممدردی و خواہمردی - | ۶۵ |
| (۲۱) | انتخاب از رباعیات "چندین شکل برائے اکمل" - | ۶۸ |
| (۲۲) | خصوصیات عربی - | ۷۰ |
| (۲۳) | البیان کی مستقبل مستقبل زندگی - | ۷۲ |
| (۲۴) | علی خیرین - | ۷۵ |

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ 8102

169274
23.196

البيات

هذا بيان للناس

شهر ربيع الثاني جمادى الاولى وجمادى الآخرة سنة ١٢٠٤ للهجرة النبوية

بلاد الافغان

جلالة الملك جيب الله خان من الملوك
الحسين الذين ملكوا بلادا شقية لا خير فيها
ما على شفا حفر من السقوط فشرع ساق
و لا وبذلو اغاية الجهد لسعادة البلاد حتى
لقد والاهلها وخلدوا ذكرهم

بلاد الافغان متالفة من مدن قري
تفصل بلاد الفرس عن ثغور الهند، وقاتح
الهند في العهد الاخير اكثرهم من ملوك
لافغان فلما ملك هؤلاء ازمة الهند عنوة
ورثوا مسقط رؤوسهم عن اباؤهم اتخذوا الهند
دار مملكتهم وضموا اليها بلاد الافغان يحكم عليها
ولا تهم منهم فلما اضطربت احوالهم وضعت

دعائم حكومتهم بالهند استقل الافغان ببلادهم
وتركو اخوانهم بالهند منغمسين في الترف
مشغوفين ببيذخ الاموال متعامين في امرهم
فاقتصرهم مغترس على غرة منهم لان حينئذ
نبتت بلاد الافغان عن مخالبا لدخلاء وكبت
بعد ذلك طبعا من طبق حتى انتهى الامر الى
ملكها المصلح الشريف الذي كان الساسة الذين
خلفهم القباري عجمتهم كايا ورضوا لبيان الستمان
صباهم حتى شتوا وفتهم الدنيا على الكفا
هم وما ولدوا من عمل وجل منهم وما توارثهم احكام
خلفه اكبر انجاله الامير جيب الله خان فزاد
الامير البلاد ثراء وعمل ثا و استيس كلبية و
انشأ معامل للاسلحة يزدي كل يوم عملها

حسناً واتفاقاً حتى فاقته مصانع أوربا واتباعها
القبائل المحلّة في لشغور واصبحت شلّة السلا
موجدة بنا دق سرية الطلق ومدافع
وقد قام في احد بطونهم بالامسح جل يد
بملا يائده شير الفتنة ويشب نار الثورة
دليتهض هم قومه الى الحرب التسلم التام
وقد استفجد الامير وسأله ان يامر بتبعية التسلم
والاعتداد فرفض الامير اقتراحه وتركه وشانه
والا تكلين يثنون على الامير في خطته الى
سلكها بقاء تلك الظروف

كلية عليكذ الاسلا

انتهت المشاكل التي كانت قد حدثت في كلية
عليكذ للاختلافات بين النواب وقاد
الملك سكرتيزها والمسترا رجيولدنا ظرها
بفرل اعضاء الكلية ارجيولد الذي كان
يجب نفسها من ملاك الكلية ويسمى يجعلها
ملكاً لا تكلين يقيود ونما قود الوليدات البعير
فنشأت الاختلافات بين السكرتير فلج
السكرتير الى اعضاء الكلية ولاذالتا بطون
السيرجون حيوت والى ايلة اوده وراس
الكلية فارتأى لاعضاء كلهم لحل الصعوبات

ان يغزوا ارجيولد على رغم انوف
المعلمين البيضاء فاضطر السرجون الى
عزله طبقاً لاميكال المسلمين الذين صرحوا
بعزله من نظارة الكلية بضم واحد
ولسرى هذا اول قدم سلكها الاعضاء
في سبيل الحرية التي منحتهم الحكومة
الجمعية السياسة الاسلا
سافر الخواجه السيد على امام القانون
اشتهر بالخواجه عبدالعزى الى لوند
ليقابلا هذا السيد امير على وسمو الامير
اغاخان ويشا در وافي امير عضوية المسلمين
في مجلس التشريع البريطانى الهندي

اللورد كشنر

سياسي اللورد كشنر القائم العام
للجيش الانكليزي بالهند في الشهر القادم
الى الصين ويرتحل منها الى اسطربيليا
ويأخذ اسام القياوة الاسطربيلية
كفى بالهند فخران تحب الدول
قائد ها وتنظر اليه نظراً عظيماً
الى الماء

(س)

الاستداد فی ہند

اننا نسمع کل يوم ثورة من ذوايا الهند من اقوام
آریہ سماج من الهند وتلقى اليها الانبياء الهائكة
المقلقة للقلوب ان آریہ سماج قد فاضوا في
مساعيهم في قريته فلاينة واثروا صرحه على
سكانها حتى استعدوا على الارتداد من الاسلام
ونهيوا للدخول في مذهب الهندو واصحاب
الجرائم والمجالات في الهند يصيغون دائما وتبرز
جلاول الصحائف مشحونة برسالات حاشية
للمسلمين على سد تلك الثغرات وجبر تلك النظام
الكسيرة وتخصهم على العصبية الاسلامية
والايتار لخدمة اخوانهم المسلمين والهندو
في سعي كامل وتشمروا في غايته عزا عنهم
مصرفه الى نشر من هبهم وخم عوام المسلمين
الى قومهم والمسلمون في غرة عن تلك
الدسائس حتى انتهزوا فرصة للفوز بهمها هم
والسبب في ذلك ان اقواما كثيرة من المسلمين
من سكان البوادي والقرى في بعض نواحي الهند
كراجپوتانه وگواليار واناوہ واکرہ واطراف
من ايلانتہ بنجاب يقال لهم مسلمين لان اباؤهم
دخلوا في الاسلام وقبلوا احكامه وكانوا قبل

ہندوستان میں ارتداد

ہم ہر روز ہندوستان کے گوشوں کے ہندو آریہ سماج
کی ایک شورش سنتے ہیں اور خوفناک لوگوں کو ہانپنے والی
خبریں کہ کوہنوں کی جاتی میں کہ آریہ سماج کو فلان موضع میں
کوششوں میں کامیابی حاصل ہوئی اور انکا جادو دہانے
پاشندوں پر اثر کر گیا حتی کہ وہ ترک اسلام متبع ہو گئے ہیں
اور مذہب ہنوی و دین اعلیٰ ہونا چاہتے ہیں۔ یہ چون کہ ہندوؤں کی
ہندوستان بھر میں ہمیشہ چلتے رہتے ہیں اخباروں کے کام ہمیشہ
مضامین سے پر نکلتے ہیں جو مسلمانوں کو ان فساد کے
روکنے اور ٹوٹی ہوئی پٹیوں کے جوڑنے پر برا بکھوس
کرتے ہیں اور اسلامی غیرت اور مسلمان بھائیوں کی خدمت پر
اُبھارتے ہیں۔ زمانے میں ہندو سرگرم کوشش میں ہیں
اور انکی تمامی ہمتیں اس طرف مصروف ہیں کہ اپنے
مذہب کو بھیلایا جائے اور عام مسلمانوں کو اپنی قوم
ملا یا جائے۔ اور مسلمان ان فریبوں کے بالکل بے خبر ہیں
یہاں تک انھوں نے اپنی مراؤں کی میانی کا موقع پایا ہی
اسکا اصلی راز یہ ہے کہ مسلمانوں کی بہت سی توہین جو صورتوں اور
گاؤ نہیں ہندوستان کے بعض اطراف میں آباد ہیں جیسے راجپوتانہ
گوالیار اناوہ واکرہ اور بنجا کے بعض حصے انکو مسلمانوں سے
اچھے کہا جاتا ہے کہ انکے بزرگوں نے دائرۃ اسلام میں
اگر انکے احکام کو مقبول کیا تھا اور انکے پہلے

| | |
|---|--|
| <p> محدث دہلوی اور انکے بیٹے شاہ عبد الغزیز دہلوی اور شاہ عبد الحق محدث دہلوی اور مولانا مسعود بن سید لاہوری مولانا عبد المقتدر صاحب لاہور مولانا قاضی شہاب الدین ملک العلماء مولانا عبد اللہ بن الہداد عثمانی مولانا شیخ علی متقی جو پوری مولانا شیخ محمد طاہر نقی صاحب مجمع بحار الانوار مولانا شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی ملا محمود فاروقی جو پوری صاحب شمس بازغہ ملا نظام الدین سہالوی انکے سوا اور بڑے بڑے علماء جنکے نام اس پر چرچہ میں نہیں آسکتے اور عرب و عجم نے ان پر رشک کیا۔ </p> | <p> المحدث الدہلوی و تلمذہ الشاہ عبد العزیز الدہلوی الشاہ عبد الحق المحدث الدہلوی و مولانا مسعود بن سید لاہوری و مولانا عبد المقتدر صاحب لاہور و مولانا القاضی شہاب الدین ملک العلماء و مولانا عبد اللہ بن الہداد العثماني و مولانا الشیخ علی المتقی جو پوری و مولانا الشیخ محمد طاہر الفتی صاحب مجمع بحار الانوار و مولانا الشیخ احمد المجدد فی لائف الثانی الفاروقی سرہندی و ملا محمود الفاروقی جو پوری صاحب الشمس البازغہ فی الحکمة و ملا نظام الدین السہالوی و غیرہم من الاجلۃ الاعلام الذین یضیق نظراً المجلة عن نشر اسمائهم و اغتبط بہم العرب و العجم و بالجملة لما انتہزت اقوام الهند فرصۃ و وجہاً من المسلمین غرة خالطوہم و استمالوا و اھواوہم الی الدخول فی دینہم باعانتھم لھم فی الشئون و الحوادث تارۃ و اعطاءھم لھما قراضاً و نفوقاً اخرى الی ان اشتهرت الاخبار فی العالم و نشرت الهند فی صحائفھا انھم یخوفون اشاعة دینھم و المسلمون یریدون الانضمام معھم فھن ینھلوا لشکر التام الی سادتنا </p> |
|---|--|

وقادنا الذين قاموا بالنهضة الإسلامية
وحققهم الحياة الدينية إلى تاليف جمعية هداية
الاسلام في دہلی وفروعها في بلاد اُخرى عاونا
في زمن الشغب والفتن اخوانهما المسلمين و
يودعوهم عن الوقوع في النار وشدوا عزائمهم
في تلك الفظائع الاليمه والانقلاب الناح
للأفئدة الذي استولى على نفوس لامة قاطبة و
نصبوا الوعاظ والعلماء بأجراء الوظائف عليهم
لنشر احكام الاسلام ومناقبة على خوانهم الجاهلین
عنہا بارتقاہم في تلك المواضع والقرى ليعلم
فرائضهم المذہبية الدينية جزاءهم اساحسن
جزاء وشكر سعيهم۔

و نحن نقدم المعروض الى تلك السادة الكرام
ان تلك المعالجات الفورية وان نفعت حالا
لكن نفرق ان لا تبقى مالا الى زمن بعيد ويمكن
ان تعود عواثدہم بعد انقراض هذا الجيل
الحاضر كبعض المعالجات الدکتورية باسزالة
الانفخالات المریض بجدة احته من الالہ
وان الدواء باق مازال الان يستاصل مادته
فلکن ان تلك الاقوام قد تاصل فيهما الجهل وشتا
فيہم مناسب الاختلاط مع الهندود۔

ہم اپنے اُن بزرگان قوم اور مرداران ملت ہمسایہ کا
پورا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اسلام کو سنبھالا اور
دینی غیرت نے انکو انجمن ہدایت الاسلام دہلی کے
قائم کرنے پر آمادہ کیا تاکہ اس پر آشوب فتنہ مابین
اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت کریں اور انکو دوزخ
میں جانے سے روکیں اور انہوں نے ان دردناک
مصیبتوں اور دل خراش انقلاب میں جو کہ تمام مسلمان
کے دلوں پر چھایا ہی اپنے ارادوں کو مضبوط کیا اور غزوہ
علماء اور واعظین مقرر کیے تاکہ احکام اسلام اور مسکنی
خوبیوں کی اپنے اُن بھائیوں پر اشاعت کریں جو ان سے
واقعہ میں اور ان گاؤں میں دورہ کر کے انکو مذہبی لغزش کی
تعلیم دیں خدا انکو جزا عظیمیٰ اور انکی سعی کو قبول فرمائے۔
ہم ان بزرگان دین کی خدمت میں اشاعت کرنے میں یہ فوری
علاج اگرچہ بالفعل نفع دے سکتے ہیں لیکن میں خوف ہوں کہ
آئندہ زمانہ و زات تک باقی نہ رہیں اور ممکن ہو کہ موجودہ قرن
گذرنے کے بعد ان لوگوں کی پھر وہی حالت ہو جائے جسے بعض
ڈاکڑی علاج ہوتے ہیں کہ فی الحال تکلیف دہ کر دی جاتی ہے
اور مریض کو ایک قسم کی تسلی ہو جاتی ہے حالانکہ مرض باقی
ہوتا ہے اور وضع نہیں ہوتا یہاں تک کہ اسکے مادہ کی بیج کنی
ہو جائے۔ اسی طرح ان اقوام میں جہالت بڑھ کر لگتی ہے
اور ہندوؤں کے میل جول کے تمام نئے نتائج پیدا ہو گئے ہیں

قد ذکر لی صدایق حکایت عزتک الاقوام
 ناقلا عن ابیه وکان الجوه موظفا فی جیش
 دارالامارة گویا رقال اننا کننا فی رحلة عسکوة
 اذ اطل علینا یم العید الاضحی وقلنا فی واد
 قریبا من قریة فاستاذنا الماحود للخروج الی
 المصلی لنودی الصلوة فاذن لنا فلما اتینا
 المصلی واخذنا مکاننا والرجال الیہ کانوا یاتون
 ویأخذون مکانهم فلما انتام الزحام ضا
 المكان بالناس وکنا منتظرین للامام
 مستبطین الصلوة اذ خرج من بینهم رجل
 من براہمتہ الہنود وعلنا نھم فصعد المنبر
 وھذا المسلمین بعید الضعی ووعظهم وبرزکھم
 ثم قرء شیئا فی لغتہ الہندیة فنزل حقام الناس
 یریدون الرجوع الی بیوتھم فشمنا العجب و
 والتعیر عن تلك العادة وسانا الناس الی الامام
 وصی الصلوة فقیل لنا ان امام ھذہ القریة
 رجل قاض کان یصلی بالناس فی الجمع و
 الاعیاد قبل اعوام لکنہ رھن قضاوہ عند
 ھذا البرھمن منذ اعوام فیا قی ھذا البرھمن
 ویدعی مراسم العید فقلنا لا حول ولا قوۃ
 الا باللہ وابنا باسف وحزن وعجب -

میرے ایک دوست نے ان اقوام کی ایک حکایت اپنے
 نقل کر کے بیان کی اُنکے والد ریاست گوانی کی فرج میں
 ملازم تھے انھوں نے بیان کیا کہ ہم سفر میں تھے عید الضعی
 دن آگیا ہم ایک میدان میں ایک گاؤں کے قریب
 ٹھہرے ہوئے تھے ہم نے کمانڈر انچیف سے عید گاہ
 جانے کے لئے اجازت چاہی تاکہ نماز عید ادا کر دیں
 اُس نے ہلکے اجازت دی جب ہم عید گاہ پر پہنچے
 اور اپنی جگہ بیٹھ گئے اور دوسرے لوگ بھی آتے تھے
 اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاتے تھے جب جمع پر ہو گیا
 اور جگہ آدمیوں سے تنگ ہو گئی امام نماز کے منتظر تھے
 کہ ناگاہ ایک شخص برہمن جو علماء ہندو سے تھا نکلا اور
 منبر پر چڑھا اور مسلمانوں کو عید الضعی کی مبارکباد دی
 اور کچھ نصیحت کی پھر کچھ ہندی زبان میں کچھ پڑھی اور
 اتر آیا لوگ کھڑے ہو گئے اور اپنے اپنے گھر و کونوٹے لگے
 ہمیں اس امر پر سخت حیرت و تعجب ہوا اور ہم نے لوگوں سے
 پوچھا کہ امام کہاں ہو اور نماز کب ہوگی ہم سے کہا گیا کہ
 اس گاؤں کے امام ایک فاضل صاحب ہیں جو لوگوں کو کچھ
 سال پیشتر جمعہ اور عید کی نماز پڑھا کرتے تھے گزشتہ
 چند سالوں سے اپنی قضا اس برہمن کے پاس گرو رکھ دی ہے
 اب یہی برہمن آتا ہو اور عید کے مراسم ادا کر جاتا ہو ہم
 لا حول پڑتے ہو نہایت افسوس اور غم تو جب کے ساتھ لوٹے

جس قوم کا یہ حال ہو اور جہالت اور گمراہی کی اہلی
نہایت کو پہنچ گئی ہو اُسکی درستی اور ہدایت کی
ایسے واعظ اور علماء مقرر کر کے جنکے دورہ کی نوبت
ایک گاؤں میں سال بھر یا چند مہینہ میں آئیگی۔
کیونکہ امید ہو سکتی ہے۔

ہم اُن بزرگوں جنہوں نے ہدایت و اشاعت اسلام کا جو
اپنے سر پہا ہو التباس کرتے ہیں اپنی عالی مرتبتوں کی
تعلیم و راہ ضلالت کی تیج کنی کی طرف مصروف فرمائیں
اُنکے گھر و غیر ذیل میں مدارس جاری کریں علماء کرام کو ہر
گاؤں میں مقرر فرمائیں تاکہ ہر روز اور ہر وقت
اُنکو تعلیم دین اور خود اُن میں علماء پیدا کریں یا اپنی اہلی
کوشش اس میں صرف کریں اُنکی حالت بالکل سبک جا اور اگر
ایسا نہ ہو تو اُنکی حالت کا بنانا اور انکو ان جو اسے مکان اور کتب خانہ بنائے
مسلمانوں سے تعجب ہو کہ کیوں آریوں کی کوشش پر
نظر نہیں کرتے وہ روز بروز ترقی کی سیڑھیوں پر
چڑھتے جاتے ہیں اور اولیٰ مضبوطی امور کی
پختگی قواعد کی ترتیب اپنے بھائیوں کی
اڑے وقت میں امداد کرنے میں تمام قوموں سے
آگے ہیں اُنکی بلند ہمتیں مذہب کی اشاعت
میں مصروف ہیں ہر شخص کیا بوڑھا کیا جوان
کوشش کے کٹھن میں غرق ہو گیا اُنکی ملی قومی

فما بال اقوام التي هذا شأنها وقد بلغت بها
الحال الى اقصى الجهل والغي وكيف يدرج
قوامها واهتلاءها بنصب لوعاظ والعلماء
الذين ياتي نوبته دو وقتهم الى قرية في عام او
اشهر۔

فنتمس لقائهم باعباء نشر الهداية والاحكام
الاسلامية ان يصرفوا همهم العالية الى تعليمهم
واستيصال مادة ضلالهم باجراء المدارس
الدينية في بيوتهم ونصب العلماء الكرام في كل
قرية ليعلموهم دينهم كل يوم وان يمشوا
العلماء من بينهم لينالوا على سعيهم في قلب
حاله مكلية ولا فقلب شأنهم واخراجهم من
تلك الاحوال امردونه شيب الغراب۔

والجب من الامة المسلمة كيف لا تنظر الى
مساعة اويہ سماج خانہا تعرج يوما فيوما الى
درجات الترقية وتسبق الاقوام في تشديد
العزائم وتوطيد الامور وتنفيذ القواعد
وتفضيل الاخوان في كل ما عاهاهم من النواصب
والمصعوبات واعلى همهم مصروفة الى نشر مدھم
وكل رجل منهم من الشيب والشبان منغمس في
غمرات التشير كان طينة بعنت بالشبهة القومية

والحمية المذهبية -

اور مذہبی حمیت سے گونجی گئی ہے۔

وقد اسسوا جمعيات في الهند لثبوت مذهبهم
وادخال قوام اخرى قومهم يقال له في لغتهم
(شدهي) معناه التطهير اي تطهير الناس عن
الادناس ارشاده الى مذهب طاهر ويقال
لثلاث الجمعيات شدهي مبهاي جمعية التطهير
وقد نشر احد معاصرينا رسالة ذكر فيها ضلالتهم
اربه سماج فاحذ نامنها قائمة رجال تركوا
مذاهبتهم ودخلوا في مذهب الهنود في المدن
والقرى من الهند في سنة ۱۹۰۰ فاذكرها
ههنا لافادة القراء =

انھوں نے ہندوستان میں اشاعت مذہب اور لوگوں کو اپنے
میں ملائی کے لئے کئی انجمنوں کی بنیاد لی ہے جسکو انکی زبان میں
شدهی یعنی پاکیزگی کہتے ہیں جس کا مطلب ہے کہ لوگوں کو
نجات دینے کے پاک کر کے پاک مذہب کی طرف رہبری کی جائے
ان انجمنوں کو شدهی سمجھا یعنی پاکیزگی کی انجمنیں کہتے ہیں
ایک ہمعصر نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں آریوں کے
کارنامہ درج ہیں جنہیں اس مضمون سے ایک فرست تیار کی گئی
جس میں اندازہ ہوتا ہے کہ کتنے انسان اپنے مذہب چھوڑ کر
آریوں میں جا ملے ہیں یہ لوگ ہندوستان کے مختلف حصوں کے ہیں
ہم اس فرست کو ناظرین کے فائدہ کے لئے اس مقام پر پیش کرتے ہیں

| | | | |
|-------------------------|-----------|------------------------------|-----------|
| بیسوارہ ضلع اٹاوا ۵۴ | مسلمان | بیسوارہ من اعمال اٹاوا ۵۴ | المسلمین |
| حیدر آباد دکن ۲ | عیسائی | حیدر آباد دکن ۲ | المسیحین |
| کچھ پورہ ضلع مین پور ۵۰ | مسلمان | کچھ پورہ من اعمال مین پور ۵۰ | المسلمین |
| لاہور ۱۰۰ | کبیر پٹنہ | لاہور ۱۰۰ | کبیر پٹنہ |
| فیروز پور ۹ | مسلمان | فیروز پور ۹ | المسلمین |
| راول پٹنہ ۱ | عیسائی | راول پٹنہ ۱ | المسیحین |
| باندہ ۷ | " | باندہ ۷ | " |
| کروی ضلع باندہ ۳۰ | مسلمان | کروی من اعمال باندہ ۳۰ | المسلمین |
| کروی ضلع باندہ ۷ | عیسائی | کروی من اعمال باندہ ۷ | المسیحین |
| ۹ | مسلمان | ۹ | المسلمین |

| | | | | | |
|--|------|--|---------------|------|---------------|
| دنیا نگر | ۱ | مہیا کھار | دنیا نگر | ۱ | مہیا کھار |
| سیالکوٹ | ۲۰۰۰ | میکہ | سیالکوٹ | ۲۰۰۰ | میکہ |
| گوجرانوالہ | ۲ | جوگی کھتری | گوجرانوالہ | ۲ | جوگی کھتری |
| سنہل | ۱ | المسلمین | سنہل | ۱ | المسلمین |
| پیلی بھیت | ۳ | المسیحین | پیلی بھیت | ۳ | المسیحین |
| آگرہ | ۱ | المسلمین | آگرہ | ۱ | المسلمین |
| " | ۱ | المسیحین | " | ۱ | المسیحین |
| بہور بریلی | ۱ | المسلمین | بہور بریلی | ۱ | المسلمین |
| ایتہ | ۱ | المسیحین | ایتہ | ۱ | المسیحین |
| بجنور | ۱۰ | التبتین | بجنور | ۱۰ | التبتین |
| حیدرآباد سندھ | ۱ | المسلمین | حیدرآباد سندھ | ۱ | المسلمین |
| اجپیر | ۸ | المدھل مختلفہ | اجپیر | ۸ | المدھل مختلفہ |
| گجرات | ۱ | المسلمین | گجرات | ۱ | المسلمین |
| دیواس | ۲ | التبتین | دیواس | ۲ | التبتین |
| ۲۲۶۵ | ۰۰ | | ۲۲۶۵ | | |
| ای اسلام کے سپہ سالار و ای دینی انجمن کے پرزور نمائندہ | | ای اسلام کے سپہ سالار و ای دینی انجمن کے پرزور نمائندہ | | | |
| تھاری حیت اور عصبیت کمان ہو کیا آپنہیں دیکھتے | | تھاری حیت اور عصبیت کمان ہو کیا آپنہیں دیکھتے | | | |
| کہ اشد کے ایک سو تیس ممبر آپ سے منقطع ہو گئے ہم ان | | کہ اشد کے ایک سو تیس ممبر آپ سے منقطع ہو گئے ہم ان | | | |
| آندھوون کو رکتا نہیں دیکھتے اور نہ یہ امید ہے | | آندھوون کو رکتا نہیں دیکھتے اور نہ یہ امید ہے | | | |
| کہ یہ آگ بلا اسکے بھج جائے کہ آپ لوگ کرمیت | | کہ یہ آگ بلا اسکے بھج جائے کہ آپ لوگ کرمیت | | | |
| مضبوط یا نہ حسین اور اپنے ارادوں کو پختہ کریں | | مضبوط یا نہ حسین اور اپنے ارادوں کو پختہ کریں | | | |
| فیا ایہا القواد للعساکر الاسلامیہ و یا ایہا | | فیا ایہا القواد للعساکر الاسلامیہ و یا ایہا | | | |
| الروساء للجمعیات الدینیۃ ایز الحمیۃ والعصبیۃ | | الروساء للجمعیات الدینیۃ ایز الحمیۃ والعصبیۃ | | | |
| اماترون قد انقطع عنکم مائۃ وثلثون عضلاً | | اماترون قد انقطع عنکم مائۃ وثلثون عضلاً | | | |
| من الامۃ ولا نزی ان ترکد تلك الزعاجع | | من الامۃ ولا نزی ان ترکد تلك الزعاجع | | | |
| وقض هذه العیلان الا ان تشدوا انذکم وسموا | | وقض هذه العیلان الا ان تشدوا انذکم وسموا | | | |
| عزائمکم فان سلسلۃ دہلوہا وحرکوہا قریضت | | عزائمکم فان سلسلۃ دہلوہا وحرکوہا قریضت | | | |

فعل شذیر و احکمت طاقا تھا غایۃ الاحکام لایکن
ان تنقطع مہولۃ اوادنی منۃ فانہم ما لوالی
شوارع الترقیۃ مجتہدین کانہم جاوا علی بکرۃ
ایہم لا تسکن غلتہم ولا تقنأ حیحہم ولا کلامہم
من الفتیان المترعرعین والشیوخ المتسرعین
والنساء والصبیان قد صبغوا بصبغۃ واحدة
لا تزول عنہم ولا یرون الاحجام عن ثلاث الثغور
قید شہر ولا یختص ہذا لامر بالمدن والا مصاد
بل قاطنو القری والہوادی ایضاً یشترون فی الخمار
مرامہم لا تر فوا بصارہم الی امر لا یعنیہم بل
القوابلیۃ مبین اعینہم ولیس لہم شان عہم
سوی ایصال مرامہم الی حلۃ لغایۃ کات فی فتن عہم
شر و البرق لا تجو حینا۔ واقصی ما ارادوا ان یجوزوا
حولہ وینالوا ذراۃ استجدال العامة من اقطار الہند
الی مرکزہم المذہبی واستجدالہم الی قومہم
ان الحزب المسیحی منذ وردوا وانا حلی لہند یصوتون
ہمہم فی ہذا المرام ویبذلون جمیع قواہم لنشر
مذہبہم وما لوالی سعاف ما ربہم جمیع حوائجہم
لکنہم ما فادوا الی لان فوناقوام الادیۃ وسببہ
ان آریہ قد بسطوا اشرارک امانیہم بترقیہ محکم
ونظام مشید لا فتنہ قواہر حینا ومد واسئلہ

کیونکہ آریون نے جو سلسلہ جنبانی کی ہو اور اس کو قائم
کیا ہو وہ ایک مضبوط سلسلہ ہو سکی طریقیت مضبوطی سے
بٹی گئی ہیں جو آسانی سے نہیں کٹ سکتے اور نہ ٹھوڑی ہمت سے
ٹوٹ سکتے ہیں لوگ ترقی کے رہتوں پر دفعۃً ٹوٹ پڑے ہیں انکی
سیاس نہیں سمجھتی اور انکا جو شہنشاہ نہیں ہوا اور کب کیا جان
کیا ہو اور عورتیں بچے ایک ہی نگ میں گئے ہیں ہیں ان سے
اُتر نہیں سکتا اور وہ اس سرحد ایک اشد تہنا چاہتے ہیں
شہر کی کچھ خصوصیت ہیں بلکہ گاؤں یہاں تو کئے لوگ بھی اپنے
مقصود پر اکر رہے ہیں متعدد ہر فردی یا تو کئے سو کسی طرف
نہیں دیکھتے اپنے مقصد کو نظر کے سامنے رکھ لیا ہو انکو اس سے
زیادہ کوئی چیز فردی نہیں ہو کہ اپنے مقصد کو کامیابی کی تک
پہونچا یا جا گیا انکے دل میں ہر ترقی جگہاں ہیں کسی رقت
نہیں سمجھتی انکا سب بڑا مقصد جسکے گرد گھومتے اور چوٹی تک
پہونچنے کا انھوں نے ارادہ کیا ہو اطراف ہندوستان سے عوام کو
اپنے مذہبی مرکز کی طرف کھینچنا اور انکو اپنی قوم میں جذبہ یک لہنا
عیسائی گردہ جسکے ہندوستان میں اردہ ہوا اپنی
ہمتیں اس مقصد پر خرچ کر رہے ہیں اور اشاعت مذہب
میں انھوں نے اپنی تاحی قوتیں صرف کر دی ہیں مگر
ابھی تک انکو آریون کی سی کامیابی حاصل نہیں ہوئی اسکا
سبب یہ ہو کہ آریون نے اپنے مقاصد کے جال کیٹ قائم
ترتیب اور مضبوط انتظام کے ساتھ کھیلے مگر آریون کی سلسلہ

صفات الافراد کما فی نظم واخل فان لم تهب
 النهضة الاسلامیة فی هذه الثورة العظيمة
 والذاهية الکبيرة التي شملتهم من کل جهة
 فسيعضون ايد يهم ولا تجد يهم الندامة شيئا
 علی ما فات فعليهم ان يتناسوا الخلافات فيما
 بينهم ويقوموا المناراة تلك الثورات ويدافعوا
 عن حمی الاسلام بالشدات القوية والزمام الشدة
 ويلتقوا همهم بین اعيانهم ولا تطر انظارهم الی امر
 سواة ویتذعوا بكل حيلة الی وقایة مذ هبهم
 فان اسلافهم اسسوا بنیانه باراقته وما نعم و
 بذل مجبا تهم وان هم ما لا بد منه فی نيل هذه المرام
 تعلم لفته سنسکرت واكتشاف حقایق مذ هب
 الهندو فلیوسع نطاق مدرسة الالهیات التي
 اسست لهذا المقصد فی کانبور ویکثر عدد الوعاظ
 والهداة وکل جمعية قام بها قواد القوم لهذا المرام
 علیها ان تنضم مع اختها فی اسعاف اوجها ولا
 تتفقد علوها وخفض غیرها فان الزمان زمان
 التعصید لا التتقید والا فسیطع الوف من
 الامة بالهندو ویزیدون قولهم الف الف
 ضعف -

در از کیا ہی جسے قوم کے کل افراد کو ایک انتظام میں
 جکڑ لیا ہو اگر اسلامی آمادگی اس عظیم الشان
 شورش اور خونناک بلا کے وقت بیدار نہ ہوئی
 جسے انکو ہر طرف سے گھیر لیا ہو تو مسلمان انہیں
 انگلیاں دینگے اور وقت نکلیا نے پرنداست
 کچھ فائدہ نہ کرے گی مسلمانوں کا فرض ہو کہ آپس کے
 جھگڑے کو بھلا دیں اور اسلام کی جانب سے ان
 شورشوں کا مضبوط حلون اور پختگی کے ساتھ مقابلہ کریں
 اپنے مقصود کو مد نظر رکھیں اور دوسری طرف آنکھ نہ ٹھاکر
 نہ رکھیں اور اپنے مذہب کی حفاظت میں ہر ایک تدبیر کو
 کام میں لائیں انکے بزرگوں نے اپنے خون بہا کر اور
 جانیں خرچ کر کے اسلام کی بنیاد رکھی تھی۔ اس مقصد کے
 حاصل کر نہیں سب سے زیادہ ضروری چیز زبان سکرت کا سکھنا
 اور ہندو کے مذہب کے وقفیت حاصل کرنا ہی سب سے آلیات کا
 بیانیہ وسیع کیا جائے جو اس غرض سے کانبور میں قائم کیا گیا ہے
 واعظین اور بادیان اسلام کے عزیزین کو فیر کجائے اور جو
 انجن اس غرض کے لئے قائم ہوئی ہو اسکا فرض ہو کہ وہ کسی
 کی دوسری انجن کے ساتھ کسی کام کے اپنا علو اور دوسری کی پستی
 کرے یہ وقت امداد کا ہو نہ جانچ کا ورنہ مسلمانیں ہزاروں
 افراد ہندو میں شامل ہو کر انکی قوت کو ہزاروں گنا بڑھا دیں گے
 سید علی زمینی مدرس دارالعلوم ندوۃ العلماء

حفلہ فی دارالعلوم لندنۃ العلماء

انفقدت حفلة فی دارالعلوم لندنۃ العلماء فی

۱۸ یولیو حضر فیها جمیع تلامذۃ دارالعلوم اساتذہ

وبعض من اعضاء لندنۃ العلماء کان الغرض من تلك

الحفلة اظهار المحزن والاسف علی قتل مستر کرل

والعیلی فی لندنۃ فی ۱۱ یولیو سنة ۱۹۰۹ م الذی

کان من یاوران مستر صوری وقد قتل بغایۃ القسا

والجبانۃ بید مدن کال احلا المتعلمین فی لندرسہ

الذی کان من ہنود مدنیۃ امرتہ من بالہ بیجیہ

قبل لجمہ الناس بعد الساعۃ الثامنۃ صباحا فی

قاعۃ دارالعلوم واخذ کل مکاتہ فقام فضیلۃ العلام

الشبل النعمانی وطفق یخطب علی الخصاصی

القی اضعیفت العام فی دارالعلوم۔

لعل القراء بلغھما قد سمع لظاق اللغۃ الانگریزۃ

والعربیۃ العام فی دارالعلوم الی غایۃ۔

واضعیفت فی عدد الاساتذۃ باستاذین للانگریزۃ

وباستاذین للعربیۃ وقد تحملت حکومتہ الهندا عباً

وظائفھم علیھا وقلت اعطاء خمسمائة روفیۃ

اعانة لھما۔

فحض عطوفۃ المخلیب اولا تلامذۃ دارالعلوم

علی تعلم اللغۃ الانگریزۃ واثبت افتقارھم الیہا فقال

دارالعلوم لندنۃ العلماء میں ایک جلسہ

۱۸ جولائی سنہ ۱۳۲۸ء کو ندوۃ العلماء کے

دارالعلوم میں ایک جلسہ ہوا جس میں کل طلباء

مکسین اور بعض اراکین ندوۃ شریک تھے

اس جلسہ کی غرض یہ تھی کہ لندن میں جو حکیم

جولائی سنہ ۱۳۲۸ء کو کرل اعلیٰ ایلی کاٹک

سٹراٹے نہایت بے دردی اور بزدلی کے

ساتھ سسی مدن لال امرتہ کی ہاتھ سے قتل

کئے گئے اسپر اظہار نفرت و افسوس کیا جائے۔

آٹھ بجے صبح کے بعد سب لوگ دارالعلوم کے

بڑے ہال میں جمع ہو گئے سب پہلے علامہ شبلی

نعمانی نے دارالعلوم کی اُن جدیدیت پر تقریر

کرتی شروع کی جو وقت آئین یا وہ کی گئیں ہیں۔

غالباً ناظرین یہ معلوم ہو چکا ہوگا کہ دارالعلوم ندوۃ

انگریزی اور ادبی کے حصہ ایک تک وسیع کیا گیا ہے

اور اس دارالانگریزی کے لئے اور عربی علم ادب کے

لئے اور زیادہ بڑھائے گئے ہیں اور انکی تنخواہوں کا

صرف گورنمنٹ نے اپنے ذمہ لیا ہے جس کے لئے

پانسور و پیر ہوا بطور امداد کے منظور کئے گئے ہیں۔

علامہ موصوف نے اپنی تقریر میں پلدارالعلوم کے طلباء کو

انگریزی تعلیم پر متوجہ کیا اور انگریزی تعلیم کی خوب بیان کی اور فرمایا

ان العلماء الذین یقتضی الزمان نشأهم فی هذا
الدع والحدیدهم الذین لہم دربتہ بلعنتہ من
لغات اوروبا۔

قال ان هذه الوقعة وقعة عجيبة وهی ان ندق
العلماء لما عرضت مقاصدہا علی الامہ فكان
اصلاح البروعزام التعلیمی المعول علیہ فالهند
من ام مقاصدہا فعرضة علی القوم فیما عرضة
فاستقبلہ علماء الهند قاطبة واخذوا بایدی
القبول متفقین متضامین اذاء وما بقی احد
منہم یا باہ او یستنکف عن قبولہ واعترف کل
منہم ان هذا لنصاب الراجح قابل للتسديد
والاصلاح لکن اذا السست دارالعلوم واقفقت
واخذہا للمشروع صورة علمية فابت عنه السواد
الا عظم من معشر العلماء۔

فصار مثله كمثل الخمر والكاس الساقی یستحسن
ذکرہا عند شعراء الفرس فی الاشعار والقصائد
تخیلاً محضاً والی ان یبقی ذکرہا فی الکلام وینکرہا
الشاعر فی کلامہ ولا تلغی الا فی تخیلہ وازاحجاً
احد فی العل فالطبع یابی عنہ ویستعجنہ ویستکرة
من ینادم بالراح وھذا ادواتہا ولا یسوغ النظر
الیہ۔

کہ اسوقت زمانہ کو جن علماء کی ضرورت ہو وہ ایسا
گروہ ہوتا چاہیے جسکو یورپ کی زبانوں میں سے
کسی زبان سے واقفیت ہو۔

فرمایا کہ یہ ایک عجیب واقعہ ہے کہ جب ندوۃ العلماء کے
ابتدائی جلسوں میں اسکے مقاصد کا اظہار کیا گیا تھا
تو منجملہ دوسرے مقاصد کے اصلاح نصاب مسئلہ بھی
پیش کیا گیا ہندوستان کے تمامی علماء نے
متفق الرائے ہو کر اس تجویز کو پسند فرمایا اور
اور کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ تھا جسکو اس سے
انکار ہوا اور ہر شخص نے اس امر کو
قبول کیا کہ موجودہ نصاب تعلیم قابل اصلاح ہے۔
مگر جب دارالعلوم کھولا گیا اور اس تجویز کو
عملی حالت میں لایا گیا تو علماء کی کثیر جماعت نے
اسکا انکار کیا۔

اسکی ایسی مثال ہے کہ عیسیٰ ایرانی شاعری میں شرابیائی
اور اسکے تمام سامان کے مضامین شاعرانہ خیال میں ہوتے
ہمک چھ معلوم ہوتے ہیں کہ جب تک ایک شاعر محض انکو
اپنے کلام میں خوبصورتی کے ساتھ ذکر کرے اور ان چیزوں کا
وجود فقط تخیل میں ہے اور اگر انکو عمل میں لایا جائے تو
طبیعت سخت نفرت کرتی ہے اور اس شخص کو دیکھنا اگر نہیں
کرے تو شراب پی رہا ہے اور اسکے پاس اسکا سامان موجود ہے۔

ثم قال اني اسمع في الناس ثورة وخصبا وهوان
دار العلوم مانهذه اذ وسع فيها نطاق الانكليزية
فالغرض منه جعلها مدرسة ابتلائية انكليزية
لحكومة الهند الا انها غلط ربح فيه وخطيل
فشا من سوء تدبيرهم لو كنت اريد هذا الامر
فما كان لي ان افارق كلية عليگده ولا يعني
ان دار العلوم لو جعلت مدرسة انكليزية
لا تبلغ وقتا ما درجته ولا ترقى الى رفعة تفوق
كلية عليگده ولا تنشأ لها احا لا يقال لها انها
خير من حالها وما كان لي حاجة ان اتخى كاجل
النداء من كلية عليگده واجعل المضارها
اعداء لي واخالف كلهم وامنس مدرسة
اخرى مضادة للكلية -

اني معترف بان هذه حياقي العلمية من
فيوض تلك الكلية وما نلت من الامتياز والجمعة
والما تزين الامة منبها سيادة المغفور له السيد
احمد خان مؤسس كلية عليگده ان تصانيفي
وباعثي ونبلي وبالجملة كل ما حصل لي من الجلد
والعهد الدم هي من الفقيد السيد المرحوم -
فتم تلك النعم الباهرة والا يادى الظاهرة
ما كان لي ان اجاهر بخلاف الكلية بل اريد

اسكے بعد فرمایا کہ میں لوگوں میں ایک شور و غوغا سنا ہوں
اور وہ یہ ہے کہ اب جبکہ دارالعلوم میں انگریزی زبان کا پیمانہ
وسیع کر دیا گیا ہے تو اس سے یہ غرض ہے کہ دارالعلوم کو
گوڈنٹ اسکول بنادیا جائے مگر یہ ایک سخت غلطی ہے اور
محض خیال ہے اگر میں دارالعلوم کو انگریزی اسکول
بنانا چاہتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ میں علیگڑھ کالج کو چھوڑتا
کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ نہ وہ اگر انگریزی سکول بنادیا جائے تو کسی وقت
میں ایسی حالت پیدا نہیں کر سکتا جو علیگڑھ کالج کی
حالت سے بہتر ہو مجھے کچھ ضرورت نہ تھی کہ میں ندوہ
کی خاطر علیگڑھ کالج سے علیحدگی اختیار کرتا
اور وہاں کے لوگوں کو اپنا دشمن بناتا اور سب کی
مخالفت کرتا اور کالج کے مقابل ایک دوسرے
مدرسہ کی بنیاد ڈالتا -

مجھے اسکا اقرار ہے کہ میری تمام علمی زندگی علیگڑھ
کالج کی بدولت ہے قوم میں جو کچھ شہرت اور نمود
مجھے حاصل ہے اسکا چشمہ سرسید محمد رفیع صاحب
کی ذات ہے میری جملہ تصنیفات اور میری لیانات
اور غرض کہ تمام علمی مایہ میرا گوشت اور پوست اور خون
سب کچھ سرسید مرحوم سے ہے -

باوجود اتنے احسانات کے کوئی وجہ نہ تھی
کہ میں علیگڑھ کالج کی صریح مخالفت کرتا

ان تنشأ في دار العلوم هذه ذجلة من التلامذة
القادرين على القاء الخطب في اللغة الانكليزية
على المسائل الاسلامية في كل فاد واحتفال
يعلمون الحزب الجديد من الفتيا المتنوعة
تلك المسائل في لغتهم وعلى طريقة نواتي
مما قهرهم وان كان قضاء الارب سهلا بان نجذب
في دار العلوم للتعليم العربي تلامذة نالوا درجة
من مدارج اللغة الانكليزية في المدارس الابتدائية
ويتعلموا العربية والدينيات وتجري الوظائف
عليهم فينشأ طائفة جامعة للغتين العربية
والانكليزية الا انه ما كان يلغى في تلك الطائفة
اثر يلغى من تعليم ادائل العزم والروح المذهب
ثم اظهر الاسف والمحزون على قتل كوزن
دايمي في لندن وقال ان مدن لال الامم تسرى
قد قتله بغاية الجبن فحق نتموه من تلك
الحادثة ثم قدم المشروع ان يرسله بنا
تلك المحفلة الى الجرائد يتلقاها من
وايد تلك المشروع فضيلة مولانا محمد عظيم
مهم دار العلوم وحضرة النواب على حسن خا
و تمت المحفلة

السيد علي الزينبي

میری عرض ہو کہ دارالعلوم میں ایسے لڑکے
تو رہوں جو انگریزی زبان میں ہر ایک مح میں
مذہبی مسائل پر تقریر کر سکیں اور سننے گر وہ کہ
اونکی زبان میں اور اونکے مذاق کے مطابق
اسلامی مسائل سمجھا سکیں اگرچہ یہ ضرورت
اسطور پر پوری ہو سکتی تھی کہ ایسے لڑکوں کو
جنہوں نے انگریزی اسکولوں میں کئی ڈگری حاصل کی ہو
وظائف دیگر عربی کی تعلیم دیجاتی اور اسطرح علما کا ایک
ایسا گروہ پیدا کیا جاتا جو انگریزی اور عربی دونوں
زبانوں کا جامع ہوتا مگر اس میں نقصان یہ تھا کہ ایسے
گروہ میں مذہبی روح کا وہ اثر نہ پایا جاتا جو ابتدائی
عمر سے مذہبی تعلیم حاصل کرنے کی بدولت پایا جاتا ہے۔
اسکے بعد کرزن والی کے قتل پر افسوس ظاہر کیا
اور فرمایا کہ مدن لال امرتسری نے نہایت بزدلی کے
ساتھ اونکو قتل کیا ہے ہم اس سے بیزار ہیں
پھر یہ تجویز پیش کی کہ اخباروں کو بذریعہ اس
جلسہ کی کارروائی سے مطلع کیا جائے مولانا
حفیظ احمد صاحب مہتمم دارالعلوم اور جناب
نواب علی حسن خان صاحب نے اس تجویز کا
کامیابی اور جلسہ برخواست ہوا

سید علی زینبی

الناتجة الفاجعه

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَرَأَى الْكُفْرَ كَاجُونٍ

لعمركم ما الرزية فقتل ولا فوسموت ولا بعد
ولكن الرزية فقد حر يموت بموت خلق كثير
قد سلب الزمان من اهل علقا نفيسا وفقد
الفضل من ذويه ما جاد فضيلا واعد
الادب والمجد من بيتها عمودا نبيلادوني
الى رحمة الله تعالى المرحوم المبرور حضرة
مولانا الفاضل الاسي لشير عبد العلي
المدني اسي مدير مجلة البيان ومالك مطبعة
اسي بريس في ۲۳ يوليو مطابقا ۲ رجب
فترك الافئدة مضطربة والاعجان حاطلة
وليست الزمان واهله بأربعة على لفقد المجد
فانه كان وحيد عصره فريدة دهره عالما
بارعا فاضلا كاملا عارفا بموزن الادب العربية
متمكنا على كل نوع من الانشاء والبلاغة نظما ونثرا
صبعا وقافية متقلبا في شوارع البيان بكل
ما تفسر للكاتب المجيد والبليغ المفلح وله
قصائد كثيرة ورسالات عديدة في العربية
والفارسية والاوردية ابداع فيها بكل ما جاء
في البدايع وسلك مسلكا دهره كان ذا طبع

دروناک مصیبت

تیری قسم مال کا گم ہونا گھوڑے اونٹ کا مارا جانے کا مصیبت
مصیبت اُس کا زاد مرد کا مرنے کا جس کے مرنے سے خلق کثیر مر جائے
زمانہ نے اہل زمانہ کے ہاتھ سے ایک نفیس چیز حسین کی ادب
بزرگی نے اہل بزرگی میں سے ایک بزرگ کو ہویا ادب
اور مجھ نے اپنے گھر میں ایک شریف ستون گم کر دیا
یعنی مرحوم و مغفور حضرت مولانا فاضل آسی
شیخ عبد العلی مدرسی مدیر رسالہ البیان اور مالک
مطبع آسی پریس ۲۳ - جولائی مطابق
۲ - رجب کو راہی بقا ہو گئے اپنے فراق میں
دلون کو بے قرار اور آنکھوں کو آنسو برساتا چھوڑ گئے
اب مناسب ہو کہ زمانہ اور اہل زمانہ مرحوم پر کچھ کہیں
مولانا مرحوم کتا سے زمانہ عالم باع فاضل کامل تھے
ادب اور رموز عربیہ سے بخوبی واقف تھے
ہر قسم کے انشاء نظم و شریح و قافیہ وغیرہ پر
قادر تھے۔ جو باتیں بڑے جید فنی اور
ماہر بلخی کو مشکل تھیں وہ ان میں رہتے تھے۔
انکے بہت سے قصائد اور متعدد رسالے عربی اور فارسی
اور اردو زبان میں ہیں جن میں بدیع کی مناج کو ہمگی
سے ظاہر کیا جاوے اور شوارک اور انھما کے میں طبیعت

وقادہ فہرثاقب وکان لہ تعلق خاص ودریہ
راستہ فی منعمادۃ التاریخ علی لوقائم والحوادث
وکل مالہ من القطعات التاریخیۃ والقصاصات
المبدیۃ لایسم نطاق البیان لذلک ما غفلنا
للفقید المبرور وعلیہ سبل دار السلام۔

وحن تناسی بجلہ الخیب علی ہذا الخطب
الفادح ونغریہ تعزیۃ المظہوع الی المظہوع
وہو مثالہ فی الاخلاق الفاضلۃ والسجایا المتعلقۃ
الاکو حضرتہ القاری عبدالولی صاحب امتیاز
البیان سہل اللہ خطبہ ویتیبہ بخیر الجزاء
وبلغہ الی دفعۃ ابیہ ومنزلتہ۔

الخطا بشریف السلطان

الی الضباط والجنود العثمانیۃ بریۃ وجریۃ فی جمیع
المواقم العسکرۃ او لادی الساکر۔

قد جلس علی عرش اجدادی بعنایۃ اللہ ولطفہ
وحمایۃ انبی الاعظم وشفاعتہ ودر غیبہ
العناصر العثمانیۃ ومبایعتہم وحیۃ دستور الحمد
الذی صلا تاریخ حیاۃ الامۃ بانتصار اہلہ وعلیہم
اول سلطان دستوری عثمانی۔

واللہ تعالی علی ان الشریعۃ الاسلامیۃ کانت
لی لیلانی بل امالی ومقامہدی من اول عمری الی

وقادہ اور فہم روشن رکھتے تھے مادہ تاریخ
نکالنے میں آپ کو ایک خاص دیکھی اور ملکہ تھا
جتنے قطعات تاریخ اور پیش بہا تصدیق آپ نے
تصنیف کئے ہیں وہ احاطہ بیان باہرین ہند پاک
آپ کی مغفرت کرے اور دار السلام کی طرف رہائی۔
ہم انکے صاحبزاد کے سامنے اس مادہ عظیم پر نظر فرما کر کہتے ہیں
اور وہ نغریہ پیش کرتے ہیں جو ایک نگین اور خلیق کے
پیش کرتا ہے۔ اس سے مراد وہ شخص جو اخلاق فاضلہ
اور روشن خصال میں اپنے باپ کا مثل ہی نہیں جانتا رہی
عبدالولی صاحبزادہ الیہ خدا اسکی مصیبت کو آسان کرے اور
انکو جزا خیر دے اور انکو انکے باپ کی نیت نیرت تک پہنچائے۔

فرمان سلطانی

جو کہ بری اور بھری انسران افواج عثمانیہ کو تمام
جما و نیون میں بھیجا گیا میرے بچہ سپاہیو۔

میں محمد پاک کی عنایت و مہربانی اور نبی کریم کی حمایت و
شفاعت اور ارکان دولت عثمانیہ کی غربت و الامت اور اس
لشکر کی قوت اور دیرینہ مہمت کی زندگی کی تاریخ کو
اپنے کا ناموں سے بھر دیا جو آج اپنے باپ ادا کے تخت پر
بیٹھا ہوں اسلئے میں پہلا پارلیمنٹی عثمانی بادشاہ ہوں۔
میں اس پر خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ ابتداء سے قیامت
تک میری تمام مرادوں اور مقصدوں میں شریعت احمدیہ

| | |
|---|---|
| <p>میری ریسرچی ہی اور اب جبکہ قاعدہ شوری کی جو کھربت احمد کی بنیادی احکام میں کا ایک حکم ہے تائید کی گئی ہے اور یہی شریعت قوم سلطنت کی ترقی اور نجات کے اسباب کا دار و مدار اور جس نے اسکی تائید کے بعد مرتبہ امامت خلافت چھل کیا ہے میں تمام وسائل اور اسباب کے کام میں لگ رہے ہیں مبارک وطن کی ترقی میں کوشش کرونگا جسکی ہر شئی خاک میں رہے داداؤنگے خوکے سچی گئی ہے خدا اسکی توفیق دے۔</p> | <p>هذه الحقيقة والآن وقد تأيدت قاعد الشورى التي هي احكام الاحكام الاساسية للشريعة الاحمدية التي هي المداد الوحيد لاسباب ارتقاء الامة و المملكة وجاتها ونلت على افر تاييد هاهم مقام الاما والخلافة فاني سأنازع بكل الوسائل والاسباب لترقية وطننا المبارك الذي بعثت كل قوة منه من قراييد ماء اجلادي والتوفيق من الله-</p> |
| <p>یہ بات معلوم ہے کہ ہماری حکومت کی طبی حدود کی ایسی حفاظت کہ وہ مثال یک محفوظہ طور کی ہوگا اور اسکو اُس جہ تک پہنچانا جو آبادی کی خاطر سے اُسکے شایان شان ہی پھر وطن اور قوم کے منافع کا حصول اور اسکی تائید یہ سب کام بغیر اسکے نہیں ہو سکتا کہ بری لشکر جنگی چھائی کے جاوین جو افواج حق کو لٹنے والے ہیں انکی طات بڑھائی جائے ربط و ضبط اور نظم و نسق اُس مرتبہ حاصل کیا جائے جسکی مہین ضرورت ہو اور اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ ترقی کے مظاہر کو اپنے لشکر و زمین کے حقیقی منعے میں دیکھوں اور یہ سب کچھ خدا کے عنایہ میں</p> | <p>لیکن معلوما ان المحافظة على الحدود الطبيعية لحکومتنا المشروعة المشروطة حتى تكون كحصن منيع لا ينال غم ايصالها الى الدرجة التي تليق بها في مندرج العمران ثم استحصان منافع الوطن والامة وتأييد هائل ذلك لا يكون الا بتعزيز الجيش البري والاسطول البحري وتزويد القابلية العسكرية المسلحة بحق وايسال لضبط والربط والتعليم الى الدرجة المطلوبة اللازمة ولذا لا اري ان اري مظاهر الترقى في الجيش بجميع معانيه الحقيقية والنصيب من الله-</p> |
| <p>میں تقریباً بت کر دکھاؤنگا کہ میں اپنے ان مفرد اجداد کا الائق ہونا ہوں جنھوں نے اپنی حیات غیر متعطلہ داداؤنگے سزا کی ہو اور انکے حکم غیر متعطلہ نے انھیں حکومت میں لایا غضب و سلطنت کی تائید والے جو ایک کو ایک میں لایا ہے</p> | <p>سأثبت اني الحظيلة لالتي لاجلادي العظام الذين قادوا اجلادكم لابطال اصحاب الحمية والانفة والشا وبقیاد قهر دولة قریة ذات کیمية تأني ان تزول قد جعلت الجميع يعترفون للقلب العظام</p> |

| | |
|---|---|
| <p>بالقبيل والاحترام والعناية من الله ان الجيش لما كان قائما بوظيفة المقدسة حق القيام كانت المملكة بطاعته وانظامه وشجاعته اشبه بحصن حصين لا يتزلزل ولا يتزعزع وقد حلت شهرة الذلة به الاقلاق ولما قام بحركات مخالفة امواله ورضاع بنيه وشارعة خليفته واورام ضباطه وتأوفى وادى الفضالة والفضلة والفساد والجهالة ونسب وظيفة عام الدين والمنهج الذلة والملة السلطان والولي لاصروضعفت طاعته واضطرب نظامه ولم يتم بوفاء الدين المطلوب منه وتأييد سلامة الوطن المودعة له كاد يهد كيان دولة عظيمة ولما كان من الحقائق الراجحة ان اهم شئ في الجيش تأييد لضبط والربط للذين هم امداد التوفيق امورا على منكم بالشفقة والادب بالطاعة ايضا الا بناء من اركان وضباط واورام وجنود ان ابيون لكرمان كل من يمثل بجميع حواسبه الى جميع احكام القوانين والنظامات الموضوعة يكافأ وكل من يسير على نكس فانه يجازى جزاء الولد العاق لوالده والى اشهد الله احكم الحاكمين بالفي سابق صلوات على النفس لاخير من حياتي للصيانة على احكام القانون الاساسي</p> | <p>الاستمر واحترام کے ساتھ اقرار کرتے ہیں یہ سب کچھ آپ کی رعیت فی جنگل پر کام میں کما حقہ صرف ہوتی ہو تو سلطنت ہی آپ کی نظام انظام اور شجاعت کے باعث ایک ایسے قلعہ سے زیادہ مشاہد کی جاتی ہے جو کہیں تزلزل نہیں ہوتا اور فوج ہی کے باعث سلطنت اپنی شہرت سے دنیا کو بہرہ دیتی ہے۔ اور جب فوج سے ایسے حرکات صادر ہوں جو کہ خود اور رسول کی مرضی اور آپ کے خلیفہ کے اشارے اور ان فوج کے احکام خلاف ہوں اور اگر ایسی مخالفت فساد جماعت کی پیدا نہیں کرتے بلکہ راہی ان شئ میں جو پیر محمد بن دین سلطنت میں سلطان اور ولی الامر اس لینا چاہتے ہیں کسی وقت ضعیف اس سلسلہ نظام دہم برہم ہو جائے اور وہ نظام جو اس مطلوب پوری نہ کرے یعنی سلامتی وطن کی تائید جو اس کو سپرد کی گئی ہو تو بہت ہی جلد ایک عظیم الشان سلطنت کے گمان کو راہی جویشہ سوسہ ایک مسلم اور چار آداب کر فوج میں سب زیادہ ضروری چیز بلا مضطربانی آپ کو کہ توفیق کا واردا ہو اس لئے میں اعلیٰ کو شفق کا واراد فی کو اطاعت کا حکم دیتا ہوں میرے بیٹے۔ اراکین دولت اور افسران فوج امراء اور سپاہی میں تمہارے لئے ظاہر کئے دیتا ہوں کہ جو شخص میں سے کسی حکام و تو امین کی کٹا کر گیا جو ان نظام جو تیرے لئے مقرر اس کا پھل کھا گیا اور جو اس کے خلاف راستہ پر چلے گا اس کو سزا دی جائے گی کے نافرمان شے کو دیتا ہے میں خدا احکم الحاکمین کو گواہ تاکر اقرار کرتا ہوں کہ میں مرتد و دم تک قانون ہاسی کے احکام کی حفاظت میں منادی رہوں گا</p> |
|---|---|

المطابقة للشريعة الشريفة مستندة على التأييد الالهي
وقوة الجيوش والاسطول الحاميين للدستور
وكل من عيني نفسه بما مل قولي او فعل ضد القانون
الاساسي فهو عندك مردود۔

لكل صاحب رتبة صلاحية حسب ما هو معلوم
لاجل تأييد النظام والارتباط وان من اقصى احوال
ان يستقبل كل ضابط ما دونه بالامتداد والاخلاق
وان يتفصل رضا ومحبة ما فوقه۔

اذ اعدا ان مجلس الانتقال لارثي القانون العام
لجيش البري والبحري المملوء بالفضائل والمكادم
ان جميع الضباط والمجنود هم سوا عدى
واجبتي وهم في نظري اعز من ابناء صلب اني
بهذه الوصايا استقبل نظر جميع الامراء والضباط
والمجنود واهدئهم كلهم السلام۔

والى لصفة كوني رئيسا لقواد الجيش البري والبحري
حسب الشريعة والنظام مرتبط ارتباطا محكما بالجيوش
حتى يمكن ان اقول (ان الجيوش لي وانا للجيش)
اسأل الله عز شأنه ان يجعل من عظيم الدولة
والامة خدمة حسنة سعيدة الى الدارين

البيان

هذا ما خاطب به السلطات الدستورية لقمانتي

جو کہ شرع شریف کے بالکل مطابق ہیں۔ تاہم الہی
فوج و جنگی جہازوں کی قوت جو کہ پارلیمنٹ کے حامی
ہیں میرے معتد علیہ ہونگے جو شخص سیکرٹنل جنرل کو قانون
اساسی خلاف مائل کرے گا وہ میرے نزدیک مردود ہے۔

ہر ایک عہدہ دار میں جیسا کہ معلوم ہو نظم و نسق کی
تائید کی ایک صلاحیت ہوا میری انتہائی آرزو یہ ہے کہ
ہر ایک فوجی ان سرچشمہ نعت پر اقتدار و اخلاق کے ساتھ متحرک
کمرے اور اپنے اعلیٰ افسر کی رضا و محبت کا طالب ہو۔

میں اس وقت باعتبار انتقال برائی کے ایک اعلیٰ عظیم الشان
اشکریہ جی بحری فوجی شہر کیا جا رہا ہے جو حد بل و کام میں
تمام افسر اور فوجی بہت و بازو میں میری نظر میں
میری اولاد بھی زیادہ عزیز ہیں میں ان ہدایات کے
ذریعہ تمام امراء اور افسران کی نظر اپنی طرف متوجہ کرنا
چاہتا ہوں اور جس کے لیے یہ سلام پیش کرتا ہوں۔

اور میں باعتبار افسران فوج کے رئیس جو شریعت نظام
کی رو سے فوج کے ساتھ اپنے بہت تعلق رکھتا ہوں اور اپنے
میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ فوج میرے لیے ہو اور میں فوج کے لیے ہوں
میری خدمت سے دعا ہے کہ جو شخص دولت اور قوم کی عہدہ
خدمت کرے خدا اس کا دو وزن جہان میں بھلا کرے۔

البيان

یہ وہ فرمان ہے جو عثمانی دور دستوری بادشاہ

جلالت السلطان محمد الخامس لیساکر العثمانیة
الدینیة والجزیة واعطاء الذمام الہیتمثل الاحکام
الاساسیة المطابقة للشعر الشریع وان الشریعة
كانت له دلیلا من اولی الامر الخ لا ان العجب انہ
کیف یتمثل احکام الشریعة اذ لا یكون بیده امر
من الخ لا العقد شکو الامضاء علی ما عرض علیہ من
الجلس لنبائی وقد نشرنا فی عدد من هذه المجلدات
علی الحكومة الدستورية اختلفت فیها ان الدولة التی
اسما الاسلام فی المسلمین هی الحكومة الدستورية
و ذکرنا ایضا ما هی الحكومة الدستورية۔

الحکومة الدستورية حکومت لا تامن حیثا
من المسألة والحاسبة ویكون فیها لكل فرد خیار المسألة
والحاسبة سواء كانت الحكومة بید جل اور رجال
او حزب عظیم فان كانت فی بد جل لکن یعطى
خیار المسألة لكل فرد من الاعلی الخ لا بدی ولا یأخذ
فرق عند المسألة فصح ستوریة كما كانت فی ذمن
الخلفاء الراشدين وان كانت بید حزب عظیم
ولا یعطى خیار الحاسبة لافراد القوم ویكون الامر
بالید یصدر من اوسود وفلا یریب فی انها مستبد
فان هو انفسه امر لا یأبایة مستکلبین۔

جلالت السلطان ادامہ اللہ وابقا۔

جلالت السلطان محمد الخامس لیساکر العثمانیة
الدینیة والجزیة واعطاء الذمام الہیتمثل الاحکام
الاساسیة المطابقة للشعر الشریع وان الشریعة
كانت له دلیلا من اولی الامر الخ لا ان العجب انہ
کیف یتمثل احکام الشریعة اذ لا یكون بیده امر
من الخ لا العقد شکو الامضاء علی ما عرض علیہ من
الجلس لنبائی وقد نشرنا فی عدد من هذه المجلدات
علی الحكومة الدستورية اختلفت فیها ان الدولة التی
اسما الاسلام فی المسلمین هی الحكومة الدستورية
و ذکرنا ایضا ما هی الحكومة الدستورية۔

دستوری حکومت وہ ہے جو کیسے سوال اور حساب فہمی سے
برہی خواہ اور اس میں قوم کے ہر فرد کو سوال کرنے کا اختیار
خواہ وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہو یا چند اشخاص کے یا کسی
گروہ عظیم کے۔ اگر ایک کے ہاتھ میں ہو لیکن سوال کا اختیار اعلیٰ سے
لیکرا دئی تنگ ہر شخص کو دیا جائے اور سوال کے وقت اسکو
کچھ خون نہ وہ حکومت دستوری ہے جیسے الخلفاء الراشدين کے
زمانہ میں تھی اور اگر کسی گروہ عظیم کے ہاتھ میں ہو لیکن فہمی کا اختیار
قوم کو نہ دیا جائے اور تمام اختیار انھیں کو ہر خواہ اسکا
یا سفید کریں تو اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ وہ حکومت فہمی ہے اگرچہ
وہ لوگ اپنا نام آزاد و ذی عزت سنگف وغیرہ رکھ لیں
جلالت السلطان المعظم ادامہ اللہ وابقا۔

برحق الخیر و شرف الشہادۃ و ینبت انہ الحفید اللائق
 الاحیاء العظام و انہ سیمتی صا د قاحق النفس
 الاخیر من حیاتہ للمحافظة علی حکام القانون
 الاساسی، المطابقة للشعر الشریع ابقاء الله
 علی ما عاهد ارشد الاحرار الی مقام اتار رسول
 علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلفاء الراشدین فی کل
 امر دینی و دنیوی۔
 لکن لا نزی ان ینال هن المرام مع تلك العہد
 السامع الحق ھب من اقطار الحزب المجید
 من المتتورین القی طار معا حبلا لذن ھب من
 اقل تو مرد ا یقتد ماء الوف من المسلمین للبل
 الحریة من قیود الذن ھب و الشرف و یفعل بالسلطان
 المملوک ما یفعل حق لا یؤذن له للخصوفی الجمعة
 جماعات و العجب من اصحاب الصحافة الذین
 شد الذم الیوم علی قدیدہ امثال من کانت
 جناد و جوامعهم اسس مشحونة بمناقہ کانوا
 اسس یندون بأعلیٰ صواتهم بأعماله المحسنة
 و یصوبون رأیہ فی کل امر و یستحسنون سیاستہ
 و یغفرون بمدحہ و شاملا و کانت الخطبة شاة
 ین کوہللا باسہ و لقب علی و جمعا لارض قاطبة
 و کان مدحہ بطول حیاتہ و تآکید شوکتہ للجما
 عثمانی افواج کو امید و لاتمین اور عظیم ثابت کر دینگے
 کہ وہ اپنے عظیم القدر احیاء کے لائق پوتے ہیں اور یہ کہ وہ
 آخر تک قانون اساسی کی حفاظت پر جو کہ شرع شریف کے بالکل
 مطابق ہے صادق رہینگے خدا نے تعالیٰ او کو ان کے معاہدہ
 قائم رکھے اور آزاد پارٹی کو رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ
 والسلام اور ان کے خلفائے راشدین کی ہر ایک
 امر دینی یا دنیوی میں پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے
 مگر ہمارے نزدیک ان زہرے جھوکے سامنے یہ مقصد
 حاصل ہوتا نظر نہیں آتا جو روشن خیالی نئی پارٹی کی جانب سے
 چل رہے ہیں جنکے ساتھ مذہبی محبت انکے دل سے اڑ گئی ہے
 اور ہزاروں مسلمانوں کے خون مذہب اور شرع کی قیود سے
 آزادی حاصل کرینگے بھائے گئے اور سزول سلطان کے
 ساتھ جو کچھ کیا جاتا ہے وہ ظاہر ہے بیان تک کہ او کو جو
 اور جماعت میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتا
 اخباری دنیا کے لوگوں سے کسی تمہیدے جنہوں نے آج اوس
 شخص کی غیب جوئی پر کمر باندھ لی ہے جس کے اوصاف سے کل
 انکے اخباروں کے کالم بھر رہے تھے کل وہ اپنی بلند فطرت
 اسکے اعمال حسنہ کے متذکرے ہر بات میں اسکی رائے کو درست
 بتاتے تھے اوکی سیاست او کو پسند تھی اوکی مع اور اوصاف کا
 ذکر کر کے چیتے تھے روئی زمین پر خلیجے اوکے ذکر اس نام اور یہ
 تھے اسکی زندگی کی درازی کی اور بانیہ شرکت کی

من العرب والروم الى الهند والسند الآن قد بلغت
به رداءة الاحوال الى خفض وانا خربه الزمان
كلكل السوء حتى انه اليوم يدكر في تلك الصحائف
بمساعة تامة فيقال انه خرب لبلاد وسلب لبلاد
وفتت بالمعصومين عن الخطاء كان سفاحا حيا
يتسرب الريب اليه سر يعاد ويتفقد لتقرين بين الدنيا
لتفصيل غرضه النفسانية يقتضى سواسه وكان
مضطهدا جبارا فاهي الاخرة وذكرى للذكورين
عبد الحميد في نظر الهند

تلك الثورة التي حدثت في تركيا الفتاة وانقلاب
الدولتين حال الى حال علم عبد الحميد عن
حرش الخلافة وتمكن جلالتها السلطان محمد الخامس
مقامه لانقلاب استلقت انظار العالم الاسلامي
من وجه الارض قاطبة اليه وادعش قلوب المسلمين
بعظمته وروعته واحد شاخلا الاراد في انظار
الارض فالناس في بين مستحسن صميم جمعية
الاخذ والتقى وما فعلت بالدولة العليا وبين
مستكر مستهين لفعلاها وعلمها۔

ولعمري ان تلك الوقعة غريبة مآلات عين
مثلا ولا اذن سمعت في تاريخ هذا الجليل
الغابر هو ما يندب اخبار الناس ليهاوا اسرار

عرب وروم سے لیکر ہندوستان تک جامع سب نہیں ملے جاتی تھی
اور ابلہ حوال کی غرابی نے کھکھاس سہی میں گدایا ہوا دنیا بیکو
ایسا بھلو کیا کہ آج انھیں اخبار میں پوری بڑائی کے ساتھ
ذکر کیا جاتا ہے یوں کہا جاتا ہے کہ اسنے ملک کو خواب کر دیا تھا کہ
ہندو کو لوٹ لیا ہے گناہ کو قتل کر لیا خون نہ تھا کشر تھا
شکل کی طرف بہت جلوہ دے تھا نفسا فی اغراض حاصل
کر نیکی لئے لوگوں میں لغو میں چاہتا تھا دوسو کی پیری کرتا تھا کھنجر
جابر تھا محمد اسد لوگوں کے نزدیکی ایک جبرتا نصیحت ہی۔

عبد الحمید کی نسبت ہندوستان کے خیالات
طرکی کی موجودہ خورش اور سلطنت کی ایک حال سے دور
حال کی طرف کا یا پلٹ عبد الحمید کا تحت خلافت سے عرب
ہر محشی سلطان محمد خامس کے قائم مقام ہوا ایک ایسا
انقلاب ہو جسنے کل سے زمین سے اسلامی دنیا کی نظریں
اپنی طرف متوجہ کر لی ہیں اور مسلمانوں کے دلوں میں اپنے خون
اور اہمیت کے باعث ایک بہشت پیدا کر دی اور گوی و اور اور
عالم میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے بعض لوگ انھیں اتھاو
ورقی کی کارروائی کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں
اور بعض لوگ اسکے افعال اعمال کو بڑا سمجھتے ہیں۔

در حقیقت یہ ایک ایسا نادر واقعہ ہے جسکی مثل نہ کہیں
آئیں گے نہ دیکھنا نہ کان نے سنا اور اس کی تاریخ میں ہے
زیادہ لوگوں کی فکروں کو اپنی طرف کھینچنے والا اور ملانے والا

ما یصلح من اتفق فی فتنۃ المسلمین قد رسم فی
 اعتقادات اهل ہند ان جمعۃ الاتحاد والترقی
 جمعۃ ثالثت من رجال مدعون الحریۃ فی امور
 السلطۃ والسیاسة واقصی ما یطلبون قتل
 الاستبداد ولجنتی احدا قامة الذکور مقام مع
 خلافہ لایبالون بامور الدین وقانون الشرع۔
 وقد تعود اهل الهند الی لان بسلام مناقب
 السلطان عبد الحمید وما قرع اذانہم قط فی زمن
 حکومتہ من مثالبہ وکان افند ہم معلقہ من
 قدیم بسلطان عبد الحمید خلافتہ کا نوا بیاہوں
 بالخلافتۃ الاسلامیہ ویحسنون الظن بہ بالخلافتۃ
 ما خطر فی قلوبہم قط سوء الظن بعبد الحمید
 وقد ازداد هذا الاعتقاد منذ جمعا اجراء المخط الخدیج
 فی الجہاز وبلغ حسن الظن الی قصاۃ حتی کتبتوا لہم
 المسکت الحدیدۃ فی الجہاز اکتبا باجزیل وبنوا
 نفقات لامدادہا یشہد بذلک قوائم الا کتاب
 فی جرائمہ الوند ما خصہم علی لہ الاجہر
 عبد الحمید خلافتہ الاسلامیۃ کان فی ظنہم ان
 السلطان یجہد جہدا تاما فی حریۃ مملکۃ واصلام
 وطنہ وقد یخفی عوامانی حدوانہ مملکتہ علی جمیع
 حسابات السلطۃ ویتقیہ دفاترہا وامعان النظر
 مسلمانوں کے دلوں میں اضطراب پیدا کر نیوالا حادثہ ہے
 ہندوستان کے ققائین یہ بات پیچیدگی ہے کہ انجن اتحاد ترقی
 ایسے اشخاص کے مجموعہ کا نام ہے جو سلطنت اور قوانین میں
 آزادی کا دعویٰ کرتے ہیں اور انکی انتہائے طلب ہے کہ شخصی
 سلطنت کی بجائی کر دی جائے اور اس کے قائم مقام پارلیمنٹ
 رکھی جائے اور اس کے ساتھ دینی امور اور قانون شرع کی ان کو کچھ
 پروا نہ ہو ہندوستانی ایک سلطان عبد الحمید کے اوصاف کے
 عادی تھے اس کے زمانہ حکومت میں کبھی اس کے عیوب ان کے کان میں نہ
 ہمیشہ ان کے دل سلطان عبد الحمید اور اسکی خلافت سے معلق
 رہتے تھے اور وہ خلافت اسلام پر فخر کیا کرتے تھے عبد الحمید
 اور اسکی خلافت ان کا گمان اچھا تھا کبھی ان کے دلوں میں عبد الحمید
 کی جانب بدگمانی نہیں گذری یہ اعتقاد اس وقت سے اوپر چل گیا
 تھا جب انھوں نے حجاز ریلوے لائن کے اجراء کی خبر سنی تھی
 اور یہ حسن ظن انہما کو پہنچ گیا تھا ماسک کہ انھوں نے
 حجاز ریلوے کے واسطے بہت کچھ چنہ بھی دیا اور اسکی تیار کی گئی
 بہت مال خرچ کیا وہ فرینس کی گواہ ہیں جو ہندوستان کے
 اخبار و نہیں شائع ہوتی میں لکھا بحث صرف سلطان عبد الحمید
 اور خلافت اسلام کی محبت تھی ان کا گمان تھا کہ سلطان اپنے
 ملک کی تربیت ظن کی اصلاح میں کل کوشش کرتا ہو اور اسکو
 اپنے مقصود میں ایک حد تک کامیابی بھی ہو گئی ہے کہ سلطنت
 کی حساب نہیں دفتر و کئی تنقیح اور اسکی تفصیل دیگر ہی نظر

فی تمام میلہا واجہاد القرعیت فی استنباط التعلیم
 والاحتیاط اللام للاقتصاد کانوا یجمعون ان
 الامۃ تطلب من الدستور فیقول ان اقتراح حکم
 هذا اما ان قنہ تربیون ان تفتنوا الالاد بالوہین
 فی السیلمۃ وحماۃ الوطن وتربیتہ وان اوروبا
 قد مہلت انہا احواما وعصوا حتی جاءت بہا
 نرا لہا من منشآت الحریۃ واقم تطلبون الی
 ان اقلع فیلۃ من منابت الحریۃ الی فیہا
 واخرسہا فی اراضی اسبا الوعرۃ البائثۃ القاحلۃ
 دعوی القہر ہذا الراضی قبلما یحسبہا فقتل
 اشواکھا وارفع احجارھا وافخر تربتھا واحفر
 الاقنیۃ لادنائھا ثم انقل تلك الفیلۃ الیہا واگو
 اول من یطیب نفسا ویقر عینا بنفائھا ونضارتھا
 وانہ اصلح الخزانۃ وعمر الممالک وجعل اعتبار الوطن
 فی اعیان اوربا وحسن حدود المملک حفظھا
 عن الصولات الخارجیۃ وقد بث فی الوطن تعلیم
 العلوم الجدیدۃ وقام باجراء المكاتب والمدارس مع
 اندکان عامیا عن تلك العلوم فما حصد علی ذلك
 الا حبل الوطن وتسد ایداءه وابلاغ الی حد معارج
 الترقیۃ وقد قضی من عمرہ ثلاثا وثلاثین سنۃ
 مجتہدا فی سعادت الدولۃ والمملۃ وقد قضی علی

ڈالنے میں متوجہ ہر تدریس پونے اور احتیاط کو کام میں
 لانے کے لیے ہر طرح اپنی طبیعت پر بار اٹھاتا ہر وہ بھی
 سنتے تھے کہ اسکی قوم اس سے پالیسیٹ فاکٹی ہر اردو یہ
 جواب دیتا ہر کہ تمہارا یہ سوال قبل از وقت ہر تم چاہتے ہو کہ
 سیاست اور حایت وطن میں یورپ کے نقش قدم چلو حالانکہ
 یورپ نے اپنی زمین کو برسوں تیار کیا ہے تب اس حال کو پونچھ کر
 کہ آج ہم اوسیں آزادی کے منابت دیکھتے ہیں اور تم مجھے
 چاہتے ہو کہ میں آزادی کے چمن سے ایک پودہ اٹھاؤ کہ جو
 اس وقت یورپ میں ہی ایشیا کی سخت اور دیران قحط زدہ
 زمین میں لگا دوں مجھے اتنی مہلت دو کہ اس میں کو پہلے تیار
 کر لوں سکے کاسٹے اٹھاؤں دوں تیار کر لوں پھر یہ پودہ اٹکی طرف
 نقل کر دوں ورنہ سب پہلا وہ انسان ہونگا جسکا اپنی زمین کی
 تر و تازگی دیکھنے سے دل خوش ہوگا اور آنکھیں ٹھنڈی
 ہوگی اور یہ کہ اسے خزانہ کی اصلاح کی ملکہ کو آباد کیا
 یورپ کی نظروں میں وطن کا اعتبار بڑھا یا ملک کی عزت کو
 مضبوط کیا بیرونی حملوں کو اسکو بچا یا وطن میں علوم جدید کی تعلیم کو
 رواج دیا اور مدارس اسکو جاری کئے یا جو دیکھو وہ خود
 ان علوم سے ناواقف تھا صرف وطن کی محبت اسکی دشا ہر ملک
 ترقی کی طریتوں تک پہنچانا اسکا باعث تھا اپنی عمر میں ہر سال
 اسی طرح میں گذرے کہ سلطنت احمدیہ کی خوبی میں کی پیش گوئی

على سعادة الوطن عيشة وراحة مكان وظيفة الام
 الجهد في حفظ الملك والدولة وحقوق السوقة
 من المسلمين وغيرهم۔
 هذا ما عليه اهل الهند من حسن الظن بعباد الحميد و
 الان لما قرع اذانهم انقلاب الامتانة وان عبد الحميد
 قد خلع عن عرش الخلافة من غير جناية وجرم احثا
 خطوب قلوب الناس ان جمعية الاتحاد والترقي قد
 جنت جناية هائلة في خلع عبد الحميد قد حضما
 على تلك الشريعة طلبها الحرية في الامور كلها حتى
 عن قيود المذهب الشرع وان الجمعية المحمدية
 قد قامت لحماية الدين فافسدتها وخربت بها جمعية
 الاتحاد والترقي وصالت على الدولة صلتا منكورة
 لا يهنأ العالم الاسلامي في اقطار الارض وقد
 نشرت تلك الاعتقادات من اهل الهند في الجرائد
 الهندية فصح حضرة مولانا السيد محمد رشيد رضا
 منشي مجلة المنار انغراء لكشف الغطاء عن تلك
 المسئلة وقد نقل في المنار مقالين احدهما
 لحضرة الفاضل المولوي محمد نشار الله صاحب
 جريدة وطن والاخرى لصاحب جريدة ابزرور
 نشارا جاب عنها وقد بالغ في تقدير انهما
 فقد شفي قلبا قلوب اهل الهند هذا
 وطن کی خوبی پر اپنا عیش و راحت بھی قربان کر دیا اسکا
 کام اسکے سوا اور کچھ نہ تھا کہ ملک دولت کی حفاظت بین
 کوشان ہوا اور سلمان وزیر سلمان مایا کے حقوق کا نگہبان ہو
 ہندوستان والوں کے عبد الحمید کی نسبت یہ خیالات پھیلے
 اب جبکہ آستانہ کی انقلاب کی خبریں اُنکے کان میں
 پڑی ہیں اور یہ کہ عبد الحمید تخت خلافت بلا قصور اتار دیا گیا
 لوگوں کے دل میں یہ بات گزری ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی نے
 عبد الحمید کی معزونی میں ایک خوفناک گناہ کیا ہو اور انجمن
 اس امر نشت پر اُسکی ہر بات میں آزادی کی طلب کی آواز دے
 کیا ہے حتی کہ وہ مذہب شرع کی توبہ بھی آزادی چاہتی ہے
 اور یہ کہ انجمن محمدیہ دین کی حمایت کے واسطے کھڑی ہوئی
 تھی مگر انجمن اتحاد و ترقی نے اسکو خراب کر دیا اور سلطنت پر
 ایک ایسا ناگوار حملہ کیا ہے جسکو سب کو زمین کی سلامتی پسند
 نہیں کرتی یہ اعتقاد آہندوستان والوں کی جانب سے
 ہندوستان کے بعض اخباروں میں شائع ہوئے تھے جناب الانا
 سید محمد رشید رضا صاحب یڈیر المنار نے اس مسئلہ پر روشنی
 ڈالنے کے لئے مہربانی فرمائی ہے اور المنار میں دو خط نقل
 کئے ہیں ایک جناب فاضل مولوی محمد نشار الله یڈیر
 وطن کا دوسرا یڈیر ابزرور کا پھر ان دونوں کا جواب دیا کہ
 اور ان دونوں کی رائے کی سخت تردید کی ہے۔
 اس فاضل نے اپنے بیان سے اس مسئلہ کی حقیقت پر

برودہ اٹھانے کے ذریعہ اہل ہند کو کچھ تسلی دی ہو کر جو بکا
اہل باعث نہیں ہوتا اسکا سبب ہو کہ اہل ہند نے حمیری
دور میں کبھی یہ عجیب باتیں نہیں سنین جو اس وقت عثمانی
اور مصری اخبار و نہیں شائع کی جاتی ہیں اور عبد الحمید کا
مال اہل ہند کو کیونکر معلوم نہ ہو سکا باوجودیکہ اخبارات کا
سلسلہ ہندوستان تک برابر جاری ہی۔ مصر کے عربی
اخبارات والوں نے کبھی عبد الحمید کو خلافت کوئی لفظ نہیں
کہا اور اس وقت ہر اخبار اسکی عجیبی سے پُر اسکی
بڑائی مانگتا ہوا نکلتا ہی گویا کہ وہ ہمیشہ سے اسکا
دشمن ہی اگر کہا جائے کہ عبد الحمید کا سر سر آرائے
خلافت ہونا اسکا استقلال اور لوگوں پر جبر
اور قہر ان اسرار کے طور کا مانع تھا بھوتقل حکومت
قہر کے بیچے جہالت و تاریکی کے گوشوں میں پوشیدہ
تھے اور اب تمام عالم کے سامنے ظاہر ہو گئے۔
ہم لکھتے ہیں کہ بادشاہ کا تخت نشین ہونا اور اسکا
لوگوں پر قہر اس بات سے مانع نہیں ہوتا کہ اسکی پوشیدہ
حالات کی اطلاع نہ ہو خصوصاً جبکہ یہ حالات سلطنت
اور ہزاروں زندگان خدا کے متعلق ہوں۔

یہی شاہ ایران باوجود ملک پر غالب ہونیکے اور جو
دقہر کے تمام لوگ اسکا اور اس کے ملک کا حال جانتے
ہیں اور جو کچھ سلطنت میں اسنے لوگوں کے ساتھ کیا ظاہر ہو

الفاضل ببیانہ و کشفہ الظلمة عن حقيقة تلك
الامور لكن المباحث على العجب لا يزول عن اهل
الهند وسبب انهم ما سمعوا قط في الدار الحمیدی
شیخ من تلك الاحادیث الغریبة التي تذاخر في تلك
الایام في الجرائد الغنائیة بمصر و غیرہ و کون خفی
علیہم امر عبد الحمید شأنہم قیام سلطۃ الجرائد
الیہند وما تقوہ احد من اصحاب الجرائد العربیة
المصریة خلاصہ قط والان کل جریدة تصد
مشعونة بمثالبہ عادیہ کا نھا تعادیہ من
قدیم الزمان فان قیل ان استواء عبد الحمید علی
عرش الخلافة واستبدادہ واستعبادہ العباد
واضطهادہ کان ما نھا عن ظهور تلك الخفايا و كانت
تحت الاستبداد والحكومة الاضطهادیة فی دوا
المجمل والظلمة والان قد برزت للامة قاطبة۔
فنقول ان استواء الملك علی عرش الحكومة
واضطهادہ العباد لا یمنع الاطلاع علی احوالہ
الغنیة ولا یما اذا تعلقت تلك الاحوال بامور
السلطنة والوف من العباد۔

هذا الشاه فی ایران مع استیلائہ علی الملک
وحکومتہ واضطهادہ قد یعلم کل الناس حوالہ
واحوال ملکہ وضمیمہ بالناس فی السلطنة وما شملنا

امر عجیب اذ سمعنا ان قد خلعتنا منه من العرش
 واقاموا بخله مقامه وانه قد فرغ الى اورسفارة
 روسيا وقول الرصيف الفاضل ان مدافع عبد الحميد
 التي كانت تقوم اسام اهل الهند من اصحاب الجرائد
 كانت على سبيل الاستحجار والرشوة فنقول زعمنا
 الاحتمال قائم الآن بل القرينة قوية شديدة على
 ذلك ان اصحاب الجرائد قد اخذوا الرشوة والاشرف
 من جمعية الاتحاد والترقي ومن جلالة السلطات
 بمحل الخامس على طرائقهم الدستور واعمال وضع
 الاحرار بخلف عبد الحميد اذا عثر مثالب عبد الحميد
 وتنفيذ الناس عندها ما فعلته جمعية الاتحاد والترقي
 هو الا ليق والاصل بالامنة العثمانية والدولة العلية
 والوطن ويحتمل ان انقلاب الدم من حال الى
 حال يهتجم على مواتة الدهر وفورات العصر كما
 داب ابناء العصر فتموا اصواتهم باصوات الحرب
 الجدید من المتورين هن اواهم علم حقيقة الاحوال
 لا تعلم عواقب تلك الثورة والانقلاب ما يصير
 اليه اموال الدولة والخلافة لكرج طليقة المسلمين في
 اقطار الارض قاطبة ان يحسوا نظن بالدولة
 واهضاءها العذفين بالاخوال والحقائق عليهم
 ابا تاع لامر خلافة خان السلطان مطلق في كل

جب مجھے یہ سنا کہ وہ نے اسکو تخت اُتار دیا اور اسکی جگہ کو
 اسکا قائم مقام بنا دیا اور اُسے سفارتخانہ روس میں
 پناہ لی ہو تو ہمیں کچھ یوں نہیں ہوا فاضل معام کا خیال کہ عبد
 کی مدافع جواہل ہند اخبار والوں سے سنا کرتے تھے وہ
 اُجرت اور رشوت کے طریق پر قسمی کے جواب میں ہم بھی
 کہہ سکتے ہیں کہ یہ احتمال اب بھی قائم ہی بلکہ اسوقت قرینہ
 زیادہ قوی ہو کہ اخبار والوں انجمن اتحاد و ترقی اور طالب
 سلطان محمد خامس سے رشوت لیکر ذمہ لٹا لیا ہے۔
 کہ وہ پارلیمنٹ اور اسکی اغوال کی اور آداب پارٹی کی تباہ
 بیج کیا کرینگے کہ اُسے عبد الحمید کا عزال یکل چھ کام کیا اور عبد الحمید
 میرتب مشہور کرینگے اور لوگوں کو اس سے منفرد کرینگے اور کہہ کر گویا
 انجمن اتحاد و ترقی نے کیا ہی وہی قوم کی حالت کیا بدلائی
 اور دولت و وطن کو بھی مفید ہی یہ بھی احتمال ہو کہ زمانہ کے
 ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلتے آگئے زمانہ کی موافقت
 پر آمادہ کیا ہو جیسا کہ انشاء اللہ کان فائدہ ہو اسکی وہ لوگ
 نئی روشنی خیال پارٹی کے ہم آواز ہو گئے ہوں اللہ اعلم
 ہم نہیں جانتے کہ اس شورش و ارتقا کب کیا انجام ہوگا اور
 دولت و خلافت کا رجوع کس طرف ہوگا لیکن تمام یہ زمین
 پر مسلمانوں کا کام یہ ہو کہ سلطنت اور اسکی ارادین بھی جو
 حقیقت حال کو بخوبی جاننے والے ہیں حسن ظن رکھیں
 اور اذیر خلافت کا اتباع ضروری ہو کہ وہ نہ سلطان کی

حالی کان فان الخلافة لا تتوقف على يد عمر
 وبكر بل الخلافة قاطبة بسطان عادل مدبر عارف
 بالحوال لعمارة قبا بهم وعطوفاً عليهم فلا فزع
 عبد الحميد استوى على عرشه بدله قد تولد لامة
 باصلاح الدالة وقامت بعمل اعيان السلطة
 ان يكون عاقبة امرها خيراً والله ناصر لعمارة وهو
 المولى ونعم النصير۔

السيد علي زینبی

موازنة الخواطر

الموازنة مسبار يسويه غور الفضل وعيار
 تظهر به زنة العقل فترى بها شاعر اصانع
 الكلام حسن البليغ جبر الضع متصرف في الشعر
 كثير المذاق في روعه شعره رونق وفردو ما
 واخر جاري على وتيرة لا يحيد عنها قلب اللفظ
 متصنع المعنى عسير المقصد قاصر على فصاح
 يخط في تروخي المعنى خط عشوة في الليلة الطمياء
 هذا الشان شعراء العرب الذين هم امرء القول
 وفيهم وشجعت اعراقه وعطفت اعصانه فما ظنك
 بشعراء العربية من الجمجم الذين هم متفلقون على
 ما كذبة الشعر متصلون لغة العرب عشقون فيها
 يجمعون في ابدان القول جل فصلهم في رايه

هر حال میں پیروی چاہیے جو کوئی بھی ہو کیونکہ خلافت
 دیدہ و بکر پر موقوف نہیں ہے بلکہ خلافت کا قیام ایسے
 سلطان کی ذات سے ہے جو عادل مدبر عارف و واقف
 رعایا پر عمل فرمان ہو اگر علیہ حمید ملایا گیا تو دوسرا سلطان
 اس کا بدل تخت پر بیٹھ گیا اور خود قوم سلطنت کی اصلاح کی
 متولی ہوئی تو اور تمام بوجہ اپنے سر لیٹے ہیں امید ہے کہ انجام
 اچھا ہو گا اور اشد پاک اپنے بند و کا مددگار ہے۔

سید علی زینبی

باہمی موازنہ ایک آلہ ہے جس سے لیاقت کی گہرائی دریافت
 کی جاتی ہے اور پاشنگ ہے جس سے عقل کا وزن معلوم ہوتا ہے
 موازنہ سے نظر آتا ہے کہ ایک شاعر شاعری کا درگر جس کی صفت
 و کاریگری عمدہ ہے مختلف معنائیں پر قادر ہے اور شاعری
 میں مختلف راہیں نکالتا ہے اور اس کی شاعری میں کتب ملتی ہیں
 دوسرا ایک خاص طریقہ پر چلتا ہے جس سے نہیں ہٹا سکی شغ
 ست، مضمون آورد، مطلب میں عقیدہ آقا مضمون کی
 تلاش میں طرح بیرہ چلتا ہے طرح اند میری رات میں ان کی
 جب یہ ان خورے عرب کا حال ہے جو شہان شاعری تھے جس میں
 شاعری کی بڑگی اور اس کی شافین حکیم تو عجم کہ ان عربی
 شعر کی نسبت تھا را کیا خیال ہے جو شاعری کو ہر طرف پر
 طفیل اور عربی زبان کے غلط متشابہ مدعی ہیں دیوبند میں

اءكرو الوحنى لشكر الذى لا يعرفه اكثر الناس
 يستعظمون وبها يوم يستنقون الجلى يستمنون
 من هؤلاء الشعراء لا يحجام عبد الرحمن الجاسى لكن
 حان قصبا لسبق في شعره من بعد صيته في العجم
 ومن ديه انه في الشعر الفارسي ان ياتي فيه بشرط
 عربي يستلحه ابناء العربية فقال في ابيات غزله
 فارسي نشر الصيا وصاح الديك
 فاستعد به شعراء العربية من العجم فخذوا ميثرا
 قولهم واكثره اجازة هذا الشطر المبيت فائرتنا
 ان تقطعت ايبا قم هذه ليتر فضل شاعر على صابة
 وان كانت كلها عند علماء العربية المعربين في الاجاب
 عا طلة غفلا ليس عليها طلاوة ولا فيها حلاوة
 قال ابو محمد العاصي صاحب تصانيف الكليات والرسائل
 المتكرة الشهيرة وكفى له فخرا ان يكون له ولد مثل محمد
 ادبكي ساري لياقت به هر كه خوشي غير از سر و رصيله الفاظ لا ورتنا
 بنكوا اكثر لو كنتم من جانتا تا كه لوگ ائت موبايين اربا و كنو طرا منين
 انمين شعر عمم بين علماء بلخ و حان عاصي دهر غار غار منين
 نهايت بالمال بين در عجم من اونها بشارت سر و ادبكي ما ورتنا
 كه دارسي شعر من كوي عربي مصرعه آت من تا كه
 عربي دان اس چاشني لين ايك غزل من بلخا جامي كس منين
 صباكي خوشبو پيلي اور مرغ نه آوازي
 عجم كه عربي شعر نه اس مصرعه كو بهت پند كيا كو چاشني كوي پند
 ورازي و اس عجم طر من بلخا منين نه مناسب سمجھا كه اني شمار كو
 منتخب كر من تا كه هر ايك شاعر كي لياقت معلوم بلوچه يك كيه
 كل علماء عربيت كنه نزديك جواب من مهارت نامه كنه منين
 سادو غير آراسته من منين نه آيت تاب بونه خيبر مني بو
 مولانا ابو محمد عاصي صاحب تصانيف كثيره اور رسائل متبوعه ورتنا منين
 اور انكه ليده خوركاهم به كه محمد صبيح انكه بيچي بونين

| | | |
|--------------------------|-----------------------|---------------------------|
| فاحميرج الصبا وصاح الديك | فانته وافقك ما ينفيك | واخلع الثعل في الهوى ولها |
| طادن منا فانا تذنيك | واستلمها سلافة سلمت | من اذى من بغى لها تشريك |
| فاورمدحها الفصيح وقل | كل ملوح بغير تلك ريك | وتعشق وكن اذا فطنا |
| كل شئ عشيقه بفنيك | وانفكك الوجودا فنجد | نفحة من قبولنا تنفيك |
| وان تسرؤينا تسراوان | مت فالسير دونها نعيمك | واذا هالك الحميد وفهم |
| في حانا فاننا نعيمك | وتخلق بما خلقت له | فهو من مورد الوي نعيمك |
| جد بنفس تجذب نفس هدى | كف كفا من غيرنا نكفك | خل خل منا لك بي بمنى |

| | | |
|--|--|--|
| واجعل النفس هدًى تأخذ يدك | والمصبى أفعاً يدك بها | واخفض القدر ساكناً عليك |
| وابك نحو قبا محاً كتبت | قبل أن تلقى الذى بكىك | تدعى غير ما وصفت به |
| والذى فيك ظاهر من فيك | تجترى والجليل مطلع | ما كان النهى إذا ناهيك |
| تتلاهى عن الهدى ولها | مبتلى دائماً بما يبلبك | تلبس الكبر تأثها سفها |
| والنجا سأت كائنات فيك | وإذا ما ذكرت موعظة | جذبت عنها كأنها تنسبك |
| وتلاها ابنه الشهير محمد بهاء الدين العاكلى | انك بعد انك بيته محمد بهاء الدين عالمى صاحب كشكول | وتصانعت باهراً آتته بين يديه سقى به |
| المجهرى صاحب الكشكول التصنيف الباهرة | پیدا ہوئے اور او نیکو الداد ن کو لیکر | ولد العالم ببلبك سنة ۹۵۹ و انتقل به ابوه |
| الى بلاد العجم حتى اخذ باطراف العلوم وتعلم | عجم کے شہرین میں پھر بیان کے انھوں نے علوم حاصل کئے اور ان | الافقون اصبح ممن يرحل اليه للاخذ منه، وتشتا |
| الرجال للرواية عنه اوولى شنيعة الاسلام | شیخ الاسلام ہے پھر فرقہ تصوف کا شوق پیدا ہوا اور | في لغزو البليكة فساح في الارض ثلاثين سنة |
| ورد كل ناد واجتمع في شام ذلك اعظم علماء | بشیر پس سیاحت کی اور عجم میں وارد ہوئے اور اس اثنا | خبر الى لسان عباس في اعاليها لياسة العلماء والكرام |
| وضاكَ هم غبت فضله وانجدهم لم يستفون | میں بہت بڑے بڑے علماء سے ملاقات کی یہاں تک انکی | من كل ناحية حتى توفي بامبها في قلعة ابيه دار كنه |
| سنة احدى ثلاثين الف وثووجد بئر طوس | تجہر شاہ عباس تک پہنچی اور انکو رئیس العلماء کے لئے | لست ابر في ذات ياني اور طوس کی خاک میں مدفون ہے |
| يا نذبحى بجهتى اذ يدك | قم و هات الكوس من هاتيك | ها تها ها تها مغشعة |
| اسندت نيكى لى تلقى انيك | قهوة ان ضللت سكتها | فسنا منوع كاسها يهديك |
| يا كليم الفواد داوودها | قلبك المبتلى لى تشوقك | هى نار الكليم فاجعلها |
| واجلع النمل برك انيك | صاحبه فاحيك بالندام قدم | فانساها محالفاً ناهيك |

| | | |
|------------------------|--------------------------|----------------------------|
| عمرک اللہ قل لنا کما | یا حام لاراک ما یبلیک | تروی غاب عنک اهل منی |
| بعد ما قد توطنوا وادیک | ان بیان ربهم رشاً | طوفان تمّت اسمی صییک |
| ذا قسول ما کانه عنص | مال لما بدابہ التحریک | لست انساہ اذا قی سحرأ |
| وحده وحده بغیر شریک | طوق الیاب خائفاً وجلا | قلت من قال کل من یرضیک |
| قلت صرح فقال فقیل من | سيف الحاکظه تحکم فیک | بات یسقی وبت اشربها |
| قهوة تترك المنقل ملک | تم جاذبتہ الرداء وقد | لما من الخمر طوفه القتییک |
| قال لی ما تريد قلت له | یا منی القلبی قلة من فیک | قال خذها فمضت غمرت بها |
| قلت نزدنی فقلت لا وایک | تم وسدّ نه الیمین الی | ان ذکا الصبح قال لی یکنفیک |

قلت مهلاً فقال قم فلقه

واقتمی اثره الشیخ علی بن ابی طالب الاھانی الشیخ
 البخزین ولد الشیخ باصفهان سن۶۰ و اخذ من
 والده و غیرہ من الجھاد بدۃ حتی اذ عن کل منا
 واشتد کاهله ووصفت من العلم مناهله وبرزت من
 الشعر بالفارسیۃ ثم رغب فی السیاسة فجاہل من
 سنوات و تنقلت بہ البلاد واجتمع فی انشاء ذلك
 بکثیر من اهل الفضل ثم القی عصاه فی بلاد الهند
 وقصده الشعراء من کل فجرح حق لقی ربه فنبه ملک
 لایات علی متوالک نفر من
 فاحر دیم الصبا وصاح اللیلک
 انکے بعد شیخ علی بن ابی طالب مشہور بحزین انکا اترک کیا
 شیخ اصغیان بن ستمین پیدا ہوا اور اپنے والد سے اور
 دوسروں فضلا سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ ہر ایک نے انکا
 فرمانبردار ہو گیا اور انکا دوش مضبوط ہو گیا اور علم کا حشو
 انکے لئے صاف ہو گیا اور فارسی شاعری میں کمال حاصل کیا
 پھر ریاست کا شوق ہوا اور چند سال حیات کی اور شرفین پر
 اور اس ریاست میں بہت اہل کمال سے ملاقات کی پھر ہندوستان
 میں اقامت کی اور شعرا انکے پاس آئے یہاں تک کہ انکا
 وفات پائی اور فارسی طرز پر شعر لکھے۔

| | | |
|------------------------|-----------------------|------------------------|
| یکبدیع الجمال مدھو یلک | أبلی المبتلی تحیر فیک | بلغ الذمع واصلاً لرباک |
|------------------------|-----------------------|------------------------|

لہ قلا خطاً الشیخ جت قال الھونیک اراد اذک من باب ضرر فمقارناً الھو بمعنی المودة من باب ھم
 وھو الذی جلا من باب فیر معناه سقط کقولہ تعالیٰ والجمیر اذا ھوی فی ظن لا یلک مسکھا آخر

| | | |
|--|--|---------------------------|
| یوم سوء مجرت عن ادیک | لیمکت للملک ما ریدیا | بعد ما قد قدرت رقی طیک |
| قد حکاه الرشاة منی | فا تانی وقال ما یتیک | قلت ماء البعا دیا سکنی |
| قال وصلی رجوت ان یتفیک | ودنی وروی | لی حدیثا بلحظه لغتیک |
| قال ما یتبغی؛ فقلت له | یا مسیح ابد امة من فیک | فما فی وقال لست تری |
| میتة بعد ما لعمرا یدیک | شتر قلب الحزین من رشاء | فبقی فارغا عن التفکیک |
| واقع سبیلہ ونظم علی هذا الاسلوب البیضا | اور انکی تقلید میر غلام علی آزاد نے کمر مورخ | |
| علی البحر می للورخ لادیب، صاحب بھقلو جا | ادیب مصنف سبہ المرحان ویرد بیضا کھے | |
| والید البیضاء کان البحر امی نسیم وجعل فی التاریخ | فرد کھے تاریخ میں فرد کھے کوئی اذکا مقابلہ تھا | |
| منقطع الا قران فی معرفتنا خیار لا والی ترجم | اس فن میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں | |
| الناس من طبقاتہم وتقیید لاسما ثم صنف فیہا | جو تاریخ بہترین کتابیں ہیں لیکن انکی | |
| کتبا ہی من خیرة کتب التاریخ واحسنها یدلک | شاعری میں عجبت کی بوہے اگرچہ اون کے | |
| فی شعرہ راض من الجمہ ولیکن یحجم لا لافلا عذ | ان کا روان، عبارت شیریں، تشبیہ عمدہ آہلاد | |
| البیضاء جند التیہ لکھنوی تجارتہ قال حمد للہ | بہتر ہے ان بگرا می کہتے ہیں۔ | |
| ہی سلمی جا لھا بکفیک | فی الیون المراض یتفیک | شکر اللہ سعی فافصہ |
| ہی عن ہم لحظھا یتفیک | صاح ختام تشک عطفیا | شتم من المنجر بارقار یریک |
| صانک اللہ رشح الی اضم | ثم ترع غزالہ تسبیک | ان ضللت للعقیق مضطربا |
| فما من عقیقھا یدیک | مدحت فی الغور ساجدة | وہی فیما ظلتہ تعنیک |
| واری انت لا ترق لھا | لہذا الانی ما یتیک | لا تخافن لا ثما سمجھا |
| حب سلمی مہند یحییک | انیت الفراش فی قلو | کیف یصوب الی اللغی ناہیک |
| مت غراما ولا تکن وجلا | آرج من نسیم یحییک | یا ندیمی اقص واقعة |
| عرضت لی لعلھا تسلیک | اقلت انجمیة سحر | قلت ہا الفارسی آتزدیک |

| | | |
|--|--|--|
| فاشارت ائی مقلتها | فی حضور الرجال لا یتک | قلت مهلا سلت راضية |
| حان ان یدهبوا بلا تعریک | ذهبوا کلهم فقلت لها | یا فتاة اجلسی وراى ابيک |
| رغبة فی الجلوس ائنة | قلت دومی، مہجعتی نذیک | انت شرفت منزلی کوکا |
| یخدم العبد خدمۃ ترضیک | | |
| وجاء بعد العلامة شمس العلماء ^{الحج} محمد سعید | انکے بعد علامہ شمس العلماء، محمد سعید | جعفری |
| اعظم ابا دی و صاحب تصانیف شافعیۃ و اشعار و الفقه | اعظم ابا دی و صاحب تصانیف شافعیۃ و اشعار و الفقه | غلام آبادی نے جو عمدہ کتابوں کے مصنف اور عمدہ |
| ولد العلامة سنة احدى ثلاثين اثنى عشر مائة | کننے والے تھے علامہ ۱۲۳۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۳۵ھ | کے بعد و دین و فاسات پائی مفتی |
| وتوفی في حدود سنة ۱۲۵۰ للهجرة، تلمذ علی المولی المقتی | ظہور اللہ صاحب کے شاگرد تھے اور ۱۲۶۲ھ میں | سید محمد عطوسی، فی اور سید محمد سندھی مغربی |
| ظہور اللہ و اخذ علوم الحدیث سنة ۱۲۶۲ من السيد | شیخ عبد الغنی و باطلی علم حدیث حاصل کیا تھا فی ۱۲۶۲ھ | الشیخ المحدث و السيد محمد السنو المحدث الشیخ عبد |
| الدیالمی و شرح لامیة الہند للقاضی عبد القدر | دہلوی کے لایۃ الشرح شرح لامیہ علامہ مدوح کہتے ہیں | الکندی و الہکوی قال انما یجوز لہذا البیت |
| قل لنا ما لطرفک الفیلم | کل لحظہ بقینا یفتیک | ان قل الحب عد و انما |
| لضلال فریباً یهدیک | یا منی انقلب لاجنایۃ لی | غیر ان الفوا و یطمع فیک |
| اصحک الله فاک من طرب | لا یبانی بہم مشتاقیک | فی الہوئی طال ما بکیت و ما |
| انت ما قلت قط ما یبیک | قطع الہجر والنوی کیدی | صل محباً بروحہ یفدیک |
| صا دنی شادن دنی قلبی | ہبہ ساکن بغیر شریک | نقطۃ الخال فوق مبسمہ |
| کسواد یزین عین الدیالک | ارنی یا نئے کفامتہ | ان تکن باحمام فی داویک |
| یا لہقد کانہ غصن | من نسیم الصبالہ تعریک | جاء بعد البعاد معتذراً |
| قال یا مستہام ما یرضیک | قلت لقیالک فوراً خلونی | و عتاق و قباۃ فی فیک |
| قال فموا عتق و خدی من | کان دقلنا قصار ملیک | فمت، عانت عاقبہ |

| | | |
|------------------------|------------------------|-----------------------|
| قال ذرني فقلت لا وابيك | قال لي يا مقل لا تكثر | او ما كان واحدا يكفيك |
| سقم جنينك قلت ارفق | قال صبرك ورافق تنفك | أتبني قهوة متعشعة |
| نقضت عهد زاهر نبيك | قال فاشرب فانها ماء | كنت اذ مقامسي بهيك |
| يلد مع بلاريب | جوهر مانع بلا تشيك | قال ان لاله عفار |
| وادا لكوسها مايك | اخذ الكاس من يد بيضا | وسقاني وقال لي تهنيك |
| بات يلقى ويحسني حتى | طلع الفجر ثم صاح الديك | اذكر الله يا سعيد ودع |
| | ذكر سعدي وخذ بما يعينك | |

یہ آخری شعر تھے اور مشک مر ہے،

وہذا آخر الابیات ومسك الختام

اخبار ونکا انتخاب

بغداد

اخبار طان راوی ہے کہ تین انجیر ایک فرانز کا
دوسرا جرمن کا تیسرا آسٹریا کا اسکندر ورتہ سے
ریلوے لائن کی تجویز کو جاری کرنے کے لئے چلے ہیں
جو حلب کو اسکندر ورتہ سے ملا دیگی۔

یہ تجویز اُس صلی تجویز کے علاوہ ہے جو بندہ اُس اُس ریو لائن کے
منطق پر جس سے اٹھنے کا بکٹش اور طلبا بش سے اسکان مقصود
ہو اور اسی لائن سے ایک بریج لائن نکالی جائیگی جو
اٹھنے کو حلب سے ملا دیگی اور یہی لائن غفر میرا بننے سے شروع
ہو کر ایاس کے کنارے پہنچتی ہوئی اسکندر ورتہ پہنچے گی جہاں تک
پہنچے گا اُن کی کو کٹائی ہوئی بحیرہ انطاکیہ کے کنارے پہنچتی
ہوئی حلب کو جائیگی یا موجودہ راستہ پر جائیگی۔

مقتطفات الجرائد

داد السلام

جاء في جريدة الطان ان ثلاثة محمد سين
احمد فرنسي والثاني الماني والثالث نمسوي
سافروا من اسكندرونه لمدن مشرق مسكة
حدید تربط حلب باسكندرونه

وهذه المشرق بشار المشرق ع الاصل مسكة حدید
بغداد والذی كان يرا د به ربط اٹھنے بکٹش و طلبا بش
و یفرع من الاخرة خطیر بطحا بحلب هذا الخط
الجدید سیبتدئ من اٹھنے و یتمد بازا الشاطئ
من (ایاس) الی (اسکندر ورتہ) عنتر قاضی قاض
مرفع (میلان) و متوجها نحو حلب حمتا علی
سجانی بحیرة انطاکیة او متبعا للطریق الموحدة لائن

جسرا سوت خچر چلتے ہیں اور یہ تجویز طلب واسکندر کے
کے باشندہ دن کے دلی منشا کے مطابق ہی کیونکہ
طلب اسکندر و نئے کی تجارت کے لئے اور دوسرے
اندر و فی شہر و نکلے ایک اصل منڈی ہو۔

مارشل لا

آستانہ علیا میں مارشل لا باغی اور شبہ کو کوئی
نسبت حکم احکام جاری کرنے میں سخت اہتمام کرنا
اور یہ بات نہ صرف آستانہ میں ہو بلکہ تمام لایا عثمانیہ میں
اول نمٹ کی بنیاد پر منو کو پڑتی ہو مگر تحقیق و تدقیق سے
پہلے کوئی قطعی حکم نہیں لگائی جناب محمود شوکت پاشا خان کی
نسبت معلوم ہو کر بہت لوگ جو دعویٰ بناوت گرفتار ہوئے
و جرم سے پاک سے حوا پر لگایا گیا تھا اسلئے پاشا خان
نے تمام دلایا کے صوبہ میں فرمان سامی جاری فرمایا جو میں حکم کیا
گیا ہو کہ جو لوگ بناوت کی نسبت میں گرفتار کیے جائیں ان میں کل
تھوڑے کام لیا جائے ایسا ہو کہ بے گناہ گناہگار کے لئے میں آجائے۔
(العملان)

ہریجیٹی امیر کابل

امیر صاحب جس درد میں مبتلا تھے اس سے اب فاقہ ہو
ڈاکٹر میلول جو گورنمنٹ ہند سے علاج کے لئے طلب
کئے گئے تھے وہ راستہ سے لوٹ آئے۔

جو لوگ کابل کی سازش میں ہندوستان میں ڈاکٹر بلین کی کشتیاں
گئے تھے امیر صاحب ان میں سے تین تھوڑے بھائی کا حکم صادر فرمایا۔

الذی تسیر فیہ البغال و هذا المشرع ینطبق علیہ
امالی طلب واسکندر و نہ فان الادوی تعتبر السوق
الطبیعی لتجارة الثانیة و کثیر من المدن الماخلیہ
الآخرے۔

الحکومة العرفیة

ان الحکومة العرفیة فی الاستانة العلیة تهم کثیرا فی
مصادرة الارقبا عین و محاکمة من تشبهه فیهم
لا فی الاستانة العلیة فقط بل فی سائر الولايات العثمانیة
فهی تأخذ علی التهمة او لا و کنتها لا تبرم حکما قبل
التحقیق الدقیق و قد ثبت لعطوفة البطل الفلانی
محمود شوکت پاشا حفظہ الله ان کثیرین من القضاة
علیہم بدعوی الارقبا عین امیاء مما نسب الیہم فارسل
عطوفته امر اسامیاء الی عموم الولايات و المتصرفیات
المستقلة قاضیا بوجوب التثبت من اموال الذین یزعمون
بالارقبا عین حتی لا یؤخذ البری بجریمۃ الاثم۔

(العملان)

جلالة امیر کابل

قد افاق جلاله له میر عن وجه الذی ابتلی فیہ فضل
عن الطریق الدکتور میلول اللہ طلب لایر من حکومت
للاستعلاج۔

والذین اخذوا فی مکیدة کابل مع الدکتور عبد الغنی لعل الهند
فقدل من جلالة الامیر باعلام ثلثة اشخاص منهم۔

نوابیاد عصر گھڑی

مسلمانوں کی عنان توجہ جس زمانہ سے علوم و فنون کی طرف منتقل ہوئی اس وقت سے ہزار ہا اشخاص نے خاص خاص فنون میں حیرت انگیز ترقیاں کیں جو آج یورپ میں بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں مگر مسلمانوں کی نسبت گوگون کا ایک عام خیال یہ جم گیا ہے کہ مسلمانوں نے زیادہ تر اپنی کوششیں صفا دین اور ترقیات عقلی پر خرچ کیں ایسے علوم فنون کا اُنکے زمانہ میں زیادہ رواج ہوا جن میں ہر ایک بات پر روشنگاریاں ہوتی تھیں آسان سے آسان بات کو مشکل بنا لیا جاتا تھا ہر ایک معمولی بات میں منطق و فلسفہ سے کام لیا جاتا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی قوت بحث مناظرہ اور احتمالات عقلی پیدا کرنے میں خراج ہو گئی اور کبھی انکو مفید ایجادات کی طرف توجہ نہیں ہوئی مگر حقیقت میں یہ خیال محض غلط اور بے بنیاد ہے اگرچہ مسلمان ایجادات میں اُس مرتبہ تک تو نہیں پہنچے جسکو آج اقوام یورپ نے حاصل کیا ہے مگر بہین شک نہیں کہ اسلامی پسک میں بہت سے افراد ایسے گزرے ہیں جنہوں نے اپنے مختلف ایجادوں سے بہت سے کام لیے یوں تو مسلمانوں کو ہر ایک علم و فن سے طبعی اور ذاتی شغف تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا جبکہ اُنکے پیشوا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرودہ اچھا نہ ضائع المومن انکو ہر وقت پیش نظر رہتا تھا اور ایک ایک فن میں صدا ہا اہل کمال ایسے گزر گئے جنکی تصانیف کے سمجھنے اور پڑھنے والے آج میسر نہیں آتے مگر خصوصاً وہ فن مسلمانوں کی علمی دنیا کے زیادہ مایہ ناز و فخر سمجھے جاتے تھے تاریخ اور ریاضی۔ علم تاریخ کو کوئی ایسا فن نہیں تھا جسکی ترقی ایجاد آلات کے ذریعہ ہو سکتی ہو بلکہ اُممیں تو یہی ترقی سمجھی جاتی کہ قدیم زمانہ کے حالات کا تحقیق کے ساتھ پتہ لگایا جائے واقعات کی صحت و غلطی کو عقل و نقل و رسم و رواج عادات اقوام شہرت و تواریک کی کسوٹی پر کس کر صحیح کو غلط سے جدا کر دیا جائے مگر مسلمانوں نے اس فن کو جس حد تک پہنچایا ہے اسکی شہادت کے لیے مومنین اسلام کے وہ بڑے بڑے دفتر جو اہوت تمام دنیا کے کتب خانوں میں موجود ہیں ایک کافی اور کافی کو اہلین رہا و مسرف یعنی ریاضی سوائس کا حال اس زمانہ میں پورے طور سے منکشف ہونا ایک دشواریات ہے کیونکہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی ریاضی گویا ایک حد تک معدوم ہو چکی ہے نہ صرف اس لیے کہ مسلمانوں میں قدیم ریاضی کے جاننے والے نہیں رہے بلکہ اس لیے بھی کہ مسلمانوں کی تصنیف کا سراہ قوم کی غفلت اور بد مذاتی سے بہت کچھ تلف ہو گیا ہے علوم و فنون کی فرستوں سے جن کتابوں کا پہچانتا ہے آج اُنکے نام کسی کی دہائی نہیں سننے جاتے کچھ تو

جدید علوم و فنون ریاضیہ نے انکو یکساں بنا دیا ہے اور زیادہ مسلمانوں کے افلاس اور پست جمیتی نے انکے محفوظ رکھنے کی
 ذرت نہیں آنے دی مگر تاریخ اسکی گواہ ہے کہ مسلمانوں نے ریاضی میں کس حد تک ترقی کی تھی اگرچہ ریاضی کے مواد دوسرے
 فنون سائنس وغیرہ کی طرف بھی مسلمان متوجہ ہوئے اور بہت سے نئے معلومات انکو ہم پھونچے چنانچہ اُس زمانہ میں جبکہ
 وہ اہمین میں حکومت کر رہے تھے بہت سی عجیب عجیب کلین اور مفید آلات انھوں نے بنا کر لگائے تھے جن سے
 مختلف قسم کے کام لیے جاتے تھے تو تاریخ میں اندلس کے حالات میں اُسکا مفصل ذکر موجود ہے۔ عدم خلا کے
 مسئلہ پر مبنی رکھ کے کسی نے دو برتن بنائے تھے ایک کا نام قبح عدل تھا دوسرے کا نام قبح جور مگر اس کے بعد کا نام
 معلوم نہیں ہو سکا قبح عدل کی یہ خاصیت تھی کہ اُس میں ایک معین حد تک نشان لگایا گیا تھا اگر اُس نشان تک اُس میں
 پانی بھرا جاتا تو برتن میں ٹھہر سکتا تھا اور اگر نشان سے کچھ اوپر تک پانی بھرا جاتا تو کل پانی برتن سے نکل جاتا تھا
 قبح جور کی یہ خاصیت تھی کہ یا بل ٹھوڑا پانی اُس میں ٹھہر سکتا تھا یا پورا برتن بھرا ہوا اگر اس کے درمیان کسی حد تک
 برتن کو بھرا جائے تو کل پانی برتن سے نکل جاتا تھا اس آد کو اگر اس شیشے دکھا جائے گا سبکی بنا عدم خلا پر ہے تو وہ
 علم طبیعی کا مسئلہ ٹھہرنا ہے اور اگر برتن کی مقدار معین کی طرف نظر کھجائے تو وہ علم ہندسہ کے فروغ سے ہو جاتا ہے
 سائنس کا ایک مسئلہ ہے کہ اجسام جیسے صورتوں کے اعتبار سے مختلف ہیں اس طرح نقل کے اعتبار سے بھی مختلف ہیں خود
 ایک ہی جسم مختلف مقامات میں مختلف وزن رکھتا ہے بعض پتھر یا معدنی چیزیں بعض کی نسبت زیادہ ثقیل اور ٹھوس
 ہوتی ہیں اس لیے وہ گارہے قائم کو بھاد کر کر کے طرف جانے میں نسبت دوسرے جسم کے زیادہ سوجھ ہوتی ہیں اوس سے
 نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ جسم اگر ہوا میں برابر ثقل رکھتے ہوں تو یہ ضرور ٹھن کہ پانی میں بھی یہ نسبت اُنکے درمیان محفوظ رہے
 مثلاً کانٹے کے ایک پلہ میں ایک پتھر رکھ دیا جائے اور دوسرے میں سونا یا چاندی اور ہوا میں انکو برابر وزن کے ساتھ
 قل لیا جائے اور پھر کانٹے کو اُسی شان کے ساتھ پانی کے کسی خوش میں داخل کر دیا جائے تو سونے یا چاندی والا پلہ
 جھٹک جائیگا کیونکہ سونے یا چاندی کا جوہر نسبت دوسرے پتھر کے زیادہ ٹھوس اور بھاری ہے اگرچہ ہوا میں دوسرے
 پتھر کے برابر وزن ہو گیا تھا مگر پانی میں یہ مساوات جاتی رہیگی اور چونکہ سونا یا چاندی پانی کو نسبت دوسرے پتھر کے
 زیادہ بھاد کر لے رہا ہے اس لیے ضرور ہے کہ سونے یا چاندی والا پلہ پانی میں جھٹک جائے اور دوسرا بلند رہے

یہ ایک مسئلہ اصول تھا جو مجھ سے ثابت ہوا تھا مگر معلوم یہ کرنا تھا کہ تمام معدنی اشیاء و پس میں اس نقل کے لحاظ سے کیا نسبت
تفاوت رکھتی ہیں اور اسکی ترکیب یہ تھی کہ ہر ایک جوہر کو پانی کے بھرے برتن میں ڈالا جائے اور پھر اُس پانی کا اندازہ کیا جائے
جو ہر کے ڈالنے کے بعد برتن میں بچ گیا ہے پھر کسی دوسرے جوہر کو ڈال کر اسی طرح پانی کا اندازہ کیا جائے اور دونوں پانیوں کا
ماہ الفرق معلوم کیا جائے جس سے دونوں جوہروں کے نقل کی نسبت دریافت ہو سکے گی۔ البتہ کچھ ہیرونی نے یہی نسبت
دریافت کرنے کے لیے ایک آہ بنایا تھا اسکی گردن پر ایک میٹر یا پیرا لہ لگا ہوا تھا جسے صراحی کے منہ پر ہوتا ہے پرانے کے
نیچے برتن کے سر پر ایک پلہ لگایا گیا تھا جو کانٹے کا کام دیتا تھا جسوقت اُس آہ میں پانی بہر کر کوئی جوہر زمین ڈالا جاتا تھا
تو جوہر کے ڈالنے سے اُس قدر پانی پیرا لہ کی راہ سے نکل جاتا تھا اور وہ پلہ اسکا وزن بتا دیتا تھا لیون ہر ایک
جوہر کی نسبت غفلت و نقل آسانی معلوم ہو سکتی تھی۔ مگر ان فنون کے علاوہ مسلمانوں نے ریاضی میں بکثرت آلات
بنائے اور ان سے بہت ہی مفید کام لیے اسوقت اُن ایجادات کا ذکر کرتا جو ریاضی سے تعلق رکھتے ہیں ایک تطویل لٹاؤں ہوگی
اور یہیں بھی اسکی تلاش میں ایک بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑے گا اسوقت جو کچھ یون ذکر کرنا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے
ریاضی سے صرف دنیا کے کام نہیں لیے بلکہ ہر مذہبی اور دینی مسائل کو ریاضی کے ذریعہ سے حل کر کے قابل اطمینان
اور آسان طریقے بتا دیے مثلاً شریعت میں بتاتی ہے کہ روزہ رکھنے والے کو طلع صبح سے کچھ نہ کھانا چاہیے اب طلوع
صبح اگرچہ ایسی چیز نہیں کہ خواہ مخواہ اسکا انکشاف ریاضی کے باریک مسئلوں پر مبنی ہو مگر ایک شخص جاہل اور عالم میدان یا بلند
سکان سے میں طلوع پر صبح کو طلع ہوتے دیکھ سکتا ہے مگر علماء اسلام نے علم صبح و شفق کی جدول بنا کر ہر شخص کے لیے اتنی
آسانی کر دی کہ اندر کو ٹھہری میں بیٹھ کر ابر کے دن ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ اب سوئی کھانے کا وقت نہیں بہا اسطرح شریعت نے
ہم کو نماز کے وقت قبلہ رخ کھڑے ہونے کا حکم فرمایا ہے اور صرف بہت قبلہ کے سامنے ہونا کافی سمجھا گیا ہے اگرچہ یاغل
قبلہ کا رخ نہ ہو مگر علماء اسلام نے اسکے بھی ایسے صحیح قواعد مرتب فرما دیے جس سے ہر شخص اپنا رخ قبلہ کی طرف معلوم
کر سکتا ہے مسجد میں صبح سرخ پر بنائی جاسکتی ہیں قواعد وہی ہیں جو آجکل انجیری اور جہاز رانی میں کام آ رہے ہیں
مگر مسلمانوں کی حب مذہبی نے یہ عبادتِ مذہبی کا انگوٹھ بھی تحقیقات کے صحیح اور آسان ذرائع بہم پہنچا دیے اور
انگوٹھ کے کام میں نہ لائیں اس میں شک نہیں کہ گھڑی کے معجزانہ طور پر وقت معلوم کرنے کے لیے ایجاد کی

مگر کیا ایک مسلمان گوارہ کر سکتا ہے کہ دفتر اور کچہری اور تمام ذمیوی کاروبار کو تودہ گھڑی کے ذریعہ انجام دیتا ہے اور نماز کے اوقات میں گھڑی کا استعمال صرف اس لیے دکرے کہ شرع نے اسکو گھڑی کے ذریعہ وقت معلوم کرنے کی تکلیف نہیں دی ہاں یہ تنگ صحیح ہے بلکہ شرع نے وقت پہچاننے کا جو معیار رکھا ہے اُسکے مقابلہ میں گھڑی کی کوئی حقیقت نہیں ہے مگر جب ہمارے لیے زمانہ کی حقیقت نے ایک اور زیادہ آسان راستہ کھول دیا ہے اور شرع اُس سے منع بھی نہیں کرتی تو کیا وجہ کہ ہم تمام ذمیوی کاموں میں اُس سہولت کو اختیار کریں اور نہ ہیبتیں اُسی قدیم مشکل طریقہ کو پسند کریں اور اس سہل طریقہ سے کام نہ لیں غایت درجہ یہ کہ دار و مدار شرعی احکام کا اسکو نہ بنائیں۔ منجملہ شرعی احکام کے نماز و عصر کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں بہت کچھ ریاضی سے کام لیا گیا ہے اور درحقیقت اسکی ضرورت بھی یہی اس لیے کہ شریعت نے جب ہمارے لیے اوقات نماز متعین فرمائے تو ہمیں بتایا کہ نماز کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہو کر اس وقت تک رہتا ہے جبکہ ہر شیء کا سایہ اصلی سایہ چھو کر ایک مثل یا د مثل علی اختلاف الروایہ میں ہو جائے اور نماز کا وقت ختم ہونے کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے سایہ اصلی اُس سایہ کا نام ہے جو ٹھیک دوپہر کے وقت شمال کی جانب ہوتا ہے اور اُس سے زیادہ کسی شے کا سایہ گھٹ نہیں سکتا مگر یہ سایہ سال کے ہر دن میں مختلف ہوتا ہے اور روزمرہ اسکی مقلد گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اسی طرح ہر شہر میں اسکی مقدار جدا گانہ ہوتی ہے ایک ہی تاریخ میں مختلف شہروں کا سایہ مختلف مقداروں میں پایا جائے گا مکہ معظمہ میں بسبب عرض بلد کی مقدار کم ہونے کا اسکی زیادہ وقت اٹھانی نہیں پڑتی کیونکہ وہاں سایہ اصلی بہت کم مقدار میں ہوتا ہے مگر جو شہر میل کلی کے باہر ہیں وہاں اسکی ضرورت پڑتی ہے کہ ہر تاریخ کا سایہ اصلی معلوم کرنے کا کوئی آسان قاعدہ ہو کہ نماز و عصر کا وقت بسہولت معلوم ہو سکے فقہ کی بعض کتابوں میں جو طریقہ بتایا گیا ہے وہ اُسی دائرہ ہند کے ذریعہ بتایا گیا ہے جو سمت قبلہ معلوم کرنے میں کام آتا ہے اگرچہ اُس طریقہ سے صحیح طور پر سایہ اصلی ہر تاریخ کا معلوم ہو سکتا ہے مگر اس میں جو تکلیف ہے وہ جاننے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے ہر روز دوپہر کے وقت پہلے دائرہ کے قریب بیٹھ کر یہ معلوم کیا جائے کہ آج کی تاریخ میں سایہ اصلی کی کیا مقدار ہے تب اُس دائرہ نماز و عصر کا وقت صحیح طور پر معلوم ہو سکے اس مقصد کے حاصل ہونے کے لیے آج تک کوئی آسان

طریقہ نکلتا تھا مگر جناب مولوی حافظ ابوالور علی صاحب صدیقی رہنمائی کی جچ پشستر نے جو

عصر گھڑی

ایجاد کی ہے وہ اس کام کے لیے بہت ہی کافی و کافی ہے اور نہایت صحت کے ساتھ ہر تاریخ کا سایہ اصلی خود ہی منہا کر کے ظہور عصر کا وقت بتاتی ہے اگرچہ اس عصر گھڑی کو ایجاد ہوئے کئی سال گزر گئے مگر بیک کے کان اب تک اس سے نا آشنا ہیں اور اس ایجاد کی اسلامی دنیا میں اب تک وہ قدر نہیں مانی گئی جسکی درحقیقت وہ مستحق تھی ہم نے چونکہ جناب موجد سے اس کے بنانے کے قواعد کو بخوبی سمجھا ہے اور اس راز کو معلوم کیا ہے کہ کیونکر ہر تاریخ کا سایہ اصلی خود بخود شی کے پورے سایہ میں سے منہا ہو جاتا ہے اس لیے مناسب سمجھا کہ البیان کے ناظرین کے لیے اس کے قواعد کو شائع کیا جائے شاید کسی دل میں شوق پیدا ہوا اس طرح یہ قابل قدر علمی ایجاد دنیا میں کچھ دنوں باقی رہے اور جلد ہی مسلمانوں کے دوسرے کاموں میں نمایاں باقی آئندہ

سید علی رضوی امر دہوی

امام غزالی کا زمانہ کی افتار مقابلہ

یہ ایک مشہور مثل ہے کہ زمانہ کی رفتار انجن کی رفتار کے مشابہ ہے کوئی شخص اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا قدرت نے فطرتی طور سے زمانہ کو ایسا متغیر بنایا ہے کہ اس کا ہر ایک دور دنیا میں ایک نیا کھیل اور تماشہ لیکر آتا ہے اور ابنا و زمانہ کو چاروں اچار اسکی مرضی کے موافق اسی راستہ پر چلنا ہوتا ہے جس پر زمانہ انکو چلا رہا ہوتا ہے زمانہ کے ہر ایک جدید دور میں ہر ایک سلسلہ اس طرح متغیر ہو جاتا ہے کہ اس سے پہلا سلسلہ اگر بالکل نیست نابود نہیں ہوتا تو متوک الاستعمال اور معیوب تصور ہی ہو جاتا ہے اور کوئی سلسلہ اس کے اثر سے متاثر ہوئے بغیر باقی نہیں رہتا وضع لباس اخلاق و عادات صنعت و حرفت اس طرح متغیر ہو جاتے ہیں کہ پھر پہلے سلسلہ کا کوئی نام تک ایسا گوارہ نہیں کرتا اور ہر شخص اس امر پر مجبور ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے ماتحت رہ کر اسکی تمام حکومت کو تسلیم کرتا رہے اگر زمانہ میں کسی وقت ایسے امور بھی رونق پائیں جو درحقیقت قابل حذر و اخلاق انسانی پر زہر افروز و مضر ہوں

تب ہی عوام تو درکنار خواص کو اُن سے کنارہ کشی ایک شہوار گزار راستہ پر چلنا ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ وہ اپنی زندگی زمانہ کے اثر سے پاک صاف رکھ کر بالکل علیحدہ طور پر بسر کرے تو وہ چاروں طرف سے ہنر ماست بن جاتا ہے۔ زمانہ کا اثر جس طرح صنعت و حرفت اور دوسرے سلسلہ کائنات پر پڑتا ہے اور عوام اُس سے متاثر ہوتے ہیں اسی طرح علوم و فنون کی حالت بھی زمانہ کے تغیر سے بچ نہیں سکتی بلکہ حقیقت یہی تغیر تمام تغیرات کا غشا اور انکا سرشیمہ ہوتا ہے۔ علما کی حالت میں ایک عظیم الشان انقلاب اور نمایان تغیر واقع ہو جاتا ہے اور ہر شخص اُسی ایک رنگ میں لگا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ایسے وقت میں کوئی شخص جداگانہ طریقہ قائم کرنا چاہے تو اُسے کتنے مصائب کا سامنا کرنا ہوگا مگر بعض بہادر انفاس ایسے بھی پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ نہایت استقلال اور کامل ہمت کے ساتھ زمانہ کے مقابلہ کے لیے سینہ سپر ہو کر لڑنے کو تیار ہوتے ہیں اور اُنکی اولوالعزمی عالی حوصلگی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ کورانہ تقلید میں مبتلا ہو کر ایک گمشدہ فرقہ کے پیچھے چلیں جبکہ دروز روشن کی طرح دیکھ رہے ہیں کہ زمانہ بناؤں اور جس راستہ پر جا رہا، وہ جس کی طرف لیجاؤں اور انہیں ترسم نہ رسی کعبہ اے اعز اے کین رکھ تو میری بہتر کستان است

ہمارے ہیرو امام غزالی علیہ الرحمۃ اسی فوج کے سپہ سالار ہیں جنہوں نے اپنے زمانہ میں جب یہ دیکھا کہ علما کا علمی مذاق بالکل بگڑ گیا ہے علم و فضل کے پردہ میں ہمارے سستی جاہ طلبی آہستہ آہستہ اپنا قدم جماتی چلی آتی ہے تو انہوں نے نہایت دلیری اور جرأت کے ساتھ اپنے ہم عصر و کنوڑاؤں اور یہ بتایا کہ انسان کو حقیقی ترقی حاصل کرنے کے لیے اور اس درجہ کمال پر پہنچنے کے لیے جو اسکی آفرینش کا اصلی راز ہے جو وسائل درکار ہیں اس سے آپ لوگ بہت دور ہیں اور جن وسائل کو آپ کام میں لارہے ہیں یہ بالکل اُسکے خلاف کی طرف کھینچ رہے ہیں اور بُرے استقلال کے ساتھ اپنی رائے پر چمکرا رہا اور علوم اور کیمیا سے سعادت جیسی کتابیں تصنیف کیں اب ہم اُس زمانہ کے حالات اور امام غزالی کی رائے کا خلاصہ اس مقام پر درج کرتے ہیں۔ امام غزالی جس زمانہ میں پیدا ہوئے وہ فلسفہ کا زمانہ تھا اور ایک جم غفیر قدیم فلسفہ کی تحصیل میں جو دھوکہ کی ٹٹی سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا اپنی بیش قیمت عمر کو ضائع کر رہا تھا اور وہی لفظی دلائل جن سے کبھی کوئی قابل طینان نتیجہ نکلنے کی امید نہیں کی جاسکتی لوگوں کا مستعد علیہ اور علمی سرمایہ شمار کیا جاتا تھا۔ فلسفہ عقلی کا قدم اس مضبوطی کے ساتھ جما تھا کہ علما مذہب بھی اُسکے اثر سے خالی نہ رہتے تھے اگرچہ بادی النظر میں علما کے دو فرق نظر آتے تھے ایک وہ کہ جنکو معقولات اپنے منطق و فلسفہ میں کامل

انہماک تھا دوسرے وہ محض نبی خدا کے کو انھوں نے اپنے ذمہ لیا تھا اور انکا زیادہ تر اشتغال مذہبی علوم میں تھا مگر فلسفہ کا رنگ ان پر بھی کچھ ایسا گرہا تھا کہ علم فقہ بالکل ایک نیا فلسفہ بن گیا تھا اور فلاسفہ کا طریق استدلال فقہاء نے بھی سیکھ لیا تھا اس لیے علوم مذہبیہ بھی عقلی علوم کے دوش بدوش ہو کر چلنے لگے تھے اور یہی سبب تھا کہ عراق میں اسی علم فقہ کے باعث خفیہ اور شافعیہ میں سخت سخت ہنگامے اور فتنے برپا ہوتے تھے ورنہ اگر اختلافی مسائل کو محض رائے کے حوالے کر دیا جائے تو نزاع کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی خصوصاً ایسی صورت میں کہ جب ایک فریق دوسرے فریق کی تفصیل نہ کرتا ہو بلکہ مصیب بتاتا ہو البتہ مالکی فرقہ اس جنگ جہل کچھ محفوظ رہا تھا اسکا سبب تھا کہ یہ لوگ زیادہ تر بلاد مغرب اور اندلس میں تھے اور وہاں دوسرے فرقوں کے لوگ بہت کم پائے جاتے تھے اس کے علاوہ بعد ازاں علم کلام نے اشاعہ اور معتزلہ کے درمیان ایک سخت ہنگامہ برپا کر رکھا تھا اور یہی لڑائیاں مختلف رنگ اور متفرق شاخیں بدلتی رہتی تھیں کبھی تو اشاعہ اور معتزلہ کا آپس میں مقابلہ ہوتا تھا اور کبھی خود معتزلہ آپس میں بٹھرتے تھے کبھی فلسفیوں کے مقابل تمام متکلمین متفقہ قوت کے ساتھ مل پڑتے تھے کبھی اشاعہ اور حنابلہ کے بعض اختلافی مسائل میں ٹھن جاتی تھی غرض کہ اسلامی علوم علماء اسلام کی ایک خاصی رزمگاہ بن چکے تھے اور یہ سب کچھ جناب فلسفہ صاحب کے قدوم ہمنام کی برکت تھی ورنہ اس سے پہلے غیر القرون میں کبھی اس قسم کے ہنگامے برپا نہیں ہوئے صحابہ اور تابعین آپس میں بعض بعض مسائل میں اختلاف رکھتے تھے مگر اسی شائستگی اور تہذیب کے ساتھ جو اسلامی تعلیم کا لازمی نتیجہ ہونا چاہیے جسے خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں فلسفہ یونان کا عربی میں ترجمہ ہونا شروع ہوا اور فلسفہ یونان عربی لباس میں کر علوم اسلامیہ کو تیز رنگا مل گیا ہے دیکھنے والا جس ائمہ مذہب کے یہ نتیجہ نکالا کہ ایک قبہ اسلام اور فلسفہ میں بھاری کشت و خون ہونے لگا ہے اس وقت کے علمائے اسلام میں دو فرق ہو گئے ایک محدثین و فقہاء کا گروہ جنھوں نے فلسفہ اور علم کلام کے پڑھنے کی قطعی ممانعت کی مگر فلسفہ کا طوفان انگریزوں کے آگے اسلام کے ساتھ مٹا تھا کہ فقہاء و محدثین کے روئے ہرگز نہ رک سکتا تھا دوسرا وہ گروہ تھا کہ جس نے اس حملہ آور لشکر کا علم کلام کے تیغ و تبر سے بخوبی مقابلہ کیا مگر فلسفہ کا پہلا وار خالی نہ گیا اور اول ہی مرتبہ ایک بڑی جہالت کے قدم حدود اسلام سے کچھ پیچھے ہٹا دیے اور اُن کے عقائد میں فلسفہ کی آمیزش سے ضرور کچھ خلل پیدا ہو گیا اور یہ گروہ معتزلہ کا گروہ تھا اور تیسری صدی ہجری تک اس فرقہ کا زیادہ زور و شور باہر چل رہا تھا تیسری صدی ہجری کی ابتداء میں ابو الحسن اشعری

اور ابو منصور را تریدی جیسے علماء پیدا ہوئے خصوصاً نے اسلام کے عقائد کی پورے طور پر تبلیغ کی فلسفہ اور اعتزال کا پوری ہمت سے مقابلہ کیا ہم اس بحث میں اپنے مقصد سے کچھ دور نکل گئے اسلئے اس ذکر کو ہمیں پرچھوڑنا مناسب معلوم ہوتا ہے ورنہ علم کلام کی پوری تاریخ ہمیں بیان کرنی پڑ جائیگی اور اصل مقصد فوت ہو جائیگا۔ حاصل یہ ہے کہ امام غزالی کا زمانہ وہ زمانہ تھا جو ان باتوں جھگڑوں کا میلان کا زمانہ نہ تھا اور یہی قصے لوگوں کا علمی سرمایہ اور باعث نادانچہی مگر امام غزالی وہ نہافرہیں جنکو سب سے پہلے ایک خلافت رس قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا اور انھوں نے بڑی سختی کے ساتھ مرد و عورت کو قبیح بتلایا اور فرمایا کہ یہ علوم وہ علوم نہیں ہیں جنکے ذریعہ انسان خدا تک پہنچ سکے اور طہارت قلب حاصل کر کے انسان کامل کہلانیکا مستحق ہو۔ اپنے فرمایا جو علوم انسان کو کچھ مفید ہو سکتے ہیں وہ وہ علوم ہیں جنہیں مولانا نفس اخلاق جمیلہ کا حصول اخلاقِ مذلیہ سے اترنا کا طریقہ بتایا جائے اور حقیقت یہی علوم علوم حقہ ہیں اور فرض عین کہلانے کے بھی یہی مستحق ہو سکتے ہیں علم فقہ کو تمام لوگ فرض سمجھ کر پڑھتے ہیں مگر جب ایک فقیہ سے خلاصہ ذیل کے معنی دریافت کیے جائیں ریا سے بچنے کی تدبیر دریافت کجائے تو سکوت کے سوا کچھ جواب نہیں ملتا اور اگر معائنہ و ظاہر طلاق و نکاح کی بحث چھیڑی جائے تو وہ نادور صورتوں کے دفتر کھل جاتے ہیں کہ جکا ایک کبھی واقعی نہیں ہوا اور شاید آئندہ بھی کبھی واقع ہونے کی امید نہیں معلوم ہوتی ایک فقیہ کو اہل دین ان نادور وقوع مسائل کے یاد کرنے کے سوا اور کچھ کام نہیں اور حقیقت جو شئی ضروریات دین سے ہے اوس سے بالکل بے پروائی ہے اگر فقیہ سے فقہ میں توکل کی وجہ فرمایا کجماے تو وہ یہی جواب دیگا کہ یہ علم دین ہے اور فرض کفایہ ہے مگر حقیقت نفس کا دھوکا ہے اگر فقہ پڑھنے والے کی غرض محض ایک ادا فرض اور ضرورت دینی ہوتی تو فرض عین زیادہ مستحق تھا کہ اسکو فرض کفایہ پر مقدم کیا جاتا بلکہ اسکا فرض کفایہ ایسے باقی تھے کہ وہ اس سے زیادہ ضروری اور قابل تقدیم تھے بہت سے ایسے شہر ہیں جہاں اہل ذمہ کے سوا کوئی مسلمان طبیب نہیں ہے مگر ایک مسلمان بھی ایسا نظر نہیں آتا جو علم طب کو سیکھے اور یہ فرض اُس شہر میں ادا کرے البتہ فقیہوں کی ہر جگہ کثرت ہے خلافیات اور جدیدیات کا کوچہ کوچہ غل ہے سخت تعجب کی بات ہے کہ یہ فقہاء اپنے شاگردوں کو ایک ایسا فرض سیکھنے کی توجہات دیتے ہیں جنکو قوم کے بہت سے افراد انجام دے رہے ہیں اور اسطرح کوئی بھی توجہ نہیں کرتا جسکا ادا کرنے والا ایک بھی نہیں۔ اسکا اصلی سبب یہ ہے کہ طب کے ذریعہ وہ مفاد حاصل ہونیکا امید نہیں ہو سکتی جو فقہ کے ذریعہ ہو سکتی ہے اوقات و وصایا کی تولیت قیمر کے مال کی نگہداشت مناسب

تقصا کا حصول اقتدار و حکومت معاصروں کے مقابل ایک قسم کا اتیاثر و ثمنوں پر تسلط وغیرہ سب کچھ فقہ کی دست
 ہو سکتا ہے نہ طب کی اور یہ ہے نفس کی اصلی حواس جسکو فرض کفایہ کا لباس پہنا یا گیا ہے اور ایک بڑا گروہ بھی جو کہ
 مشکلیں پر جو اعتراض کیا ہے وہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے وہ کہتے ہیں کہ علم کلام میں جو دلائل مذکور ہیں جنسے کچھ نامور
 حاصل کیا جاتا ہے وہ بعینہ قرآن مجید اور احادیث میں بھی مذکور ہیں اور اسکے علاوہ اور کچھ ہے وہ تطویل و اطاعل ہے کیونکہ
 انیسویں یا بیسویں صدی تک یہ ہیں یا وہ مشاغبات ہیں جو مقابل فریقوں کے ساتھ اُنکے بعض احوال نقل کر کے گئے ہیں جن سے
 طبیعت نفرت کرتی ہے کان انکو سننا نہیں چاہتے اُن میں فکر کو ضائع کرنا دین سے کچھ تعلق نہیں رکھتا اور عصر و زمان
 یہ طریقہ رائج تھا بلکہ اُس زمانہ کے لحاظ سے ان سب کو بدعت کہنا چاہیے مگر اس زمانہ کے لحاظ سے اسکا حکم بدل گیا ہے
 کیونکہ آج کل اس قسم کی بدعات پیدا ہو گئی ہیں جو عوام الناس کو قرآن و سنت سے ہٹانے والی ہیں اور ایسی جماعت ظاہر
 ہوئی ہے جسے کچھ شبہات ترتیب دیکر اسلام پر حملہ کرنا چاہا ہے اسلئے یہ بدعت بھی حکم الضرورات تیج لمخطورات کے مباح
 بلکہ فرض کفایہ ہوگی مگر اسیتقدرو جو مبتدعین کے مقابلہ میں ایسے وقت کام آسکے جبکہ وہ عوام کو بدعات کی جانب راغب
 کرتے ہوں۔ ورنہ درحقیقت خدا کے پاک اور اسکی صفات و افعال کی معرفت علم کلام سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ ترویج
 قیاس ہے نہ علم کلام اُسکے لیے ایک پردہ بن جائے معرفت ذات و صفات حاصل کرنے کا طریقہ تھوڑا ہی نفس کے سوا اور کچھ نہیں
 امام غزالی خود اپنے نفس پر ایک اعتراض وارد کرتے ہیں کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ علم فقہ اور توحید و کلام کو اس پر
 گرا دیا جائے جبکہ ہم صراحتہ دیکھتے ہیں کہ امت میں بہترین گروہ و علم و فضل کے اعتبار سے مشہور تھا اور علیٰ غیریہ سے قوم اسکی
 عزت کرتی ہو وہ بھی فقہاء اور مشکلیں کا گروہ ہے اور جبکہ خدا کے نزدیک وہ افضل خلق ہیں تو ہمیں اُنکی اتنی توہین نہ کرنی چاہیے
 مگر اس اعتراض کا خود ہی جواب ہی دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حق حال کے ذریعہ نہیں پہچانا جاتا بلکہ حقیقت رجال کو
 حق کے ذریعہ پہچانا چاہیے اور اگر محض تقلید کو کام میں لا کر اس بات پر نظر کجائے کہ لوگ کس چیز کو درجہ فضل سمجھتے ہیں
 تو صحابہ کے حالات پر ایک نظر ڈالنی چاہیے کہ جنکے فضل و تقدم کا اس زمانہ کے فقہاء و مشکلیں ہی انکار نہیں کر سکتے مگر کیا
 کوئی کہہ سکتا ہے کہ صحابہ کو یہ فضیلت اس زمانہ کا مروجہ فقہ و کلام پر مدد حاصل ہوئی تھی نہیں ہرگز نہیں بلکہ انھوں نے
 یہ فضیلت علم آخرہ اور اسکے سلوک طریق سے حاصل کی تھی امام غزالی نے اسطرح ہی ایک گہری نظر ڈالی ہے کہ فقہاء
 مشکلیں میں محاذ و مناظرہ کی بنا کہاں سے چلی اور وہ کیا اسباب تھے جنکے باعث یہ خاک و نیت پہنچی انکو سب پر انکار نہ

ضرورت اس لیے پڑی کہ بہت ترہ کسی شے کا حسن قبح خود اس شے سے معلوم نہیں ہوتا اور سطحی خیالات کے انسان
 جنکی طبیعت کو تلاش اسباب کی عادت نہیں ہوتی اس شے کے حسن قبح دریافت کرنے سے عاجز ہوتے ہیں بلکہ اکثر
 ایسا ہوتا ہے کہ انکی طبیعت میں حسن قبح کا خیال ہی پیدا نہیں ہوتا تقلید پسند طبع بہت امور کو صرف اس لیے اپنا
 شعار بنالیتے ہیں کہ ایک سواد اعظم کو اچھا حال دیکھتی ہیں مگر روز اندیش حقیقت شناس طبیعتیں جو اشیاء کے حسن قبح کا
 راز انکے اسباب سے دریافت کرنے پر قادر ہیں وہ محض تقلید پر قناعت کرنا گوارا نہیں کرتی خصوصاً ایسی حالت میں کہ
 جب عوام الناس پر ایک ایسے امر کی قیادت ظاہر کر دی مقصود مجتہدین ایک عالم مثلاً ہو تو ضرور یہ کہ اس امر کے سباب سے
 بحث کیجائے تاکہ یہ بات صراحتاً معلوم ہو جائے کہ یہ افعال کن کن امور کا نتیجہ ہیں اور اسباب کے حسن قبح سے سببیت کے
 حسن قبح کا راز معلوم ہو سکے اگر اسباب و قیول مکررات ہیں تو انکے نتائج کو بھی مکررات سے ماننا ایک لازمی امر ہوگا۔
 اور پھر آسانی کے ساتھ لوگ اپنی عنان تو جو کو اس سے پھیر سکیں گے۔ اس باب پر بحث کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ
 جب خلافت کا سلسلہ ایسے اشخاص تک پہنچا کہ وہ خود علم فقہ میں کافی دستگاہ نہ رکھتے تھے تو چاروں اچھا انکو ایسے
 لوگوں کی ضرورت پڑی جو فقہ میں مہارت رکھتے ہوں اور قضا و حکومت فیصلہ مقدمات میں انکو ایک گونہ مدد دے سکیں
 اس لیے اس زمانہ کے لوگوں کو خود بخود فقہ کی تحصیل کی فکر دانستہ ہو چلی اور علماء کا ایک گروہ بے فرقہ کی طرف بڑھنے لگا اور
 حقیقت میں اس عزت و احترام کے لحاظ سے جو اس وقت خاص فقہاء کے ساتھ کیا جاتی تھی ایسا ہونا ضرور بھی تھا
 اس لیے دنیاوی ثروت و جاہ عزت و تاقبال حاصل کرنے کی غرض سے ایک مخلوق فقہ پر جھک پڑی ہر شخص دنیاوی کی طرف
 متوجہ ہو گیا اور علماء کا حکام و قضا ایک مضبوط رابطہ قائم ہو گیا جسکی ولایت و حکومت میں سخت ضرورت تھی۔
 کچھ زمانہ کے بعد خلافت کا وہ دور شروع ہوا جس میں خلفاء و دیگر حکام کی توجہ مذہبی عقائد کی طرف پائی گئی اور سین منظر
 و مجاہدہ سے انکو ایک خاص دلچسپی تھی اور ہر طرف کے دلائل کو وہ بغور سنتے تھے یہ دیکھتے ہی علماء کی جماعت میں ایک
 انقلاب پیدا ہو گیا اور وہ کوششیں جو اس سے کچھ زمانہ پیشتر علم فقہ پر صرف کی جاتی تھیں اب انکا رخ علم کلام کی
 طرف پھر گیا اور سوڑے زمانہ میں علم کلام میں دفتر کے دفتر تصنیف ہو گئے اور مجاہدہ کرنے کے طریق مرتب ہونے لگے
 ان لوگوں کا خیال تھا کہ ہم سب یکہ دین کی حمایت کے لیے کرتے ہیں اور ہمہ دین نے جو سنت پر حکم کیا ہے اسکا قلع و قمع
 ہمارا پہلی مشا ہے۔ جیسا کہ فقہاء اس سے پہلے کیا کرتے تھے کہ فتوے نہیں مشغولیت کے ہماری پہلی غرض دین ہے اور

ادارے نماز سے عاجز ہو کر یہ صورت فقہاء کی نادر صورتوں سے جن کو وقوع کا بہت ہی کم اتفاق ہوتا ہوگا زیادہ مشابہ ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ آج کل کے مناظرین بہت سے فرض عین چھوڑے بیٹھے ہیں۔

(۲) ایک فرض کفایہ کو دوسرے فرض کفایہ پر ضرورت کے لحاظ سے ترجیح دے سکتا ہو یعنی یہ فیصلہ کر سکتا ہو کہ اس وقت خاص میں مناظرہ کے بہ نسبت دوسرے فرض کفایہ کی زیادہ ضرورت ہے اور اس کی اہمیت کا اعتقاد بھی رکھتا ہو ورنہ اگر ضرورت تو ایک کی سمجھے اور کرے دوسرا کام اس کی ایسی مثال ہوگی جیسے ایک شخص دیکھ رہا ہے کہ ایک جماعت سیاسی مری جاتی ہے اور ان لوگوں کو بانی پانے کی سخت ضرورت ہے مگر وہ شخص بھالے اسکے کہ بانی پلا کر ان لوگوں کو موت سے بچائے جراحی ممکن ہے میں مشغول ہے اور یہ کہتا ہے کہ جراحی ہی ایک فرض کفایہ ہے اور اسکا ادا کرنا ضرور ہے اگر کہا جائے کہ اس کام کے کرنے والے شہر میں اور بہت ہیں تو وہ بھی جواب دیتا ہے کہ یہ اس سے فرض فرض نہیں ہیں کیا یہ شخص بھی اگر بیک ضروری چھوڑ کر کہ جسکی زیادہ ضرورت ہے اور انکا انجام دینے والا ہی کوئی نہیں ہے مناظرہ میں مشغول ہوا ہے

(۳) مناظرہ متہد انہ راسے رکھتا ہو کسی ایک امام کی تقلید کا پابند ہو اگر اسکو کسی مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کی رائے حق معلوم ہو تو امام شافعی کی رائے چھوڑ کر اسکو اختیار کر سکتا ہو اور اسی کا فتویٰ دے سکے جیسا کہ صحابہ اور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ تھا اور جو شخص تبہ متہد نہ رکھتا ہو جیسے کہ آج کل تمامی اہل عصر کا حال ہے اور فتویٰ دینے کے وقت صرف اپنے امام کا قول نقل کر دینا اسکا وظیفہ ہو اور اگر اپنے مذہب کا ضعف اسکو ظاہر ہو جائے تو اسکو چھوڑنا اسکے لیے جائز نہو ایسے شخص کو مناظرہ سے کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکا مذہب ایک شیعین مذہب ہے اسکے سوا اسکو فتویٰ دینا جائز نہیں اگر اسکو اپنے مذہب میں کوئی اشکال پڑ جائے تو اسکو یہ کہنا ضرور ہوگا کہ ممکن ہے کہ میرے امام کے پاس اس کا کوئی جواب ہو اور مجھے نہ معلوم ہو میں منتقل طور سے مجتہد انہ راسے نہیں رکھتا امام غزالی کا یہ قول نہایت مناسب اور عجیب کی پر مبنی ہے اور اس زمانے پر آشوب کے لحاظ سے نہایت ہی غور کے قابل ہے وہ اپنے کل اہل زمانہ پر یہ حکم لگاتے ہیں کہ ان میں ایک ایسی اجتماع کی قابلیت نہیں رکھتا مگر اس چودھویں صدی میں مجتہدین کی وہ کثرت ہوئی ہے کہ ہر کس و ناکس جو قرآن و حدیث کا اصول عربی کے لحاظ سے صحیح تر جہ تک کرنے کی قدرت نہیں رکھتا دوسری اجتماع رکھتا ہے اور اپنے حقوق و مستحاط مسائل کے لحاظ ابوحنیفہ و شافعی کے حقوق کی سیطرہ میں لکھتا رہا جب تک کسی مسئلہ کی ضرورت نہ پیش آئے یا پیش آنے کا اندیشہ نہ ہو مسکت تک مناظرہ نہ کرے مگر یہ دیکھتے ہیں کہ ایسے

مسائل جنہیں فتویٰ کی ضرورت پیش ہوتی ہے مناظر میں یہ کھل کر نظر انداز کر دیتے ہیں کہ یہ ایک معمولی مسئلہ ہے اور
 اخراجات و دراز کا مسائل میں بڑے بڑے مناظر منعقد ہوتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ ان اخراجات میں بحث و مجاہدہ
 زیادہ موقع ملتا ہے جس سے انکی وقعت و شان ادرائے کے نزدیک اور زیادہ ہوجاتی ہے سخت تعجب کی بات ہے کہ
 مسائل حقہ کو چھوڑ کر خواہ مخواہ تطویل کلام کے طریقے اختیار کیے جاتے ہیں ورنہ طلب حق کا غشا تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ
 آسانی کے ساتھ مختصر کلام کے ذریعہ انتہائے حق پر وصول ہو جاتا اور کلام کی بلا ضرورت طویل کرنے کی کچھ حاجت نہ پڑتی۔
 (۵) جلسوں اور عام مجسوں کی نسبت تنہائی میں مناظرہ کرنا زیادہ پسند خاطر ہو کہ نہ تنہائی میں طبیعت مطمئن فسر
 مجتمع ہوتی ہے ذہن ادراک حقیقت کی طرف جلد و دڑتا ہے بخلاف اسکے اگر مناظرہ کی مجلس عام ہوگی اور حکام خلفاء
 و سلاطین وہاں موجود ہوں گے تو علاوہ انتشار قلب کے ریا و خود پسندی کو فروغ ہوگا اور ہر ایک ذہل نفسانیت
 اور تعصب کے لحاظ سے یہ چاہے گا کہ علم فتح اُسی کے ہاتھ میں رہے اگرچہ وہ باطل پر ہو اس امر کا اندازہ یہاں سے
 ہو سکتا ہے کہ مناظر میں کو زیادہ شوق بڑے بڑے مجسوں میں اظہار لیاقت کا ہوتا ہے جس شخص سے وہ
 مناظرہ کرنا چاہتے ہیں اُس سے مدتوں ملاقات اور نشست و برخاست و کجائی کا موقع ملتا ہے مگر جس مسئلہ میں
 مناظرہ ہوتا ہے اُسکی نسبت ایک حرف ہی زبان پر نہیں آتا بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ شخص سے کچھ سوال کر لیا
 مگر اُسکو کافی جواب نہیں دیا جاتا مگر جسوقت مناظرہ کے واسطے کوئی جلسہ یا مجمع منعقد ہوتا ہے تو وہاں اپنی فتح کی
 جتنی تدبیروں اور حیلے بن پڑتے ہیں انہیں سے ایک بھی اٹھا نہیں رکھا جاتا اور سوالات و اعتراضات کا ترکش
 کھول دیا جاتا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس مناظرہ سے مقصود احقاق حق ہے بلکہ صاف ظاہر ہے
 کہ صرف علو شان اظہار لیاقت ثروت و جاہ کے سوا کچھ ہی مقصود نہیں ہے۔

(۶) مناظر کی شان طلب حق کے بارہ میں ایسی ہونی چاہیے کہ جیسے کوئی شخص اپنی گمشدہ شئی کو ڈھونڈ رہا ہو
 اسکی مطلق بردہ انوکھی شئی مطلوبہ کس کو دستیاب ہونی چاہیے اپنے مقابل مناظر کو معاذن سمجھنا چاہیے نہ کہ خصم اگر
 بالضرر اسکی کوشش سے حق ظاہر ہو جائے تو اُسکا مشکور ہونا چاہیے کہ اُس نے ایک غلطی پرستہ کر دیا مثلاً گم شدہ
 چیز کا تلاش کرنے والا اگر ایک رستہ پر اپنی شئی کی جستجو میں جاتا ہو اور ایسے وقت میں ایک دوسرا جنبی آدمی
 اُسکو یہ بتا دے کہ تمھاری مطلوب شئی اس رستہ پر نہیں ہے بلکہ فلاں راستہ پر ہے تو کیا جستجو کرنے والے کو اس

بنانے والے کا اتباع کر کے اُس مسئلہ پر چلا جانا چاہیے جو اُسے بتایا ہے یا ہٹ دھرمی اور ضد کو دخل دیکر اس مسئلہ کے بعد اُلٹ کر چلا
 گھر چم دیکھتے ہیں کہ موجود زمانہ میں مناظرہ بن کی یہی حالت ہے اگر لکھیں ان کے مقابل کی زبان پر حق ظاہر ہو گیا تو ان کو
 مارنے مارنے کے سر اٹھانے کا موقع نہیں ملتا اور اس کو اپنی رو سیاہی کا باعث سمجھتے ہیں اور اپنی تمام طاقت اُس شخص کی مخالفت پر خرچ
 کر ڈالتے ہیں جس کے مقابل ان کو خاموشی کی ذلت اُٹھانے پڑی ہے اور عمر بھر کے لیے اُس سے عداوت کا سلسلہ قائم ہو جاتا ہے۔
 (۷) اگر مصل جو کسی دعویٰ کے درپے اثبات ہے ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف انتقال کرنا چاہے
 تو اُس کو روکنا نہ چاہیے۔ یہ کچھ مندر نہیں ہے کہ یک دعویٰ با یک ہی دلیل سے ثابت ہو سکتا ہے دوسری دلیل سے
 نہیں ہو سکتا اگر ایک شخص کو ایک دلیل میں کچھ صحت یا شبہ محسوس ہو ہے اور اس نے وہ اس کو چھوڑنا چاہتا ہے
 توجہ پسندی کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم اُس کو اسی دلیل کے تمام پر چھوڑ کر وہاں جہاں جس طرح اُس نے انصاف کی رو سے
 دلیل کا نقص معلوم کر کے اُس کو چھوڑ دیا ہے اور یہ وہی معاملہ میں ذالان نہیں جہاں ہمارا یہی فرض ہے کہ ہم اُس سے
 درگزر کر کے دوسری راہ چلنے کی اُسے بطیب خاطر اجازت دیں۔ مگر مناظرہ کی اکثر مجالس مجاہرات یہود سے
 بند ہوتی ہیں اور خواہ مخواہ صرف دوسرے شخص کو مجبور کرنے کے لیے غرضالات کیے جاتے ہیں مثلاً ایک شخص جو کسی
 شئی کو دوسری شئی پر قیاس کر نیکی کے لیے ایک دلیل پیش کرتا ہے اس میں ایک منی کو علیہ قیاس بنانا ہے اب اُس سے
 یہ سوال کیا جاتا ہے کہ تم نے کس دلیل سے معلوم کیا کہ اس شئی میں حکم کا باعث یہی علت ہے اس کے جواب میں یہ کہیگا
 کہ میری سمجھ میں ہی علت معلوم ہوتی ہے اگر تمھاری سمجھ میں کوئی اس سے بہتر علت معلوم ہوتی ہو تو تم اُسے
 پیش کرو اس پر معترض کہتا ہے کہ اس شے میں بہت سے معنی ہیں جن میں علت بننے کی صلاحیت ہے اور میں
 اُن سے پوری واقفیت رکھتا ہوں مگر میں بیان کرنا نہیں چاہتا اس پر استدلال کہتا ہے کہ تمھیں ضرور بیان کرنا چاہیے
 کیونکہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ اسکے سوا کوئی اور معنی علت ہے معترض کہتا ہے کہ مجھے بیان لازم نہیں میں فقط سائل ہوں اہم
 اس طرح مناظرہ کی مجلس میں ایک شور و غلبہ برپا ہو جاتا ہے اور معترض نہیں سمجھتا کہ وہ اپنے اس قول میں کہ میں
 جانتا ہوں مگر بیان کرنا نہیں چاہتا کس شرعی اور اخلاقی حرم کا مرتکب ہوا ہے وہ ایک گونہ شرعی کی تکذیب کرتا ہے جب
 شے کو وہ خود جانتا ہے مگر صرف ایک مسلمان کو دلیل کرنے اور اُس پر دسترس حاصل کر کے اپنی نام آوری چاہنے کے لیے اُس کو
 ظلم کرنا نہیں چاہتا وہ کاذب اور خدا کا دشمن ہے اور اگر واقعہ میں اُس کو معلوم نہیں محض دہوکہ دینے کے لیے

واقفیت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کے فسق اور کذب میں کیا شک ہو سکتا ہے اسکا یہ کہنا کہ میرے ذمہ بیان کرنا ضرور نہیں اسکا یہ
 مطالبہ کہ میری اس ترشیدہ شریعت مجاہدین جو آج کل کے مناظرین کی معمولی مثالوں کا کلام کرنا جیل اور مکر سازی کی حیثیت سے سمجھے گناہ ہے۔
 دہم ایسے شخص سے جو علم و تعلیم کے سلسلہ میں مشغول ہے اور اس سے کچھ فائدہ کی بھی امید ہے مناظرہ کرنے میں کچھ باک نہ ہو بلکہ زیادہ
 مناظرہ کے لیے ایسے ہی اشخاص منتخب کیے جائیں جو غلطی پر جلدی تنبیہ کر سکتے ہوں اور اظہار حق میں اسے کافی معاونت مل سکتی ہو
 مگر اسکے خلاف موجودہ زمانہ کے مناظرین بڑے بڑے علماء سے مناظرہ کرتے ہوئے ذرا ہچکچاتے ہیں انکو یہ اندیشہ ہوتا ہے
 کہ غالباً وہ ہماری سب غلطیاں نکال کے باہر رکھ دیں گے اور ہم کو ان کے مقابلہ میں کامیابی کا موقع نہ ملے گا اور
 ہمیشہ مناظرہ کے لیے اپنے سے کمزور اور کم لیاقت والا آدمی تلاش کرتے ہیں مگر یہ کس قدر اخلاقی غلطی ہے کہ صرف
 اپنی رسوائی کے خیال سے بڑوں کو چھوڑ کر چھوٹوں کو بچھاڑنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں طلب حق کی شان اگر ہوتی
 تو اسکا طبعی مقصد یہ تھا کہ اپنے سے زیادہ لیاقت والے سے مناظرہ کرتے ہوئے کبھی خوف نہ معلوم ہوتا اگر کسی کی زبان پر حق کا
 اظہار ہو جاتا تو اس کے تسلیم کرنے میں کسی قسم کا عذر نہ کیا جاتا بلکہ یہ زیادہ خوشی کا باعث ہوتا کہ حق تک رسائی ہو گئی۔
 یہ وہ روشن اور پاکیزہ خیالات ہیں جو مناظرہ کی نسبت امام غزالی نے ظاہر فرمائے ہیں اور اس کے نفع نقصان کے
 ہر پہلو پر منصفانہ نظر ڈالی ہے مگر افسوس کہ تعصب نے ہماری آنکھوں پر وہ گاڑے ہوئے ڈالے ہیں کہ ہم
 اس صاف اور پاکیزہ روشنی سے مستفیض نہیں ہو سکتے اور اس زمانہ تک وہی حالت چلی آتی ہے جسکی شکایت
 امام اپنے زمانے میں کرتے ہیں امام اپنی تمام جہتیں پوری کر کے فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے سب سے بڑے
 دشمن شیطان سے منظرہ نہیں کرتا حال انکو وہ ہر وقت اسکی گھات میں لگا ہوا ہے اور اس کے قلب پر
 ہر طرف سے محیط ہے اور ہمیشہ اسکی ہلاکت اور گمراہی کی فکر میں رہتا ہے اور اس کو چھوڑ کر ایسے مسائل میں کہ
 جس میں خطا کرنے پر بھی مجتہد کو مصیب کا شریک ہو جانا پڑتا ہے انسانوں سے مناظرہ کی جستجو کرے وہ
 اسی قابل ہے کہ شیطان اس پر ہنسے اور اس کا مذاق اڑائے۔

باتی آئندہ

ایک حادثہ عظیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا جَعَلْنَا لِشَيْءٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ - أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ
 تم سے پہلے بھی ہم نے کسی شخص کو دائمی زندگی عطا نہیں کی۔ کیا وہ مر گئے تو یہ لوگ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔
 اس آیت پاک میں خداوند جل و علا ارشاد فرماتا ہے کہ فنا کبے لیے ہو اور اپنے اُن بندوں کو
 جن کے ثواب بوجہ عزیز و اقارب و دوستوں کی موت کے مضطر ہو جاتے ہیں اور جو
 بہت جلد اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں یوں تسلی فرماتا ہے یہ دہمنے کسی شخص کو دائمی
 زندگی نہیں عطا کی ہے پھر زندوں کی طرف ارشاد کر کے فرماتا ہے ”کیا وہ مر گئے تو یہ لوگ
 ہمیشہ زندہ رہیں گے“ لیکن انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ انسان اعزائی جدائی سے ملول
 و غمین ہو اور خصوصاً ایسی جدائی سے جس کا انتہائے زمانہ قیامت ہو اور پھر ایسے نفوس کی
 جدائی جن سے بڑھ کر محبت کرنے والا دنیا میں کوئی نہ ہو۔ درحقیقت وہ انسان جو اپنے
 ایسے چاہنے والوں کے اٹھ جانے پر غمناک اور ایشیاں نہ ہو زمرہ انسانیت سے
 خارج ہو۔ انسان کو لازم ہو کہ ایسے حادثہ ہائے میں اس آئہ کریمہ پر نظر کرے اور
 اپنے اگلوں کی حالت کا خیال رکھے موت سے کسی کو نجات نہیں۔ بقاصرت اُسی ایک
 ذات کو ہر جو خالق کون و مکان ہو۔

ہم جناب علامہ آسی مولا نا شیخ عبدالعلی مدرسی ثم الکنوی قدس اللہ سرہ کی
 کیفیت پر آنکے صاحبزادوں اور متعلقین سے دلی ہمدردی کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ

خدا سبکو صبر عطا کرے۔ حضرت مغفور رحمۃ اللہ علیہ خدا کے خاص بندے تھے۔ خدا کی رحمت نے آخر انکو اپنے پاس بھیج بلایا۔ سچ ہے فنا تو سبکے لیے ہے لیکن صبر نہ اس بات کا ہے کہ اتنے بڑے بزرگ کا سایہ ہمارے سروں پر سے اٹھ گیا۔ ایسی حالت میں بجز صبر و شکر کے کیا چارہ ہو۔ اول صبر آخر صبر۔ کلام پاک میں خدا سے تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے اور اس طرح شکستہ دلون کی تسکین کرتا ہے: **وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ** (خوشخبری دو ان صبر کرنے والوں کو جنہیں مصیبت پہنچتی ہو تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے پاس سے آئے ہیں اور اللہ ہی کے پاس پھر واپس جائیں گے) اس عالم کو تو فساد میں یوں تو روزانہ ہزاروں مرتبے ہیں اور ہزاروں پیدا ہوتے ہیں۔ دنیا کا یہی کارخانہ ہے۔ ایک آتا ہی دوسرا جاتا ہے۔ کہیں خوشی ہے کہیں غم۔ کہیں شادی ہو کہیں ماتم۔ لیکن بعض نفوس ایسے ہوتے ہیں جنکے مرجا۔ نہ سے ایک عالم مرجاتا ہو اور دنیا پر ایک مصیبت چھا جاتی ہو ایسی ذات جو اسلام کے لیے باعث رونق ہو جسکی وجہ سے اسلامی علوم زندہ ہوں جو منفع فیض اور مبداء فیض و فلاح ہو جب اس دنیا سے اٹھ جاتی ہو سیکڑوں کو اپنے غم میں خان کے آنسو رلا جاتی ہو۔ یہی حال اسوقت مسلمانان ہند کا ہے جو جناب علامہ آسی مولانا شیخ عبدالحی علی مدداسی ثم الکنوی کی ذات اقدس سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے اور انکی ذات بابرکات کے فیض سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو گئے۔ علامہ مرحوم و مغفور کے علمی کارنامے محتاج بیان نہیں اپنی عمر بھر مرحوم و مغفور علمی خدمت کرتے رہے اور آخر وقت تک اسلامی علوم میں مشغول و مصروف رہے۔ ہندوستان کو مسلمان ایسے بزرگ کے اٹھ جانے پر حسیقت و رنج و افسوس کریں کم ہی

علامہ آسی رحمۃ اللہ علیہ انتقال سے دو برس پیشتر ریاست رامپور سے جہان آٹھ برس تک اسٹیٹ ہائی اسکول میں عربی پروفیسری کی ذمہ داریوں کو انجام

دیتے رہے تھے اپنے مکان واقع کھنڈ محلہ محمود نگر بوجہ وجع المفاصل خدمت سے سبکدوش ہو کر تشریف لائے تھے۔ علالت روز بروز بڑھتی جاتی تھی و ضعیف و نقاہت نے علامہ مرحوم و مغفور کو بالکل مجبور کر دیا تھا۔ ضبط و استقلال حد درجہ کا تھا کبھی حرف شکایت بھی زبان پر نہ آیا۔ جولائی ۱۹۰۹ء میں مرض کا زور بہت بڑھ گیا تھا۔ ۱۳۔ جولائی سے قریب قریب غذا ترک ہو گئی تھی۔ دوا کی طرف بھی بہت کم توجہ فرماتے تھے اور بہت کئے ستے سے نوش کرتے تھے۔ لیکن باوجود اس حالت کے علمی شاغل بدستور جاری تھے اور اگر ذرا بھی طبیعت سنبھلتی تحریر و مطالعہ میں مشغول ہو جاتے۔ آخر کار حالت روز بروز نازک ہو گئی اور علامہ اسی ۲۳۔ جولائی ۱۹۰۹ء کو مطابق ۴۔ رجب ۱۳۲۸ھ بروز جمعہ وقت عصر بم سنہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے اور ہمکو ہمیشہ کے لیے اپنی مفارقت کا داغ دیکھنے اُنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ دوسرے روز ہفتہ کو بوقت صبح اپنے مکان ہی کے متصل مدفون ہوئے۔ دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ بعد انتقال چہرہ مبارک بالکل نورانی تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ استراحت فرما رہے ہیں۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ مرحوم و مغفور کی عمر ۶۰ برس سے متجا وز تھی۔

دالبیان، علامہ آسی رضی اللہ عنہ کی علمی سرپرستی اور علو ہمتی کا نتیجہ تھا اور آج تک آپ ہی کی سرپرستی میں جاری تھا۔ باوجود زمانہ کی ناقہ دانی اور مالی وقتوں کے آپ نے کبھی گوارا نہ فرمایا کہ دالبیان، جو ہماری مقدس عربی زبان کا ہندوستان بھر میں ایک ہی رسالہ ہو بند کر دیا جائے۔ افسوس ہے کہ وہ سرپرست اب اٹھ گیا۔ علامہ مرحوم کی جانکاہ موت نے جو کمی علمی دنیا میں پیدا کر دی ہے اسکی تلافی اب ہونا نامکن معلوم ہوتی ہے اب رسالہ کے قیام کا بار قوم کے ذمہ ہے جس پر واجب ہے کہ اس سرپرست کی یادگار میں نہ صرف جاری رکھے بلکہ اعلیٰ پیمانہ پر چلانے کے لیے قلم سے اور دم سے مدد کرے۔ ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان آباد ہیں

سہایت افسوس ہی اگر وہ اپنے اس مذہبی مقدس عربی زبان کے چرچہ کو نہ قائم رکھ سکیں۔ اگر معاذین البیان بہت کریں اور قدر افزائی سے کام لیں ایک لاکھ ناظرین کا ہوجانا کوئی بڑی بات نہیں، صرف توجہ اور مطلوبی شرط ہو۔ اگر قوم نے ہماری اعانت کی اور اس علمی مقدس پرچہ کی سرپرستی کی تو وہ سب دیرینہ خرابیاں جیسے اشاعت میں غیر معمولی تعویق وغیرہ جسکے اکثر ناظرین شاکی ہیں بالکل دور ہوجائیں گی۔ یہ مستقل راہ دہ کر لیا گیا ہو کہ علامہ آسی مرحوم مغفور کی یادگار البیان، کو قوم کی سرپرستی اور اعانت سے قائم رکھا جائے۔ اسکے لئے انتظام کیا گیا ہے کہ آئندہ سے انشاء اللہ وقت پر شائع ہو اور باقاعدہ نکلے۔ پچھلے چند مہینوں میں جو البیان کی اشاعت میں تاخیر ہوئی اسکی وجہ محتاج تصریح نہیں۔

اب ہم علامہ آسی قدس سرہ کی غیر مطبوعہ تصانیف کا کچھ اقتباس بس ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اگر خدا نے ہماری مساعدت کی اور ہمیں موقع ملا تو ہم انشاء اللہ علامہ آسی رحمۃ اللہ علیہ کی مفصل سوانح عمری معاریف اللہ کے سلسلہ میں شائع کرینگے منجملہ انکی تصنیفات کے ایک طویل قصیدہ ہے جس میں بڑی تحقیق و تدقیق کے ساتھ اردو زبان کی ان غلطیوں کی اصلاح کی ہو جو عام طور پر زبان زد خواص و عوام ہیں۔ قصیدہ کو اس طرح شروع فرماتے ہیں۔

انتخاب از قصیدہ

بلاغت احمد سب اطلاق ہے
ہے کمنا غلط اور پڑھنا غلط ہے
ذرا بھی خلاف انہیں کرنا غلط ہے
خلافت میں شکا کے لانا غلط ہے
گونا گونا گویا اور بنسٹا غلط ہے

بلا مجھ خالق سب انشاء غلط ہے
بلا منقبت آل و اصحاب کے بھی
خصوصاً خلافت کے چاروں صحابہ
وہ صدیق و فاضل و عثمان علی نہیں
یہ اردو زبان ایسی گویا کہ جس کا

مگر بان جو ہو قوم کی کچھ توجہ
 اس اردو کی تعریف ہو غلط بحث
 اگر ہو کم و بیش سوشون کی گنتی
 وہ ٹکسال باہرین صحت کی رو سے
 غرض اتنی صحت تو ہو آدمی کو
 جہنم صحیح اور غلط ہے جہنم
 ہے سرِ ریشہ آیا نہ آیا سرِ ریشہ
 حجامت صحیح اور غلط ہے ہر حجامت
 قراقرم صحیح اور غلط ہے قراقرم
 ملازم صحیح اور غلط ہے ملازم
 چغل اور دوم اور فیکہ ہے ثابت
 اسی طرح آیا پلیستہ بھی مہل
 غلط عرصہ مدت کے معنوں آیا
 ہے بکرید بقرید شب رات مہل
 اجارہ صحیح اور غلط ہے اجارا
 معائب کو معسوب نقلی کو قلعی
 آجئے ہے جمع جنین اولنت دان
 سقایہ صحیح اور غلط ہے سقادیہ
 لغت بین توریشوت ستان ترشی ہی
 ہے انفی صحیح اور غلط آیا انفی
 برکت تخت کبخت اور تخت لعل
 خالص

تو پھر بن کے اسکا بگڑنا غلط ہے
 تو اس میں تو ہر اک زبان کا غلط ہے
 تو اس سے بھی حرفوں کا شوشا غلط ہے
 کہ تصحیح میں جنکا سکا غلط ہے
 کہ بچارہ کی جا بچارا غلط ہے
 پڑا دہ صحیح اور بچارا غلط ہے
 احاطے کی جا حاطہ آیا غلط ہے
 نصیحت صحیح اور نصیحتا غلط ہے
 خزانہ صحیح اور خزانہ غلط ہے
 ہیچ صحیح اور ہر سا غلط ہے
 چنگور دویم فلیستہ غلط ہے
 نصیبہ صحیح اور نصیباً غلط ہے
 مطالع منافع مسالا غلط ہے
 اسی طرح گوش اور شور و غلط ہے
 اشارہ صحیح اور اشارا غلط ہے
 آجئے کو جنات کسنا غلط ہے
 مگر جمع جن اسکو کسنا غلط ہے
 بجاز آیا بزاز کی جا غلط ہے
 جو راشی کے آسکا کسنا غلط ہے
 منین فرس میں انفی آیا غلط ہے
 آمنت انامست دوانا غلط ہے

آسامی۔ آرا منی صحیح آیا ہر اک
 صحیح اقسیرائی غلط اقصائی
 غلط آیا افسلیم ^{کتاب} فتح الف سے
 الاو آیا بے مدلت کے مخالف
 لغت میں ہے ہمیشہ بنے ہا کے آیا
 امام حسین اور امام حسن کو
 غلط غیبت آیا ہو غیبت کی جا پر
 غلط آیا اکسیر فتح الف سے
 مزا اور فدا غلط ہے الف سے
 غلط آیا آثار اک وزن کا نام
 صحیح ہشتر فی اور غلط ہی اشتر فی
 غلط اقبیل ہے ہر اک کی زبان پر
 آناس آئی ہے ناس کی جمع سمجھو
 ہے اخوان صحیح اور غلط آیا اخوان
 آرتبا صحیح اور غلط ہے احبہ
 صحیح آیا آر قام جمع رقم میں
 قیاس اگرچہ یہ افعال سے ہی
 مساحت صحیح اور غلط ہی مساحت
^{بہا} غلط آکر ^{لہ} اور صحیح آکر ^{لہ} آیا
 غلط ہے زیادت کے معنوں میں ^{بہا} ازاد
 ہو عروج ابن عروق آیا صحت کی رو سے

لکہ آسامی۔ آرا منی آیا غلط ہے
 صحیح آیا آئینہ آیتا غلط ہے
 نہ کسرے سے اقلیم آیا غلط ہے
 نہ آلاؤ کا مد سے کہنا غلط ہے
 اسے کہنا ہمیشہ بابا غلط ہے
 زبان پر اضافت سے لانا غلط ہے
 ہی بدحت صحیح اسکا فتح غلط ہے
 نہ کسرے سے اکسیر آیا غلط ہے
 اسی طرح میواو میدا غلط ہے
 نہیں سیر و استار آیا غلط ہے
 فسانہ صحیح اور فسانہ غلط ہے
 نہیں لفظ اقبیل آیا غلط ہے
 بوزن انات اسکو پڑھنا غلط ہے
 ہے عنقا صحیح اور عنقا غلط ہے
 آعنترہ صحیح اور عسز غلط ہے
 مگر لفظ ارتام لکھنا غلط ہے
 ولیکن یہ باب اس سے آیا غلط ہے
 ہے جز یہ صحیح اور جز یہ غلط ہے
^{دوبیلہ} صحیح اور ^{دوبیلہ} غلط ہے
 نہیں از دیا و اسین آیا غلط ہے
 نہ ابن عنق یہ تو موٹا غلط ہے

مَا خَلَقْنَا تَوْحِيدًا لِّمَنْ سِوَاكَ تَوَّابًا
 رُوحَنِي فَلَقَ تَوَّابًا اِرْزِيسْ پَرْدَهٗ دُو حِجَّی
 مَلُوبِی دَسَدَه سَلِیَات رَفَرَن دَقَلَابِیَه اِت
 اَمِی دَعْلَم حَزَنَت عَرَشِی دَفَرَش بَدَفَنَت
 اَسی اَزِیْن کَمَن سَرَا بَاشَد اَکَر سَفَرَتَرَا
 دَر دُزْبَان کَمَن اِیْن دَعَا مَهْلَّ عَلَی نَبِیْنَا

خودم نصیحتہ نصیحتہ عربیہ ہر جیسے ۶۲ - آیات میں ناظم نے داد فصاحت بلاغت دی ہو
 چنانچہ فرماتے ہیں

الصَّبْحُ صَفَا مِنْ صَفَوَاتِ
 صبح روشن ہوئی آپ کی روشنی سے
 طَلَعَ الْفَجْرُ مِنْ جَبْهَتِهِ
 روشن ہوئی صبح آپ کی پیشانی سے
 فَشَرُّعْتُنَا بِطَرِيقَتِهِ
 پس سیدھا راستہ ہمارا آپ کی پیروی میں ہے
 فَازَ الزُّلْفَى مِنْ زُلْفَتِهِ
 بلوغت مرتبہ اعلیٰ کو اپنے عالی مرتبے سے
 رَاقَصَ الطَّيْرُ بِتِلَافَتِهِ
 اجنبی تھیں پر بیان آپ کے قرآن خوانی سے
 أَشْمَى أَصْفَى بِصَفِيَّتِهِ
 ہر چیز خواہش کی گئی اور برگزیدہ آپ کی برگزیدگی سے ہے
 تَلَامَتْ حُسْنُ بَوَسَامَتِهِ
 علوم پونے تھے حسین مشرق آپ کے حسن جمال سے
 وَالنَّجْمُ ضَمَكَا مِنْ ضَمَوَاتِهِ
 اور ستارہ چمکا آپ کی چمک دمک سے
 لَمَعَ الشَّعْرُ مِنْ طَلْعَتِهِ
 جگمی نجر آپ کی روشن صورت سے
 وَطَرِيقَتُنَا بِحَقِيقَتِهِ
 اور طریقہ ہمارا آپ کے حق ہونے میں ہے
 وَعَلَا أَعْلَى مِنْ مَنَاقِبَتِهِ
 اور جڑ ہے آسمان پر اپنی بلندی سے
 طَرَبَ الْعَيْرُ بِقِرَاءَتِهِ
 خوشی میں آتے تھے پرندے آپ کی خوش الحانی سے
 أَحْرَسَ أَحْلَى بِحَلَاوَتِهِ
 ہر چیز پسندیدہ اور شیرین آپ کی شیرینی سے ہے
 خَجَلَتْ طُوبَى بِرُشَاqَتِهِ
 شرمندہ ہوتے تھے خوش قدم محبوب آپ کی خوش قدمی سے

سَلَامٌ فَرَمُودِ مَحْرَمَتِ عَلَی سَیِّدِ عَلَیہِ سَلَامٌ مَا خَلَقَ اللّٰهُ دُنَیْیَی دَرِیغِ خَدَی قَاطِلِی دَرِیغِ اَفْرِیغِ قَاطِلِی

| | |
|--|--|
| <p>جَمُّ الطَّرَمِ لَعْدُ وَبَيْتِهِ ہتی ہوئی شہد کے اپنی شیرینی سے سُفَرُ الْخَضْرَاءِ مِنْ رُؤْيَتِهِ روشن ہو گیا آسمان آکے دیکھنے سے وَهُجَّدْنَا مِنْ تَجْدِيدِهِ دی ہمارے بڑے بزرگ میں اور بزرگی دیکھنے میں اپنی بزرگی سے يَوْمَ الْبَاسِ بِشَفَاعَتِهِ قیامت کے دن انصرت ملی اللہ طہر و کم کا غارش سے</p> | <p>مَوْفِي الْحَدِّمِ لِذَوِي السَّلَمِ آپ حرم محترم میں واسطے اہل اسلام کے چپتا ہیں نَضَرَ الْقَحْوَا خَضَرَ الْغَبَرَا تروتازہ ہو گیا جنگل سرسبز ہو گئی زمین فَحَمَدُنَا هُوَ أَحْمَدُنَا پس حمد ملی اللہ طہر و کم ہمارے ہی ہیں يَسْرُجُوكَ لَا يَسِي سَرَبُ الشَّاسِي امید رکھتا ہے آئی نگین یعنی مصنف آدمیوں کے پروردگار سے</p> |
| <p>سوم قصیدہ موسوم بہ بے حجابی خانہ خرابی، یہ حسین بے حجابی کے نقائص ایک قصے کی طور پر بیان کیے ہیں۔ حمد و نعت کے بعد فرماتے ہیں۔</p> | |

| | |
|--|---|
| <p>لیکن آزاد ہی نسوان کو سمجھتے تھے احب پرے کو چھوڑ دو کہتے تھے پھر شور و غیب جوش زن دل میں تھا بورکے تدرن کا طرب پھر وضو ہاتھوں کا کس طرح سے ہونے کا سبب نہ تھے ہندو نہ یہودی نہ نصارا نہ عرب</p> | <p>ایک صاحب تھے کہ تھا جکا مذہب مذہب پردے کو توڑ دو کہتے تھے بغیر غیظ و غضب سرین سودا تھائی روشنی کی ظلمت کا سجدے کو ہیٹ تھا اور مسح کو کا رافع بالکل آزاد تھے پابند کسی دین کے نہ تھے</p> |
| <p>اپنی بی بی سے کہ اسی صاحب عقل و ادب اس میں مرد و کا خصوصاً نہیں کوئی منصب اگرچہ ہیں عورتوں پر مرد قوی اور اغلب ایک تائیدی الف آیا بجا ملے دو سبب حج میں عیدین میں مسجد میں چلے جاتے ہیں</p> | <p>اسی طرح صاحب کی وضع و لباس وغیرہ کا اچھی طرح خاکہ کھینچ کر فرماتے ہیں۔ دیکھ کر بیہوش کو بے پردہ وہ بولے اے در نعمت سیر و تماشا ہے عموماً سب کو نفس خلقت میں ہیں مخلوق برابر و ذول بلکہ تم مردوں نے اتنی مدد صرف میں ہو دیکھو آزادی سے مردوں کی طرح عورتیں بھی</p> |

انکی پیروی پڑھی لکھی اور پردے کی حامی تھی۔ چنانچہ انکی رائے سے اختلاف کرتی ہے۔
 بردہ داری بود از نشان نشان عفت
 آج تک خیر سے اس کتبہ میں پردے کے خلاف
 کیا عجب سمین مجھے قوم کی جانب سے ملے
 پھر تو بدنامی سے ہوگا ہمیں اور نیز ہمیں
 اور بھی اس باب میں پردے کی یہ آیت اتری
 فَذَلِكُنَّ آيَةٌ يُدْرِكُنَّ عَلَيْهِنَّ إِلَٰهُ
 کیا نہیں پردے کے اثبات میں یہ نص صریح

جب بحث میں غالب آئے تو دوسرا طریقہ اختیار کیا
 کہا کل دن کو تو کی سیر اکیلے سے
 میں وہاں نیز ہر قسم کے کھانے پینے
 ہم تم آدمی سے کھانے کے ساتھ
 آج ہوٹل چلو ساتھ اپنے کہ ہر چاندنی شب
 جن کو دیکھا نہیں تھے کبھی پردے کے سبب
 محبت قومی ودلی درد ہر جن کا مشرب

آخر غور تھی!۔ انکے کہنے میں آگئی

پس کہا لوجی میان آپکا کتہا ہی سی
 خوش ہوا آج ہی سے میں نے اٹھایا پردہ
 پھر تو وہ مردوں کے ہر جلسہ میں بے شرم و حجاب
 شوق سے پھرتی تھی بازار و چین میں ہر روز
 جب ذرا سی بھی طبیعت ہوئی ناساز کبھی
 خلل طبل تھے سب اس گل پہ فدا حسن پرست
 مجھے مطلوب وہی ہو جو تمھاری ہو مطلب
 چلو گلگشت گلستان کرو یا سیر کلب
 دیتی تھی ہو کے کھڑی لکچر و سیج و خطب
 ذوق سے کرتی تھی ناٹک کا نظارہ ہر شب
 نبض دکھلانے چلی جاتی تھی بے پردہ طلب
 جو بن اپنا وہ دکھاتی تھی ہر اک جلسہ میں جب

سہ پس انداز کی طرف سے ہائے واسطے اور صفا پردے کی چادر لگا دیا جب ہر آیت کی جگہ عجب
 سہ جلیبہ جلیبہ یعنی چادر پوشانید اور بجلیبہ بجلیبہ چادر پوشیدہ جلیبہ جلیبہ کہ ظاہر

میں یہاں سے جو زبان باز ہوا وہاں سے کہتا ہوں کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے

| |
|--|
| کبھی ممبر کبھی سکرٹری اور صدر کبھی ذوق سے کھائی تھی ہوٹل کے مطامع ہر دو چلے ٹم ٹم پہ اسے لیکے وہ صاحب اک روز کبھی سرعلقہ ٹٹنگ کبھی سرخیل کلب شوق سے دیکھتی ٹھیکر کے ٹافے ہر شب میں نے ڈھکا تو کہا مال عرب پیش عرب |
| اسکے ہند اس بیوی کے حسن کی تعریف ہی۔ اور بے پردگی کا خاکہ۔ انجام کار اور اسکا کسی کے ساتھ بھاگ جانا۔ شوہر صاحب بی بی کے فراق میں بچپن میں اور اپنی عقل پر تفویض کرتے ہیں پردے کو عین سبب عفت و پاکبازی کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ |
| وئی کیا رات کو بھی عورتیں بچکین نہ کبھی ٹنگ و ناموس کے پرد میں رہیں خیر کے ساتھ مرد بھی قلعہ بند کیا آؤں گا بھڑا پڑھیں اسی اس نظم دل آویز سے ثابت یہ ہوا |
| گر جب ہے حکم میں پردے کے وجود ہر شب انہیں بے پردگی کے شر سے بچا نایا رب عورتوں کو بھی سبق پردہ کا دیتے رہیں سب دین اسلام میں ہی پردہ ہی عصمت کا سبب |

قصیدہ چارم ۲۵۵ بیتوں کا منظرہ سلام پنجویں

| |
|---|
| دوش دیدم کہ شدہ نیچر و اسلام ہم شد بیاہر و طرف معرکہ جنگ جدال گفت نیچہ سرج تو متحدیم از رہ دین ایچہ پابندی رسم وہ دنیاوی ایچہ از ہر زیارت بقابر رفتن ایچہ پیری چہ مریدی و چہ خرقہ شجرہ ایچہ دستار و چہ تسبیح و چہ دلقی دربر ایچہ ریش بست زمیشت کہ بیش است از حد گفت اسلام کہ اے دشمن دین اسلام اکثر نش مضحکہ جو بعض عوام جلاست |
| ایچہ گردان کہ بجرگ آمدہ با صد دم و خم مثل جا پانی دروسی کہ ستیزند ہم چند جا با تو مگر گونہ خلافی دارم ایچہ مشغولی اذکار و وظائف یہم ایچہ کہ زیر زدن طنطنہ کہ لغتہ یہم ایچہ کشف و چہ کرامات و چہ امر و حکم ایچہ گفتار و چہ رفتار و چہ تقلید ام ایچہ حماسہ و سرسج کہ دارد صد خم موج دین را مکن اینسان بندت منضم ورنہ من ہم بتو دین گونہ مطاعن گویم |

اینچه طره سر سر اینچه شگافی پس پشت
 اینچه جاکت کف و کار چه گلو بست بدو کم
 اینچه رویت بود از سبک و آهسته درین ^{پشت}
 اینچه بر خویش کنی ظلم در ارسال بدوت
 روی اسلام زایش است و خرابش چه کنی ^{در روی}
 حکم بر ظاهر اسلام شریعت باشد
 بر قیاسی که بود صورت اسلام ناز
 گفت اسلام که اینچه تصویر پرست
 اگر چه این عکس ز فوٹوست و لیکن منیست
 گفت اینچه که از دنیست پرستش مقصود
 اکلهما در دهنم چون در اندر درجک
 خود مقصود بدن و صفت خدا آمده نیز
 گفت اسلام بود حرمت تصویر پرست
 لازم آید هم ازین قاعده رفع علیل
 رفع علت نبود موجب رفع معلول

اینچه سوخت است چه کوکب است چه چوبی سرخم
 اینچه تپلون و چه هیبت است اگر انبار الم
 اینچه سویت بود از زهر و زهر زهر اندو کم
 اینچه بر ریش زنی استر و ظلم و ستم
 روز محشر چه روی پیش محمد صلعم
 حکم صورت بود اندر سر سیرت محکم
 همچنان ریش بود صورت مسلم ز مسلم
 تو که ذی روح تصاویر منی در ^{السم}
 منی تصویر ازین صنعت خاص آمده
 علت و حرش این بود بر شاه امم
 شکلهای در سر من چون صور اندر البم
 خود در اخلاق مخلوق بخدا آمده هم
 رفع علت نهد حکم جوازش جز دم
 رفع معلول ز بهتا و و تنها و صنم
 در نه یک قطره و کیفیت نیار و در کم

له كما قال الله تعالى و هو الذي يَصُوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحامِ كَيْفَ يَشَاءُ لَيْسَ لَكَ صَوْلِي
 که صورت شمار درهما طیار سازد چنانکه خواهد ^{طه} محتاج الیه را علت نامند خواه احتیاج نمی پس او
 و حقیقت خود بود یا در وجود خود و محتاج را معلول خوانند علت دو گونه است نامند و ناقصه ناقصه است
 که جزو باشد از تامه و آنرا اقسام سه تاویه و صوریه و فاعلیه و غایبه اول آنست که جزو باشد از معلول لیکن
 واجب نیست که معلول موجود بود بدان بالفعل همچو طین از برای کوزه و صوریه آنست که جزو بود از معلول لیکن واجب
 که معلول بدان بالفعل باشد همچو صوت از برای کوزه و فاعلیه آنست که وجود معلول از برای کوزه باشد همچو کوزه که از برای

مکروه و فاعلیه آنست که وجود معلول از برای کوزه باشد همچو کوزه که از برای

علت حرمت تصویر پرستش نبود
صنعت صورت ذی روح بخالق خاصیت
لا طری میجو قرار آده در حکم حرام
گفت نیچر که ربارا بعلیگره و نیکی
قوم را باز رسیده فدا اکثر حاجت
قوم بے سود بود و بتزلزل هر آن
حرقتش رفت و اباحت بضرورت آمد
گفت اسلام که هند آمده دارا لاسلام
شعبه نیست در اسلام تحسین با
پس بلا و سوبه در بودن حکم نیست
گفت اسلام بخوانیم در دو تسبیح
گفت نیچر که بود باطل حق نیست در آن
تو که نیچر بتکاب چاه تنزل نازل
گفت نیچر که ای اسلام نگوین سر فادق
یعنی این نام مرکب زنی و چرداری
نیچر آخر سپر انداخت به پیش اسلام
ما بتا بے چو بر افتد بکتابان گرد و چاک
گفت اسلام بصد صولت و فر با نیچر
إِنَّ بِالْحَقِّ لِلنَّبِيِّ قَوْلَ لَا سَلَامَ
گفت اسلام که من بخورد امکان خص
یعنی از نیچری آزادی و اطلاق آمد

شرک با خالق اشیاست کیفیت و کم
عام نبود که در آن خلق تواند زد و دم
با خلق معنی او هست به میسر تو ام
قائم از بهر فنا هست قومی بختهم
پس بلا سود چه سان سود دهد و دم و دم
قوم با سود نهد و بدترتی هر دم
دار حرب از پی آن الکه هند آمده هم
کا مدین نیست خلافتی علماء را با هم
زانکه در حرمت آن حکم خدا شد حکم
نقض تر آن مجید است بحکم محکم
گفت نیچر بود این هر دو نگو بهید به شیم
گفت اسلام که این است حق و نیست هر دم
من که اسلام در آیوان ترقی
گفت اسلام که ای نیچر نیچر فاقه هم
نے چریدن به بهائم مزد و نے به شیم
زانکه رو باد چه سر نیچر زند با ضیم
آفتابے چو بر آید رود از گل شبنم
من که مانم بهر بیرو تو که مانی بنشیم
إِنِّي أَعْلَمُ فِي الْمَنَاطِقِ مَا لَا تَعْلَمُ
گفت نیچر که من محل اطلاق اعم
همچو اسلام با حکام مفید نشوم

| | |
|--|---|
| <p>قید امکان او امر ہے اسلام بود گفت نیچر کہ ندانی تو دلیل نمی کرد گل منطق اسلام چون جذر منطق الغرض از پس بجا ث و تقاریر طویل ابسی اسلام شده غالب نیچر مغلوب</p> | <p>طوق اطلاق نواهی بکلوم توام گفت اسلام کہ لئی و ہم اتی دانم نیچر از تا طق لال مد چون جذر انم نیچر از منطق اسلام شد آخر اکلم حال نیچر شده چون حالت حرف مدغم</p> |
|--|---|

پنجم قصیده ہمدردی و جو امر دی جسکے چند ابیات بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| <p>باہزاران حمد و شکر داور دادار باش واقف اسرار باش کاشف اسرار باش نشہ باش میاگر سنہ خفتہ یا بیدار باش آیتھا المساکینی ادکا شامی انکھرا اطلھو تا توانی از عطا در ائت و رحم و کرم مسدء افلاس دارند اہل ملک اندو جگر خیر خواہی کن اگر باشی تو خیر اندیش قوم زین چہ حاصل تویم خود را خاص باشی فکسار یاری و ہم یار داری را اگر اثر داری بہ دل گر تو مردی مردمی مردانگی را خادمی از دیانت و زامانت و میان بل ملک آید دے گوہر در دلی خواہی اگر با خوشی و بے غلش در دوستان و دشمنان از خلوص دل بیاطن قوم را ہمدرد شو</p> | <p>با فردان نیست و ذکر احمد مختار باش باش در ہر جا کہ باشی بلیک بے آزار باش ہر چہ باشی باش لیکن اندکے در دوار باش دزمی سر جوش قومی جوش دل شہار باش مرہم ز خسبم دل قوم جگر انگار باش بہر اخراجش بجائے شربت دینار باش در وہند نصیحت سعدی و عطار باش عام با توج نبی آدم بہ دل غمخوار باش بامساکین و یتامی یا در وہم یار باش خادم مردان و غمخواران قوم زار باش پیش کہرس سرخرو چون لالہ و گلزار باش در گلوے قوم چون عقد در شہوار باش مثل بلبل و گلستان مثل گل در غار باش گو بظاہر و خلائی نیک و یابد کار باش</p> |
|---|---|

| | |
|---|--|
| قوم را هم دست و هم بازوی و هم پای قوی | قوم را آلات و هم ادوات و هم لوازش |
| معنی همدردی قومی همین است و همین | نیک افعال و نکو اقوال نیک اطوار باش |
| باش و قومی گلستان نونهالی سر بلند | کاندران از خیر خواهی نفع بینار و بار باش |
| اولاً فرط طواف کعبه خدمات قوم | ثانیاً بیت المحرم را حاجی و درویش باش |
| محسن الملک و تقار الملک و تشریف صفت | قوم را هم یاور و هم یار و هم غمخوار باش |
| بهمچو ^{صدوق علی ۱۲} شکیلی ناطق ندوه بعلم و انتقاد ^{مشتاق حسین ۱۳} سید احمد ۱۴ | عالم علم کلام و ناطق اخبار باش |
| خالصاً بقدر کنی خیرے تو یک یک بار لگ | در جزایش مستحق اجر دهده بار باش |
| باش در دنیا و دنیا چون شاف در سرے | یا چور هر و ر و بمنزل بر سر رهوار باش |
| ای پسر خواهی که بر خور دار باشی در جهان | همچو آسی عامل ستم امر بر خور دار باش |

انتخاب از مجموعه رباعیات مستثنی به چندین شکل بر لے اکل - بادشاه - اردولی -
استثنای اطباء - نیچرشی - پیرو سرسید - طلبه علیگڑھ کالج - درویش قانع

بادشاه

| | |
|------------------------------------|--------------------------------------|
| شاه بر شاه و گداز فتح و ظفر بخوابد | لشکر و طبل و علم تیغ و سپهری خواهد |
| تخت و دیمیم بصد شوکت و فری خواهد | بهر اکل این همه شکل ست که زرمی خواهد |

اردولی

| | |
|---------------------------------|--------------------------------------|
| اردولی خاص که بیغام رساند بخشور | گوید آن را که در آید بجنور پر نور |
| اندکی باش که اینک کثرت پیش ضرور | بهر اکل این همه شکل ست که زرمی خواهد |

له این معنی استفاد از این آیه که میله است ۱۲ مَن جَاءَ بِالْخَيْرِ فَلَهُ عَشْرُ مَثَلًا ۱۳ ۱۴ کما فی الحدیث
الصحيح كُنْ فِي الدُّنْيَا كَمَا تَكُنْ فِي الْآخِرَةِ ۱۵ اَوْ غَيْرَ سَبِيلِ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰
مستعمل است در حقیقت از سر آمد کتب باشد که بر از بر دین نبی و احوال آخرت توشه از داد و بخش و احسان و طوبی همراه خود ببرد و هم
خود را زور دین نبی حکم کلموا مَن الطَّيِّبَاتُ بِحَرْبٍ اَوَّلُ حَالٍ دال لیب میر آید بخور و ستم و از داشتن یعنی برای
اهل و عیال خود چیزی هم از دنیا صاف تمام کند که تا بعد از دین خود ایشان را بوقت ضرورت کار آید ۱۳ -

اشتہاری اطبا

آن اطبا کہ سراسر ہمہ حرص آزند اشتہارات دہند اشتہب دعوات آزند
ہمچو غوکان بر شکال لبند آوازند بہر اکل این ہمہ شکل ست کہ زرمی خواہد

نیچسری

نیچسری دعویٰ ہمدردی قومی بکند اذہما بکست کہ از صدق مقرر باشد
خود گدائی کند و پیچ گداری را ندہد بہر اکل این ہمہ شکل ست کہ زرمی خواہد

پسر و سرشید

آنکہ در سر سر سید پیر دارد تخم ہمدردی قومی بدل و جان کار د
از پے قوم سوا لے چو گدایش آرد بہر اکل این ہمہ شکل ست کہ زرمی خواہد

طلبہ علیگرہ کالج

آنکہ باشد تہرقی مدارج عارج گوید از بہر پس اندازی دغل خارج
و ن سوچی فینڈ بہ بہر علیگرہ کالج بہر اکل این ہمہ شکل ست کہ زرمی خواہد

درویش قانع

مگر آن کس کہ گمی لب کشاید سوال قانع و شاکر و صابر بود اندر ہمہ حال
انسی اورا کتھا ان گفست چنین فرج مقال بہر اکل این ہمہ شکل ست کہ زرمی خواہد
ہمارا ارادہ ہی کہ ان تمام نظمون کو چھاپکر پبلک کی خدمت میں مرحوم کی آخری یادگار پیش کریں

خصوصیات عربی

یہ مضمون جناب قاضی تاج حسین صاحب اہم۔ اسے (علیگندھ) عظیم الشان تعلیم انگریزی و عربی و اسلامیہ کے پروردگار
کا ترجمہ آپ کو عربی زبان سے ایک خاص دلچسپی ہو۔ آپ نے آئندہ بھی اس طرح سلسلہ مضامین کا وعدہ فرمایا ہو۔

عربی زبان ایک عجیب زبان ہے جو اپنی بعض خصوصیات کے اعتبار سے کل زبانوں سے
ممتاز ہو۔ علماء یورپ جو السنہ قدیم کی تحقیقاتوں میں مشغول رہتے ہیں، انھوں نے بہت محنت اور
تحقیق سے یہ اسے قائم کی ہے کہ جو زبانیں اس وقت دنیا میں رائج ہیں وہ تین اصل پر جا کر ختم ہوتی ہیں
ایک اصل آریہ جس سے ایشیائین سنسکرت، زند و فارسی پیدا ہوئیں، اور یورپ میں اسی زبان سے
یونانی۔ لاطینی اور اسکی شاخیں (انگریزی۔ فرانسیسی وغیرہ) ظاہر ہوئیں۔ دوسری اصل ترکی ہے
جو کسی وقت میں ترکستان اور منگولیا کی زبان تھی۔ تیسری اصل سمیاطی زبان ہو۔ اسے عربی۔
عبرانی۔ قلدی۔ جمیری۔ باہلی اور سریانی زبانیں پیدا ہوئیں۔ (ان اصلوں کے سوا اب ایک
اصل اور بھی مانی جاتی ہے جو ان زبانوں پر حاوی ہے جو جزائر بحر الہند وغیرہ میں بولی جاتی ہیں)
اس وقت مقصود ان تمام قبائل السنہ میں صرف عربی کی چند خصوصیات کا بیان کرنا ہو۔
اول بلحاظ درجہ کے عربی شق اول میں جو یعنی وہ کسی دوسری زبان سے نہیں نکلی ہے
بلکہ مثل سنسکرت اور یونانی کے تقسیم اول میں شامل ہے۔

دوسرے بلحاظ قدامت کے یہ نہیں ثابت ہو سکتا کہ کوئی اور زبان عربی سے قدیم ہو سمیاطی
زبان کی شاخوں میں سریانی عبرانی سے نکلی ہے۔ باہلی اور قلدی زبانیں بالکل جدا گانہ ہیں۔
اور ان کے زمانہ کا کوئی خاص یقین نہیں ہو سکتا۔

جمیری اور عربی دراصل تھوڑے فرق سے ایک ہی زبان ہو۔ عرصہ تک یہ خیال قائم
رہا ہے کہ عبرانی عربی سے مقدم ہے، عبرانی زبان میں قدیم آسمانی کتابوں کا ہونا اور متواتر پیغمبروں کا

عبرانی زبان میں محکم کرنا۔ یو اسرائیل کی تہذیب کا عرب کی تہذیب سے مقدم ہونا۔ مذہبی اعتبار سے یورپ کا عبرانی سے قریب ہونا، ایسے شواہد اور اسباب ہیں جنہوں نے لامحالہ یہ خیال پیدا کر دیا کہ عبرانی کو عربی پر ترجیح دیجائے مگر غور و تامل کے بعد کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ عربی۔ عبرانی سے قدیم ہو۔ علماء السنہ اس امر پر متفق ہیں کہ ہر زبان کی قدامت کا پتہ اس کی صرف و نحو سے چلتا ہو۔ جس قدر قواعد وسیع اور پچھرا ہوں گے اُسی قدر زبان قدیم سمجھی جائیگی کیونکہ ہر ایک دور جدید اس امر کا آرزو مند ہوتا ہے کہ قواعد مختصر۔ سہل اور صاف ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید زبانوں میں اعراب مطلق نہیں ہیں۔ اور جب قدر حادث زبان ہوگی اُسی قدر اشتقاق بھی اُس میں کم ہونگے چنانچہ زمانہ موجودہ میں جو عربی مصر وغیرہ میں بولی جاتی ہے اس میں اعراب کا بہت ہی کم لحاظ کیا جاتا ہے اور وہ زمانہ دور نہیں جب عربی سے کلیۃ اعراب ساقط ہو جائیں اور یورپ کی زبانوں میں اشتقاق روز بروز گھٹتا جاتا ہو۔ بس جب اس کلیہ کو پیش نظر رکھ کر دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے عربی عبرانی سے قدیم ہو کیونکہ عربی کی صرف و نحو اور اُس کی پابندی اعراب عبرانی سے بدرجہا زیادہ دقیق اور وسیع ہیں۔ علاوہ ازیں الفاظ کا مقابلہ خود اس بات کو ظاہر کر دیتا ہے کہ عربی نے عبرانی کو مدد پہونچائی ہے۔

تیسری خصوصیت عربی کی یہ ہے کہ اس میں ہر خیال کے اظہار کے لیے ایک وزن جدا گانہ ہو ترکیب الفاظ سے اس میں بہت کم کام لیا جاتا ہے۔ صیغہ ثنیہ۔ اسم ظرف۔ اسم آلہ۔ اسم تفضیل مبالغہ اور زبانوں میں الفاظ ترکیبی سے بنائے جاتے ہیں، عربی میں ان کیلئے جدا گانہ اوزان مقرر ہیں اور اس اعتبار میں وہ اپنی بہن حمیری سے فوقیت رکھتی ہے۔ حمیری میں اظہار مبالغہ کا کام ماضی یا مضارع سے لیا جاتا ہے۔ مثلاً شمر (حمیری میں یہ صیغہ ماضی مبالغہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے) عربی میں اس کے جدا گانہ لفظ شمار موجود ہے۔ یا میر عیش اور پشرب مضارع کے صیغے ہیں اور حمیری میں مبالغہ کے کام آتے ہیں۔ عربی میں اشد ارعاشاً اور اشد ثیراً بولاجائیگا۔ ماضی اور مضارع کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

چوتھی خصوصیت جو نہ صرف عربی پر محدود ہو بلکہ کل سمباطی زبان میں عام ہو وہ یہ کہ ان زبانوں کے الفاظ عموم سے مخصوص کیطرت پڑھتے ہیں برخلاف اسکے آریہ زبانوں کے الفاظ مخصوص سے عموم کی جانب ترقی کرتے ہیں۔ مثلاً ہاتھ (اُردو اور انگریزی میں اسکے معنی ایک خاص

عضو کے ہیں اور استعارۂ قوت کے معنی بھی لیے جاتے ہیں۔ برخلاف اسکے عربی میں لفظ ہاتھ کے حقیقی معنی ہاتھ کے ہیں، استعارۂ اس سے قوت کے معنی لیے گئے اور پھر اس سے ہاتھ کے معنی جو اٹھار قوت کا خاص ذریعہ ہو۔ اسی طرح عربی میں سیف کے معنی اہلی نیت کو دینا ہو۔ اب عام زبان میں اسکے معنی تلوار کے ہو گئے ہیں۔ یا لوسد کے معنی تلے اور پڑھنے کے ہیں۔ ابلاد اس سے تکیہ لگانا ہو۔ اور نیز سونا۔ اس قسم کے استعارے ہر زبان میں رائج ہیں لیکن انکی دو قسمیں ہیں ایک تو عام استعارہ جسکا مفہوم سیاق کلام سے پیدا ہو سکتا ہے مثلاً اس سیف کے معنی کہیں کہیں فصاحت زبان کے بھی آجائے ہیں، دوسرا وہ استعارہ جس نے اصلی معنی لفظ کو اس طرح بدل دیا ہو کہ اس کے لیے اب سیاق کلام کی ضرورت نہ باقی رہی ہو۔ جیسے سیف بمعنی تلوار۔ پس عربی کے اکثر الفاظ میں اس دوسرے قسم کا استعارہ موجود ہے۔ لیکن چونکہ اب لفظ کے معنی ہی بدل گئے ہیں اس لیے اس طرف خیال نہیں رجوع ہوتا۔

پانچویں خصوصیت جو سوائے عربی کے کسی قدیم زبان کو اس وقت نہیں حاصل ہو وہ یہ کہ عربی اپنی اصلی قدامت کی حالت میں اب تک بولی جاتی ہو۔ حضرموت اور نجد کے اندرونی حصص میں ابھی زبان میں کوئی تغیر نہیں آیا ہو اور خالص عربی بولی جاتی ہو۔ برخلاف اس کے اب سنسکرت، زند، لاطینی اور یونانی اور عبرانی وغیرہ کے بولنے والے کہیں پر وہ دنیا پر نہیں پائے جاتے۔

چھٹی خصوصیت عربی لغت کی ایک عجیب و غریب پر اسرار کیفیت ہو۔ وہ یہ کہ عربی زبان کے تمام الفاظ ثلاثی الاصل ہیں۔ اگر کسی لفظ کے حروف تین سے کم ہیں تو وہ کسی وجہ سے گر گئے ہیں اور جو تین سے زائد ہیں یا وہ الفاظ ترکیبی ہیں یا حروف ہجائیں سے کوئی حرف اصل حروف میں بڑھا دیا گیا ہے۔ اس عجیب خصوصیت کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر تین حرف کی ترکیب سے

چھ لفظ پیدا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً اب و۔ اس سے الفاظ ذیل بنتے ہیں۔ ابد (ہیشکی) بدو
(شروع) و آب (ریح اٹھانا) و با (یہ لفظ لغت عرب میں نہیں) ادب (الطیر) باؤ
(لغت میں نہیں)۔ اسی طرح قرو (کاسہ سنگ) روق (پانی) قور (سیاہی) ورق
(پتہ) رقو (مٹی کا ڈوھا) و قر (بفتح گرائی گوش و کسر بارخر)۔ اسی طرح ضرٹ (شہد اور
ضرٹ بکون را، مارنا) ابض (امعاء) ضمیر (جہول) برض (قیل)۔ بضر (بطلان شے)
رضب (آب و ہن)۔

غرض کہ اسی طرح پر کل حروف کی ترکیب ہو سکتی ہے، خارج از زبان الفاظ کے محال دیکھ کے
بعد عربی لغت کی تدوین اسی بنا پر کی گئی ہو۔ یعنی عربی لغت میں حروف آخر کے اعتبار سے باب
قائم کیے جاتے ہیں اور حروف اول کے اعتبار سے فصل اس طرح ہر باب چھبیس فصلیں منقسم
ہوتا ہو۔ اہل یورپ نے جو اس رمز کو سمجھ کر عربی لغات حروف اول کے لحاظ سے مرتب کیں ہیں۔
اس کا نقصان ان لغات کے استعمال کرنے والوں پر ظاہر ہے۔ ان میں ایک مادہ کے مختلف
اشتقاق ایک جگہ نہیں مل سکتے ہیں۔ مختلف کلمات اور ابواب کے لیے مختلف مقامات دیکھنے
ہوتے ہیں اور چونکہ اس طرح تعداد الفاظ اور تکرار معانی لاکھوں تک ہو جاتی۔ کتاب
کا حجم بیفائدہ بڑھتا ہو۔

غرض کہ یہ چند خصوصیات عربی زبان کی ایسی ہیں جو دوسری زبانوں میں نہیں پائی جاتی ہیں
میں نے بہت اختصار کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے تاکہ طوالت زیادہ نہ ہو جائے۔

باقی ائندہ

البیان کی مستقل مستقبل زندگی

البیان عربی کا ماہوار رسالہ ہے، ایک ایسے ملک سے نکلتا ہے جہاں عربی زبان مادری ہو اور نہ اس کے سمجھے والے اور نہ اپنے والوں کی تعداد کثیر ہے اور عربی زبان کے لکھنے والے تو تقریباً ہندوستان سے معدوم ہیں، لیکن البیان کیوں پیش کیا گیا؟ مسلمانوں کی مذہبی کم اتھائی سے، اپنی حقیقی مادری زبان (عربی) ساتھ بے توجہی سے اپنے اجزاء کو پیش کر کے بدلا دینے سے، کیا یہ تعجب خیز امر نہ ہوگا کہ یورپ اور امریکا جیسے ملکوں عربی کے کچھ (تعداد در مسائل اور اخبارات شائع ہوں اور ہندوستان کا ایک سالہ بھی مسلمانوں کی اعانت سے نہیں چل سکتا، حالانکہ سوائے عربی مذاق کے یورپ اور امریکا کو عربی زبان سے مذہبی تعلق ہے اور نہ قومی محبت ہے، خود چارے سامنے ایک زندہ قوم کی مثال موجود ہے جسکی زبان مردہ ہے، بھاکا اور شکرکرت اسوقت کمین بولی نہیں جاتی ہے، خود ہندو قوم بولتے مگر اسوقت ہندوستان میں ہندی، بھاکا شکرکرت زبان میں متعدد اخبارات اور رسائل شائع ہوتے ہیں اور

قدردان قوم نہایت حرکت کے ساتھ اسکو لیتی ہے اور پڑھتی ہے یورپ کا ایک عالم لکھتا ہے کہ ممکن ہے کہ دنیا سے تمام زبانیں مٹ جائیں لیکن جب تک قرآن موجود ہے عربی زبان نہیں مٹ سکتی، لیکن اگر وہ عالم آج ہندوستان میں موجود ہوتا تو اسکو اپنے قیاس کی غلطی معلوم ہوتی، البیان کی خرید و فرو

فروست مختصر نہیں ہے لیکن بچہ، ادراک کرنے والوں کی فہرست مختصر ہے، بار بار کے تجزیوں سے جب یہ امر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ ہندوستان کے مسلمان اپنی مقدس زبان کی حمایت اور اسے قاصرین تو دوسروں کی طرف نظر اٹھانی پڑی۔ اور بھگت اور اس دروازہ سے محروم نہ آتا پڑا اور اسکی مستقبل زندگی ایک حرکت مستقل ہو گئی۔

(۱) سب سے بڑا المیہ ان اس امر سے ہوا کہ یورپ کے مشہور مستشرق (اور ٹیلیسٹ) اور مسلمانوں کے تنہا قومی کلی کے عربک پروفیسر جناب ڈاکٹر جوزف ہور ویز صاحب نے البیان کی صرف علمی چوری کی بنا پر سرپرستی قبول کی جتنا مدح نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اپنی پوری کوشش سے البیان کی امداد فرمائیں گے، ڈاکٹر صاحب کی اس چوری و احسان کے نہ صرف ہم ممنون ہیں بلکہ ہندوستان کے تمام مسلمان انکے شکر گزار ہونگے کہ وہ مسلمانوں کی مقدس، بیچا قومی، اور علمی زبان کو ہندوستان میں زندہ کرنا چاہتے ہیں (۲) دوسرا المیہ ان اس سے بھی ہوا کہ مولوی سید سلیمان صاحب ڈاکٹر عربک پروفیسر دارالعلوم چنگی اردو اور عربی انشاپور تمام ہندوستان میں مسلم ہو چکی ہے انھوں نے صرف اس شخصت اور ذوق کی بنا پر جو انکو عربی علم ادب سے ہے البیان کی آفریری اور پڑی منظور کی ہے اور انکا ارادہ کہ مستقل طور سے نہایت جانفشانی کے ساتھ سالہ وقت پر

اسنے ایک جیم تصنیف یادگار محمدی تصنیف کل علوم
قسطہ کا خلاصہ اور پھر ہے آخر جلدوں میں کتاب ختم ہے
ایک جلد فلسفہ کی ایک ایک مشائخ پر مشتمل ہے،

فرنیس ٹی کاہن نے فرانس کا پیر پیرا ہن فرسنگ کی
جائداد اسیلے وقت کی تاکہ وہ ان لہجوں علوم کو بے چہا نہیں
کہ مالک کی سیر و سیاحت سے اپنے معلومات اور تجربہ بڑھائیں
کیا ہندوستان کی قسمت میں بھی کوئی ایسا شخص پیدا ہوگا،

فرنیس ٹی کاہن نے حال میں پندرہ ہزار فرانک اسیلے
وقت کیا ہے تاکہ اس سے ہر سال دو عورتیں لوہا اور طلا کی
امریکا کی سیاحت کیا کوئی زخمت کن عورتوں کے لیے
شرط ہے کہ وہ کسی بائی اسکول کی اُستانی ہوں یا کوئی
دوسری غیر مادی زبان جانتی ہوں،

۱۸۶۷ء میں ولایات متحدہ امریکا نے ۵۸ ہزار فرانک
۵۵ ہزار اور انگلستان نے ۷۷ ہزار فرانک اور اٹلی نے
بیس بیس ہزار فرانک کا رہنما ہے،

قریم زمانہ کی مدت سفر کو خیال کرو اور اس قدر کہ وہ لوگ کہیں گے
۵۰ روز میں ۶۰۰۰۰ گز سے بڑیا کا سفر کیا،

کیا بعد وہ پیرس کا سالہ اسلامی دنیا، لکھتا ہے،
جزیرہ کرکے کل باشندے ۳۰۳۵۴۳۳۰۰۰۰ جن میں سے
۳۳۹۶۰۰۰ مسلمان ہیں ۱۸۹۶ء اور ۱۸۹۷ء کی شورش میں بہت
مسلمان ایک ایک کر کے جزیرہ سے نکلے جس جزیرہ کو سخت
مالی نقصان اٹھانا پڑا مسلمانوں کی تعداد کی مردم شماری میں
۳۲۳۳۰۰۰ تھی انصاف یہ مردم شماری میں ۳۳۹۶۰۰۰ رہی، اور
اب تک ہمیشہ مسلمان وہاں کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت
کر رہے ہیں اور چونکہ مسلمان اکثر کاشتکار ہیں اس لیے جزیرہ کی
بادی پر اسکا روز بروز بہت اثر پڑ رہا ہے،

عمر کی درازی میں آفتاب کو بہت دخل ہے تجربہ سے ثابت ہوا
کہ جہاں آفتاب نہاد رہتا ہے وہاں دیگر مالک کی نسبت عمر میں
طویل ہوتی ہیں جیسا کہ سویڈن کے بعض بیاتوں نے لکھا جا رہا ہے
لوگ انکا صوبہ جو کیرنڈا گرو واقع ہے اور لوکا کا صوبہ اور
ماگلڈیو کا صوبہ جو نوٹسین پر سویڈن میں واقع ہے وہاں
مشہور ہیں کہ وہاں بہت دیر تک آفتاب رہتا ہے وہاں کے بعض
مقامات میں سال میں ۳۳۱ دن آفتاب نکلتا اسیلے وہاں کے
لوگوں کی عمر بہت دراز ہوتی ہیں وہاں اکثر لوگ سو برس کی عمر پاتے
اور ترقی یافتہ برس کی عمر وہاں معمولی بات ہے،

یہ سب کا بہت بڑا پروفیسر جو کا نام آڈورڈی ٹرنٹین لکھا

ہجرت کا حکم ہوا اور آپ پر جہاد فرض کیا گیا۔ آپ نے اپنے اصحاب کو بھی ہجرت کا حکم دیا جو وقتاً فوقتاً مکہ سے نکل کر روانہ ہوتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ابوبکر رضادائے خدام عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن ارقم دہلی کے (ایک روایت میں ارقطہ) مکہ سے نکلے۔ آپ کے پاس بہت سے لوگوں کی امانتیں رکھی تھیں انکے ادا کرنے کے لیے آپ علی کو اپنا خلیفہ بنا گئے تھے جنکو پہنچا کر وہ بھی آپ سے جاملے۔ جسوقت آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی ہر آپ کی عمر تیرن سال کی تھی جب بیان ابوالیقطان رحمہ اللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی بارہ مین کہا ہوا۔

ثوی فی قریش بضع عشرۃ حجۃً یدکر لویلتے جیسا مواتیا
ویرض فی اہل المواسم نفسه ظم یرمن یوئے ولم یرد عیا
فلما اتانا واطمانت بہ النولے فاصبح سروراً بطبعہ رضیا

محمد بن اسحق بیان کرتے ہیں کہ پہلا شعر صریح بن ابی انس الانصاری کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو شنبہ کے دن ربیع الاول کی دسویں تاریخ مدینہ مین داخل ہوئے اسی لیے تاریخ کا شمار ربیع الاول سے ہوا کرتا تھا جو بعد مین محرم سے قرار پایا کیونکہ یہ سال کا پہلا مہینہ ہے۔ پہلے آپ مقام "رقبا" مین کلثوم بن الدم کے یہاں مقیم ہوئے جو بنی عمرو بن عوف الادسی کے خاندان سے تھے کلثوم کا انتقال ہو گیا تو آپ سعد بن خثیمۃ الادوسی کے پاس جا رہے۔ غرض کہ آپ نے ایک مہینہ چار دن تک قیام فرمایا یہاں تک کہ اقامت گزنیوں یعنی بستی مین رہنے والوں کی نماز پوری پوری تکمیل کو پہنچی۔ تکمیل نہانے کے بعد پانچ ماہ گزرنے پر آپ نے مہاجرین و انصار کے مابین برادری یعنی بھائی چاؤ کا رشتہ مستحکم کیا۔ چھ ماہ گزرنے پر "غزوہ دوان" مین پیش قدمی کی اسکے ایک ماہ مین دن بعد قریش کے قافلہ تجارت کے مقابلہ مین شرکت لیکن۔ بعدہ گزرنے کی طلب مین فرج کشی کی اور مین دن کے بعد "ہرہ" تک پہنچے لیکن فہرہ جنگ نہیں لڑی اور قبلہ کا رخ کعبہ کی طرف قرار پایا۔ اسکے بعد "بدر" کبریٰ ہوئی۔

ابوالیقطان بیان کرتے ہیں کہ بعد "قبلہ" تھا "خار کا جوہ" ابوذر رضی اللہ عنہ کے خاندان کا مورث اعلیٰ ہے ایک شخص تھا اور وہ کنوان لسی کے جانب منسوب ہوا اس شخص کا تعلق جس بطن سے تھا اسکو "بنو انار" کہتے تھے۔

کہا کرتے تھے۔ مگر شعبی کہتے ہیں کہ بدرہ ایک کنوان ہر جسکے مالک کا یہی نام تھا اور شعبی نے اسکا نسب نہیں بیان کیا ہے۔ اس جنگ میں مشرکین مکہ کی تعداد سو چاس آدمی تھی اور مسلمانوں کا شمار تین سو دس سے چند کس زیادہ تھا۔ ایک ایک اونٹ پر انصار رسولؐ کے کئی شخص باری باری چڑھتے اترتے سفر کرتے تھے۔ انصار کی تعداد سو مشرکوں سے بھی باقی متفرق طور پر ہر قبیلے کے لوگ تھے رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اس جنگ میں سفید تھا اور آپؐ کی فوج کا نشان سیاہ رنگ تھا جسکا پھریرا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک چادر سے بنایا گیا تھا۔ یہ نشان فوج علیؑ کے ہاتھ میں تھا اور لوہے مبارک مصعب بن عمیر اٹھائے ہوئے تھے۔ مشرکین قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں تھا جس میں سے کچھ لوگ اس جنگ میں شریک نہ ہوئے ہوں۔ صرف بنی عدی بن کعب اس سے مستثنیٰ تھے۔ انکے گھرانے کا کوئی شخص نہ تھا۔ بنی زہرہ میں سے کچھ لوگ شریک جنگ ہونے پہلے تھے لیکن انھیں بن خریق ثقیفی جو انکا حلیف تھا اُس نے انھیں واپس ہونے کے لیے سمجھایا اور مانع شرکت ہوا۔ ایسے وہ بھی پلٹ گئے اور اُفین سے ایک شخص بھی بدرہ میں نہیں آیا۔ اُسکا نام اخنس ایسے رکھا گیا کہ اُس نے بدر کے دن بنی زہرہ کو شرکت جنگ سے روک کر فوج مشرکین سے علیحدہ کر دیا تھا۔ اگرچہ وہ قبیلہ ثقیف کا آدمی ہو لیکن اُسکا شمار بنی زہرہ میں کیا جاتا ہے۔ یہ اسلام نہیں لایا تھا۔ ابولہب یحییٰ کا بیان ہے کہ عثمان البستی جو بصرہ میں فقیہ تھے وہ بھی رسول اللہؐ کے غلاموں سے تھے۔

جو مشہور مجاہدین انصار بوجہ عدی کے شرکت جنگ بدر سے روک گئے تھے اُنکے نام

- عثمان بن عفان بوجہ گرائی اپنی بی بی رقیہ بنتے جو رسولؐ پاک کی بیٹی تھیں شریک جنگ ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں اُنکا حصہ سب کے برابر لگایا۔ عثمانؓ نے یہ حالت مشاہدہ کرتے ہوئے کہا: اور میرا ثواب یا رسول اللہؐ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور تیرا ثواب بھی ہے۔ طلحہ بن عبیدہ غلامک شام کو گئے تھے جو شریک جنگ بدر نہیں ہو سکے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میدان جنگ سے واپس آنے کے بعد مدینہ منورہ میں واپس پہنچے اور حضورؐ انور سے ملنے بارہ میں گفتگو کی چنانچہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا حصہ بھی مال غنیمت میں سے دیا اور انھوں نے بھی کہا وہ مگر یا رسول اللہ میرا ثواب شرکت جہاد بھی لیگا یا نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا وہ بھی لیگا۔ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بھی ملک شام میں تھے اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت مدینہ کے بعد وہاں پہنچے۔ انکو بھی مال غنیمت کا حصہ ملا۔ اور ثواب کے بارہ میں وہی گفتگو ہوئی جو اوروں سے ہوئی تھی۔ ابولبابہ اور حرث بن حاطب دو انصاری صحابی شرکت جنگ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تھے مگر آپ نے انکو واپسی مدینہ کا حکم دیا۔ ابولبابہ کو مدینہ کا حاکم بنایا اور ان دونوں صاحبوں کے واسطے مال غنیمت کا وہی حصہ نکالا جو اور صحابہ کے لیے نکالا گیا تھا۔

جنگ بدر میں جن مشرکین نے اپنے ذمہ کھانے کا انتظام لیا تھا انکے نام

عباس بن عبد المطلب، عتبہ بن ربیعہ، حرث بن عامر بن نوفل، طیمہ بن عدی البجاری، ابن ہشام اور حکیم بن حرام کی مائیں، انصر بن حرث بن کلدہ، ابو جہل بن ہشام، امیہ بن خلف، منبہ اور منبہ حجاج کے دونوں بیٹے، اور سہل بن عمرو۔

جنگ بدر کے دن جب قدر مشرکین قتل و اسیر ہوئے انکی تعداد

واقعہ بدر میں پچاس آدمی مقتول اور چالیس شخص اسیر ہوئے، اسیران جنگ میں حسب ذیل اشخاص تھے۔ عباس بن عبد المطلب جنکو ابوالیسر کعب بن عمرو نے گرفتار کیا تھا اور عقیل بن ابی طالب، مگر یہ دونوں شخص مجبوراً شریک جنگ ہوئے تھے، نوفل بن حرث بن عبد المطلب، عتبہ بن ابی معیط اور انصر بن الحارث بن کلدہ بھی اسیروں کی جماعت میں تھے مگر ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مقام صفراء میں قتل کر دیا۔

ابن مبارک نے شعبہ سے انھوں نے ابی بشر سے اور ابی اشبر نے سعید بن جبیر سے ویت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے واقعہ میں تین قیدیوں کو مجبوس رکھ کر قتل فرمایا تھا۔ عقبہ ابن ابی معیط، طعیمہ بن عدی، اور نضر بن حرث بن کلدہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباسؓ سے فرمایا کہ اپنے اور اپنے بھتیجوں کی طرف سے فدیہ دو یعنی عقیل اور نوفل کی طرف سے اور اپنے حلیف کی طرف سے بھی کیونکہ تم مالدار ہو۔ عباسؓ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو مسلمان تھا مگر ان لوگوں نے مجھ کو زبردستی پکڑ لیا اور لا کر شریک جنگ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمھارے اسلام سے بخوبی واقف ہوں اگر تمھارا کہنا صحیح ہو تو خدا کے پاک تمھیں اس کا نیک ثلہ دیگا مگر ظاہری برتاؤ آپ کا تو ہمارے خلاف مقابلہ میں آنا تھا۔ عباسؓ نے کہا میرے پاس مال بالکل نہیں فدیہ کہاں سے دوں۔ رسول پاکؐ نے فرمایا: وہ مال کہاں ہو جو آپ نے چلتے وقت امام الفضل کے پاس کرین رکھا تھا اور اس وقت تم دونوں کے پاس کوئی اور شخص نہیں تھا، پھر تم نے اُن سے یہ کہا تھا کہ اگر اس سفر میں مجھ پر کوئی آفت آئے تو اس مال میں سے "فضل" کا حصہ تقدر ہو اور "عبد اللہ" کا حصہ اسقدر عباسؓ نے یہ سن کر کہا: اُس خدا کی قسم جس نے مکہ کو سچائی کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہو اس بات سے بجز ام الفضل کے اور کوئی دوسرا شخص ہرگز واقعہ نہیں تھا میں نے شبہ آپ کو رسول اللہ سمجھتا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنی نظر سے سواذقیہ اور دوسروں کی طرف سے فی کس چالیس اوقیہ فدیہ ادا کیا۔ ابن اسحق نے یون ہی بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ عباسؓ نے کہا: تم نے مجھ کو اپنے فدیہ ادا کرنے کے لیے اور لوگوں سے روپیہ مانگنے پر مجبور کر دیا۔ پھر عباسؓ مشرف باسلام ہو گئے اور انھوں نے عقیلؓ کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔ اسیران بدر میں سے صرف یہی شخص اسلام لائے باقی کوئی شخص مسلمان نہیں ہوا۔ اس جنگ میں علی بن ابی طالبؓ نے حسب ذیل شخصوں کو قتل کیا تھا۔ عاص بن سعید بن العاص، ولید بن عقیبہ بن ربیعہ، عامر بن عبد اللہ جو قریش کا حلیف اور بنی انمار بن عبید کی نسل سے تھا، نوفل بن خلیلہ عوام بن خولید کا بھائی، اور اس بات میں اختلاف ہے کہ طعیمہ بن عدی کو بھی علیؓ نے قتل کیا تھا بعض لوگ

کہتے ہیں کہ اسکو جڑنے قتل کیا اور کچھ لوگوں کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو سیر کھڑکھڑ قتل فرمایا
 عمر بن الخطابؓ نے اپنے مامون عاص بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا۔ حمزہ بن عبد المطلبؓ نے شیبہ
 بن ربیعہ اور اسود بن عبد الاسد بن ہلال الخزرجی کو قتل کیا تھا، عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلبؓ نے
 عقبہ بن ربیعہ کو اور زبیر بن العوامؓ نے عبیدہ بن سعید بن العاص کو، عمرو بن الجموح انصاری نے اہل
 ابن ہشام کو اسطرح مارا تھا کہ اُسکے پیر پر تلوار مار کر اُسے کاٹ ڈالا پھر عبد اللہ بن مسعود نے جھپٹ کر
 اُسکا کام تمام کر دیا۔ عمار بن یاسرؓ نے علی بن امیہ بن خلف کو قتل کیا تھا، دوسرے مشرکین جو میدان
 بدر میں قتل ہوئے مگر انکے قانون کا نام نہیں معلوم ہوا وہ سب انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی تلواروں سے مارے گئے تھے۔

”بدر“ کی جنگ میں چودہ مسلمان شہید ہوئے جن میں عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب عقبہ کے
 قاتل، مجمع، عمر بن عبد العالی، ذوالنعلین، عمیر بن ابی وقاص سعد کے بھائی، عافل بن البکر بن حکم غافل اور
 عافل دونوں کتے تھے، اور صفوان بن ابیضار وغیرہ تھے۔ لوگ ہماجرین ہیں اور انکے علاوہ جو لوگ
 شہید ہوئے وہ سب انصار میں سے تھے۔

جنگ بدر راہ رمضان ۳ھ ہجری میں ۱۷ تاریخ کو واقع ہوئی تھی۔ اس سے فارغ ہو کر رسول اللہ
 مدینہ میں واپس تشریف لائے، آپ کی صاحبزادی بی بی رقیہؓ کا انتقال ہوا جسکی وفات کے سترو دن
 بعد علیؓ نے بی بی فاطمہؓ سے زفاف کیا، عثمانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ام کلثومؓ
 کے ساتھ عقد کیا اور بی بی فاطمہؓ کے زفاف سے ساٹھ پرانچ ماہ بعد اُن سے زفاف کیا۔ اسکے بعد دو ماہ
 گزرنے پر رسول اللہ نے بی بی حفصہؓ سے عقد کیا اور اُنکے عقد سے بیس دن بعد زینب بنت خزیمہ سے
 نکاح فرمایا جسکے بیاہ آنے کے پانچویں دن حسن بن علیؓ کو تولد ہوئے یہ بعض روایتوں میں مذکور ہے اور اگر
 بات صحیح ہے تو وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت حسن کی عمر سات سال کی تھی۔ ابن اسحق کی روایت
 میں اُس حساب سے کہ میں شمار کرتا ہوں یہ بات مذکور ہے کہ حسن ۳ھ ہجری میں جنگ خیبر کے بعد
 تولد ہوئے اور انکی ولادت سے دس ماہ بائیس دن بعد حسینؓ کی ولادت ہوئی حسن کو انکی والدہ ماجدہ

نبی فاطمہؑ نے ایام حمل ہی میں دودھ پلایا اور بعد ولادت حسینؑ کے دونوں کو ایک ساتھ دودھ پلاتی رہیں۔

غزوہ اُحُد۔ ابنِ اسحق کا بیان ہے کہ غزوہ اُحُد سلسلہ ہجری میں واقع ہوا تھا۔ جسوقت اہل قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے آئے آپ بھی مسلمانوں کو ساتھ لیکر اُسے مقابلہ کرنے کو مدینہ سے باہر نکلے مگر بنی حارثہ کے گھروں تک آگراقتی دن اور شب کو اس ترحت کے لیے وہاں ٹھہر گئے پھر دوسرے دن صبح کو ایک ہزار آدمیوں کی جماعت سے روانہ ہوئے تھوڑی راہ طر کر کے بعد عبداللہ بن ابی بن سلول نے ایک تھائی لشکر اسلام کا توڑ لیا اور ان لوگوں نے کہا: "واللہ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ کس چیز کے لیے اپنی جانیں دین" بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے لوگوں نے بھی واپسی کا قصد کر لیا تھا مگر خدائے پاک نے انھیں اس لغزش سے محفوظ رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے چلے تو ایک گھوڑے نے اپنی دم کو جنبش دی اور اسکی دم ایک تلوار کے پتے پر پڑی جسکی وجہ سے وہ تلوار برہمنہ ہو گئی یہ صورت ملاحظہ فرما کر رسول پاک نے تلوار کے مالک سے جو قال اور شگون کا قائل تھا کہا: "تمھاری تلوار کا شگون بیکار ہو گا کیونکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آج تلوار میں میاؤں سے باہر نکلیں گی" جنگ اُحُد کے دن قریش کی تعداد میں ہزار تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف سات سو آدمیوں سے اُنکے مقابلہ پر آئے تھے حضورؐ انورؑ نے اس دن دوز رہون کو زیب بدن فرمایا تھا اور ایک تلوار لیکر اسکو لانے کے بعد فرمایا کہ: "اس تلوار کو کون شخص لیتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اُسے اسکا حق ادا کرنا ہو گا" عمرؓ نے کہا کہ: "میں" مگر آپؐ نے اُنکی طرف سے منہ پھیر لیا، پھر زبیرؓ نے کہا کہ: "میں" اُسے بھی روگردانی فرمائی اسوجہ سے یہ دونوں صاحب اپنے دلوں میں نادم ہو کر رہ گئے اس کے بعد ابو جازہ سماک بن خریثہ نے گھڑے ہو کر وہ تلوار مانگی اور رسول پاکؐ نے انھیں عطا فرمائی جنگ اُحُد کے دن تیر اندازوں پر عبداللہ بن جبرؓ، خوات بن جبرؓ، صاحب ذات النخین کے بھائی افسر تھے اور اس جماعت کے ہاتھوں مشرکین پر اسوقت تک بڑی آفت ٹوٹی رہی جب تک کہ تیر اندازوں نے رسول پاکؐ کے حکم سے خلافت ورزی نہیں کی کیونکہ حضورؐ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو اپنے جگہ پر جمے رہنے کا حکم دیا تھا

حالانکہ وہ لوگ مال غنیمت لوٹنے پر جھک پڑے اور اپنے فرائض کی انجام دہی سے غافل ہو گئے جسکی وجہ سے مسلمانوں کو صدمہ پہونچا اور انہیں سے بہت سے لوگوں نے ہزیمت اٹھائی۔

شہداء اُحد جو مسلمان جنگ اُحد میں شہید ہوئے انکی تعداد پچھتر نفر ہے جنہیں سے حمزہ ابن عبد المطلبؑ عبد اللہ بن جحشؑ مصعب بن عمیرؓ اور شہساز بن عثمان بن الشریہؓ چار شخص مہاجر تھے باقی اکھتر انصار۔

کشتگان مشرک۔ مشرک لوگ اس جنگ میں حسب ذیل قتل ہوئے۔ علی بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عثمان بن عبد الدار کو مبارز طلب فرما کر قتل کیا یہ مشرکین کا علم بردار تھا، اور آپ نے۔ اباحکم بن الاعنس بن شریق ثقفی بنی زہرہ کے حلیف کو، اور ابامیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ کو بھی قتل کیا۔ حمزہؓ نے عثمان بن ابی طلحہ، اور سباع بن عبد العزیٰ کو قتل کیا۔ سعد بن ابی وقاص نے، اباسعد بن ابی طلحہ کو قتل کیا۔ عاصم بن ثابت نے مسافع بن طلحہ، کلاب بن طلحہ، جلاس بن طلحہ، اور حرث بن طلحہ کو قتل کیا، بعض مورخین کا قول ہے مگر ابن سہتی نے ذکر کیا ہے کہ جلاس، اور حرث کو قرمان نے قتل کیا تھا جو بنی مضر کا حلیف تھا اور انہی قرمان نے جنگ اُحد کے دن ارطاة بن شریصل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار اور اس کے ایک حبشی غلام صوات نامی، قاسط بن شریح بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار، ہشام بن ابی اسد بن المغیرہ، ولید بن العاص بن ہشام، خالد بن الاظم، عبیدہ بن جابر، اور بکیر بن مالک بن الحضرمہ کو قتل کیا، یہ قرمان منافق تھا اور اسی کا قول تھا کہ ”وإساکر من جنگ اُحد میں لڑو ان تو میری قوم پر حلیف ہی اسکو ایک زخم کاری لگا تھا جسکی اذیت سے اُس نے خود کشی کر لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ”اسپاک اس دین کو فاجر آدمی کے ہاتھوں مدہ پہونچا تا ہے“ عبد الرحمن بن عوفؓ نے اسید بن ابی طلحہ کو قتل کیا۔ اس میدان میں بنی عبد الدار کے دس آدمی اور انکا ایک آزاد کردہ غلام قتل ہوا۔ اس گھرانے سے مجروح مصعب بن عمیرؓ کے اور کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھا۔ وہ بھی اُحد ہی کے دن شہید ہو گئے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان بردار تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ فرماتے ہیں ان شر الدواب عند الله الصم البکم الذی لا یقولون انھیں عبد الدار کے

بارہ مین نازل ہوئی ہے۔ واقعہ خندق سکہ ہجری مین، واقعہ بنی المصطلق، اور واقعہ بنی لحيان شعبان
 ششم ہجری مین اور جنگ خیبر سکہ ہجری مین واقع ہوئی، خیبر والون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 چودہ پندرہ روز تک محاصرہ مین رکھا تھا اسی سال جعفر بن ابی طالبؓ نجاشی کے پاس سے رسول اللہؐ
 کی خدمت مین آئے اور اسی سال مین ذک والون نے رسول اللہ سے اپنے پہلون کی نصف پیداوار
 پر صلح کر لی اور یہ باغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خاص کے لیے تھا کیونکہ آپؐ نے اُس مسلمانوں
 کو عمل نہیں دیا تھا۔ نیز اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے ارادہ سے تشریف لے گئے مگر
 مشرکین نے آپ کو عمرہ ادا کرنے سے روکا۔ آپ شتر اونٹ قربانی کے لیے اپنے ساتھ لے گئے تھے
 مشرکین نے انکو بھی قربانی کے مقام تک نہ جانے دیا، اس بات کو دیکھ کر مسلمانوں نے جنگی تعلق و سنا
 تھی درخت کے نیچے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر لوٹنے مرنے کی بیعت کی جسکا نام
 بیعت الرضوان ہوا۔

مجھے زید بن احزم نے بذریعہ ابو داؤد قرہ بن خالہ سے روایت کی ہے کہ قتادہؓ نے بیان کیا
 ہے کہ انھوں نے کہا، مین نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا کہ بیعت رضوان مین کس قدر آدمی تھے
 تو انھوں نے کہا پندرہ سو، قتادہؓ نے کہا، ہر کہ مین نے کہا کہ جابر بن عبد اللہ نے مجھے یہ بیان کیا ہے
 کہ وہ چودہ سو آدمی تھے یہ سکر سعید بن المسیب نے کہا، خدا ان پر رحمت کرے ان ہی نے تو مجھے
 بیان کیا تھا کہ وہ لوگ چودہ سو تھے، ثناء انھیں دہم ہو گیا، اس بیعت مین جس شخص نے اول بیعت کی
 وہ عبد اللہ بن عمرؓ تھے۔ یہ بیعت عثمانؓ کی وجہ سے ہوئی اسکی صورت یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے انھیں کہ مین مشرکین کے پاس یہ پیام دیکر بھیجا تھا کہ، مین کچھ جنگ کی نیت سے نہیں کیا ہوں
 مگر قریش والوں نے عثمانؓ کو اپنے یہاں گرفتار کر لیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ عثمانؓ پر
 قتل ہو گئے لہذا آپؐ نے اپنے ساتھ کے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تاکہ ان لوگوں سے مقابلہ
 کرنے پر آمادہ ہوں پھر آپ کو اطلاع ملی کہ عثمانؓ کی بابت جو اطلاع ملی تھی وہ غلط تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بسر کر دگی زید بن حارثہؓ نے ششم ہجری مین روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر وہ

ان كنت تقدر في سادق عزها
 لقد ارتوى بدم القتل لحاظها
 ورمت فوادي بالتحاظ فما انثنى
 سفكت دمي والامر قبل وقوعه
 سير والى وادي العقيق وابصروا
 ان انكرت قتلى فليس بنا فخر
 او تأسفون على قتيل المضي
 اسعادمم تقدبين متيما
 اصحت غانية القبائل فاجعل
 نزلت الكماثم والجمائم بالحمى
 لك حسن حافظة وحسن دراية
 انسيم رامة انت صاحب دولة
 عطر بعرف ورود رامة مرقدي
 طرقت وكان القوم في سنتك الكبرى
 ونضت خلاخلها غفافة صوتها
 جعلت ارجلها كرامة مفرقي
 قل للوميض كما انرت عشية
 سؤالك مولانا تعالى شأنه
 اوجبت اشرا لاله على لوري
 ستغرق الارياح مثلك فاعتنم
 يا غيث عنصرك المبارك رحمة

فاذكر على قدر المزاج قصيا
 لا تحسبوا هذا للمريض حميا
 الله يرحم ثابتا مرميا
 قد كان لي متمثلا مرثيا
 اجرت هناك من الدماء سريا
 وجه القوائل لا يكون خفيا
 ما صار كان مقدرا مقضيا
 تالله ما هذا المطيع عصيا
 بنظيرة هذا الفقير عنيا
 سرى بنور الابدتسام شعبيا
 بي انت كيف جعلتني منسيا
 احزنت مسكنا من سعاد ذكيا
 فلقد جعلتك يا نسيم وصيا
 فحمدت واستقبلتها مخفيا
 لا ضير حليتها تزين حليا
 وصحبت عن تهم الزمان برييا
 ارسل الى متعش وسميا
 نار اترقى بالزلزال صليا
 فلك الندى ولك المكان عليا
 قوس الزمان وعالج المكويا
 انت المفيض على الخماثل ديا

اعلى الفضل
 من الجلى
 المنعزم ما يفيض
 على المرى
 صغير عجزى الى
 انقل
 سلك ذى ساطع
 ريج
 المحرك الاول من
 الريح لا نسيم
 بالنبات نسيم
 الوسم

ارناو غن الظامون كرامة
اسراو عبدك يا كريم ويرنجي
سماك من ازجي السحاب ولنا
من ماء منهلك الغزير روي

وقال متغزلا

امست شمس الابريقين ذواها
ترك يافيرا لغوير كناسها
وجعلن ايام المحب غياها
وقلوب ارباب الغرام قوالبا
تهدى الغصون الناعمت سواكبا
فلم القادة في قلوب كواعبا
اصبحن في قتل الاسود رعا
فاضعن جوهر مهجتي بسباسبا
ورق الحدائق بالغصون لواعبا
واعذ من دُر الدموع كواكبا
عيناي في حب الحسان مبتاعبا
واري غارتهن عين مواهبا
يقطين بالغضب الخفي حواجبا
تشويشهن على الخدود ذواحبا
فعلام يحرم العفة مطالبا
رحم المهين من يمتط طالبا
الله لا تزد المشوق مصائبها
فانصر غواني للعقول سواها
صان الاله المستعان نواها
علمن نهرا ساثلين صواحبا
امست شمس الابريقين ذواها
ترك يافيرا لغوير كناسها
احبين من عين المحب بكاءها
طبع النساء يكون صاحب رقة
عمرا لاله بداوة ظبياتها
ما في البداوة للجواهر قيمة
اذا دع عن وصل الحسان وارتي
امسي على طول الحنادس ساهرا
بالخير ادع للحسان وان سرات
غيد اغرن على في ام القرى
واذا يرين الصب بجهر حبه
قد شوس لقلب المنظم شمله
ان ترقيق من المهين مقصدا
حرمان من يرجو المرام قيامه
يا لائما سجا اطال كلامه
او ينفع المجنون بذل نصيحة
لا تشك نهب الحسان قلوبنا
اين التي تسقى لفرج مرا منا

الاولى المطر بعد الوسمي سمي وليا لانه يلى الوسمي ١٢ الروي الشرب التام ١٣

امن المروة يا ظباء الجزع ان
يحيى لهوى ويميتنا متواترا
اشراذ ناحب الحسان حياته
تجعلن امال المحب خواشا
انا راينا في الغرام عجايبا
احسن الاله العالمين عواقبا

وقال متغزلا

ارضى على الشتر ليل داجي
شمس التي حلت ببرج حياءها
لا عزوان شغف الغلام بحبها
يا ايها الخذاق في طب الهوى
يا ليتني امسى نسيم ساريا
ما لان قط فوادها بلحا حتى
قد صمت خد متها لتعرف جوهر
ملاك قلب سعاد غوفوادنا
اخذت فتاة الحى جوهر محبتي
هل ساء لي نبي الطريق عناية
ما لي رفيق بالغوير يعينني
يا ايها الاحباب في سوق الهوى
ان لم اصل للقاء القصوى فقا
انا من غبار طريقها متقمص
اجيبني ما تفعلين اليوم في
لازمت سد تلك السنية مدة
قلبي زجاج فيه مصباح الجوى

يا شمس اين كرامة الايلك
لا ربة الجولان في الابراج
ان الفراش لمفرم بسراج
ابقاكم الرحمن اين علاج
حتى يهون على طي فحاج
ويكتم الحجر الاصل لجراج
ما جاء هذا الشكل بالانتاج
ميل الحيد الى رقيق زجاج
فلتطني صلة بغير خداج
مجر الاسامتلاطم الامواج
الا الدموع كثيرة الافواج
لجواهر العبرات حسن رواج
وصلت قوافل ومعى التجاج
واعده خيرا من الديباج
يبان لي فيك اغتراف مرارج
لم صرت منها واجبا لاخراج
لا تحببه مصور الزجاج

لعل الايلك

مصدرا بلج

الصواب ان شاء الله

على الامور

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

سنة

| | |
|---|--|
| نور الخجابه من جبينك لا تح انست نارا في جبين المنحنى | او تسعفين مرام هذا الراجي فاضاء في بسراج الوهاج |
| وسقى الاله به عصينا ناضرا انزاد سلمه الاله على الهدى | القيته مفتاح قفل ريتا اخذ السرى في احسن المنهاج |

وقال متغزلا

| | |
|---|--|
| حقيق علينا للترياح الضوايح وان لم تجع من دارها كرمافن | وصلن اليها بعد طي الفراش يجوب طريقا في الجبال الشوايح |
| اذاب الهوى جسم ان يعطى قوى ويزداد من ايلام عزة سراحى | مشيك على العينين نحو هجلى اتيه بقلب في الصبة سراحى |
| افوز بها واغتدى طعمة الردى وان لم يكن طيف فكيف انزورها | فان حماها هدى بلا شادخ صنيع من المولى وجود البرازخ |
| رعى الله غزلا ناسرا وانقر في منى ولم ادسرا يما لله شمرة هنتى | وهن شموع لليالى البدو اوح مما ملق بالفاتنات الزوايح |
| شمرين فوادى توقيصدن سرده شتمن عتابا وهو عندى عناية | وما اناسراض بالضعف الفوايح فيارب احسن بالملاح اللوايح |
| غلبت زمانا جاثرا ما دريت ان نخن بايات الجمال جاذرا | سيقتلنى جودا لحسان الزوايح جلى على النظا شان النوايح |
| طى الله عدلا اطالوا السانهم لان صرفوا والله سبعة اجمر | واذوا عريب المنحنى كالموايح فليس ضرام في فوادى بيايح |

تكلما انزاد في النظر سرائق

كسبنا فنونا من كرام المشايخ

على الزيات ككتبة
ابواب المنق
على الضوايح
من الضوايح
الجسد بالطيب
حتى كما ديقطر
والمراد السراج
المطرات مع
على كسبان
واو بجماعه مع
الاشدخ وهو
الاسد
الدوايح بالبال
الملاطع بالبل
دوايح كادى بال
لهذا الزوايح بال
من رتبه كسبنا

وقال متغزلا

اناذقك من كأس الغرام نبيدا
 بي ظبية شقت المشوق عناية
 ما من مهابة في الدلال فريدة
 مرضت بحب الغانيات طبعي
 عطف سعاد على لقتيل لانها
 احبا بنا ما كنت اعلم ان ترى
 ضحك الانام على حقيقة منيتي
 ما ظلت في ذات السلاسل موثقا
 امهابة رامة هل لدنك مروة
 واليك امر العاشقين مفوض
 غدي بلاء الجمال مقيد
 ارايت ما قاسيت في عسق النوى
 ضاقت على من العذول مسالكي
 ما مريوم مثل يومى هائل
 يا من يسأل عن ارادة مخلص
 قالوا عبور طريقها متعدي
 انما ادما احلى نسيب كلامه

واكلت من كبد العذول حينذا
 من تغرها ومن العيون لذيق
 الاغدت لجنايات لميد
 وابي الشفيق يوطى تعويد
 شحذت مهتد لحظها تشحيد
 كبدى بمرهف ظلمها تغليد
 ممن سبتنى ارجى تنقيد
 لو كنت ألقي للفتاة بديد
 حاتم القى في الفراق وقيد
 اصحبت في ملك الجمال ثقيد
 لا يمتنعون عن الغذاء اخيد
 لسعت زنا بيرا النجوم شقيد
 خذل الاله المستعان غليد
 ولان شككتم فاسلو اخذيد
 قصد الموقل ان يزور جديدا
 انجوفون من الصعاب حويدا
 الفاه ذوق العاشقين لذيدا

وقال متغزلا

يا للربيع وحسنه المانوس
 اهلا وسهلا بالربيع ومرحبا

جعل لثرى في زينة الطاووس
 ابدى الحلة ثق في لباس عروس

على الخليل
 بالحاء المصطنع
 المشوى
 الذي في البحر
 انقلبت باقاء
 التقطع
 ذات السلاسل
 موضع
 ابدى النمل
 على الوقيد
 باقاف الصلح
 والشديد بالرض
 على النفين
 المطاع والمو
 على الشقين
 بالثين الجدة
 والقاف الذي
 لا يباد بياض
 على الفيد

الغليظ
 اغتذرت بالانعام
 بالهجرة والتمني
 العالم بالامر
 الله جند من وضموت كملته

والطائر المنقوص في ايامه
 ويكاد في الاكام لون مشرق
 ثمر الربيع الفضة عندي ان ارى
 لله سلمى وهى نور ساطع
 يا ليتها تاتي خمائل ارضنا
 ما اسعفت ذات الجلالة مقصدا
 اجوع على فلك الاسير فما لها
 قالوا صميم في التعقل لطفها
 مامنية المشتاق الانظرة
 كيف الصبا تاتي بنفحة سوحها
 انظُر راسي بانه بيتية
 من لي بيوتان الغرام عناية
 انا عابد نارا الغرام على الهدى
 ذارت سليمي بالعناية مرفدى
 انا قد خجلت لفوت تعظيم لها
 حتى الاله حبيبة اضميئة
 يا عاذل العشاق انك مخطئ
 اوتبتغي مني خلاف طبيعتي
 انزل عبد طائم مترقب

يلفى نشاط الروض في الناموس
 يبدو كنور الشمع في الفانوس
 غصن النقا في احسن الملبوس
 عنت الوجوه لها وجوه شمس
 وعيونها تاتي بدور كؤوس
 او ما تخاف تاوذة المايوس
 قد اغمضت عن حالة المحبوس
 ما ذلك المعقول بالمحسوس
 او لفظه بجنايبها البحر وس
 تخفى سرائرها من الجاسوس
 قد طال في ظل الجدار جلوس
 لم يدردائي عقل بطليموس
 اطفاء اله الخلق ناسر محوس
 وسقت مدا مع عينها راموس
 والعدو سموعه من المطوس
 احيى اسير الحب بعد دروس
 فافهم ونب عن رائك المعكوس
 لا تؤذي بكلامك المنكوس
 تحقيق امال من القدوس

وقال متغزلا

يا برق رامة رائق الايماض
 زد بالمياه طلاوة الاراض

شَرَفْتَ بِالْوَجْهِ الْكَرِيمِ دِيَارَنَا
 أَنْتَ الْمَرْبِي لِلنَّوَابِتِ كُلِّهَا
 يَا مَنْ يَسْأَلُ عَنْ جَنَابِ حَبِيبِي
 أَنْ لَمْ تَكُنْ سَلَمَى الْقَطِينَةِ بِالْحَمَى
 يَا قُوْتَ قَلْبِي جَوْهَرٌ مُتَلَاكٌ
 لَكَ يَا سَعَادُ عَلَى السَّمَاحَةِ قُدْرَةٌ
 أَنْ عَلَى بَابِ الْكَرِيمِ لَسَائِلُ
 لَا تَطْرُدُنِي عَنْ جَنَابِكَ جَفْوَةٌ
 قَطَعْتَ بِالْهَجْرِ الْإِلِيمِ فَنَوَادَنَا
 فِي عَيْنِكَ الْبُخْلِ حَيَاءُ ظَاهِرُ
 جُودِي بِرَشْحٍ مِنْ رِضَاكَ مَرَّةً
 رَجَوِي الْيَوْمَ مِنْ عَقِيقَتِكَ قُبْلَةً
 مَا تَخْصُ الْحُكَمَاءُ سَقَمَ طَبِيعَتِي
 قَالُوا جَمِيعًا أَنْتَ أَعْلَمُ رَبَّنَا
 لِمَا تَكَلَّمُ بِاسْمِ عَزَّةٍ قَائِلُ
 فَنَيْتَ حَيَاتِي ثُمَّ مَا أَدْرِيكَ مَا
 أَنْتَ نَارًا بِالْعَقِيقِ عَشِيَّةً
 شَوْقِي إِلَى أَمِّ الْقُرَى مُتَنَوِّعٌ
 هَلْ أَكْسَبَ النُّسَمَاتِ فِي صَحْرَاهَا

لَسْنَا كَنُورٍ مَاجِرٍ إِلَّا حَوَاضُ
 فَاجْعَلْ مَوْدَّةً وَجُوهَ سَرِيَاضُ
 هِيَ ظَبِيَّةٌ صَيَّادَةٌ الْعَرَبِيَّاضُ
 فَمَنْ الَّذِي يَصْبُو إِلَى الْأَسْرَبَاضُ
 هَذَا إِلَى ذَاتِ الْجَمَالِ عُرَاضُ
 لَا تَبْخُلْ بِأَرَاخَةِ الْحَجَرِيَّاضُ
 فَاسْتَجَلِ كَرَمًا إِلَى الْإِنْفَاضُ
 مَا غَيْرَ بِأَبَاكَ يَا سَعَادُ إِضَاضُ
 أَنْ الْفِرَاقَ لَا قَطْعُ الْمَقَرَّاضُ
 فَعَلَامَ نَازِرَةٍ إِلَى الْأَغْمَاضُ
 أَحْرَ عَظِيمِ الْقَدْرِ لِلْفَيَاضُ
 خَدَّ الْعَمْرِ اثْمَنُ الْأَغْرَاضُ
 حَتَّى بَشُّوا بِكَثِيرَةِ الْأَمْرَاضُ
 بِسِقَامِ هَذَا الْمَدْنَفِ الْمَرَضُ
 كَشَفْتَ الْجَوَى بِنُضٍّ عَلَى النَّبَاضُ
 يَمْضِي عَلَى تَرْنِيٍّ مِنَ الْأَبَاضُ
 قَدْ حَقَّقْتَ رَجَايَ بِالْأَمْعَاضُ
 سَقَيْتَ بِمَنْهَمٍ مِنَ النِّعَاضُ
 هَلْ أَجْلِسُ بِهَا عَلَى لَوْضَرِاضُ

لعل الاحراض
 جمع حوض
 جمع الاسد
 جمع الارياض
 جمع ريف
 كل ما يودي اليه
 ويستراح لديه
 من مال وبيت
 من الارض
 ونحوه
 بالعين المهملة
 كذات الهدية
 كذات الجرياض
 كسب الجحيم
 التقوم
 الانفراض
 بالعين المهملة
 انض الحاجة
 انجذها

أشراؤا ودع في الكلام ملاحه
 فاطلب نتاجه على الاحماض

وقال متغلا

لا يستعن لصيحة الأخط
ان غبن عن نظرا المشوق شكاسة
قالوا ملاطفة الحسان صميمة
من مغرب الأفاق اقبل شارق
ما حققت امل المشوق بنظرة
نظري الى ان ادخلت نديتها
ياربنا ارسل الی طبيب
لا باس ان او قعتني في كلفة
ان تطلي روج الحب فحاضر
قالوا اتجئ اليوم قافلة النقا
ولثمت خفت قلوبها مستادنا
لقد اجتمعن بداس عرة ليلة
حتى اتانا اجنى كالح
لما تغير طبع محفلنا به
قال الورى طعم الهوى مفرغ
لا اسمعن من القذول ملامه
لم يد رمرتبة الصبا به من سلا
رحم الاله حمامة يمينه
تقضى لعمري نخبها في ساعة
ان اذ ابصر بالتامل منطفي

ثقلت سامعهن بالاقتراف
فلهن احسن محفل برباط
فوجدت ما قالوا من الاغلاط
هو للقيامة ابين الاشراف
بجئت رعاها الله بالافراط
حتام الخط ظاهرا الفتا
حتى تخليصني من الاثبات
لسرور خاطر الشرف نشاط
اني لارضاء الجناح منطاط
فوقفت منتظرا امام صراط
وكملت عين بصيرتي بجنباط
مثل اللآلى الغرة في الاخياط
الله يحفظنا عن الاثبات
اخرجت عنه فاسد الاخلاط
مرفوع حب ذات لطاط
والسمع في صموم من الاغلاط
حرم الاريج المبتلى بشواط
رضيت على علاتها بعبلاط
ان لم تقز في الحضي بوعا ط
فاضت لآلى قدس من ولقا ط

الاصيلة
الرباط بالرباط
المجلة والمواعيد
كتاب الفوائد
الاشبال
بالاشتغال والمواعيد
مصدرا ثلث
المريض لم يركب
يعارقه
الانطاط والنون
جميع خطه في كفة
معون يطرح
على العودج
الخطاط
بالخط
والجملة المعجزة
الغبار

علمی خبریں

ہیڈروجن کا وجود بھی وہاں ثابت ہوتا ہے اور پانی کے

بخارات بھی پائے جاتے ہیں کیونکہ ان سیارات کی سطح

زمین سے نہایت گرم و روشن ہے۔

دلت سے معلوم تھا کہ زحل کی چاروں طرف ایک

روشن حلقہ کا احاطہ ہے لیکن اب جنیفا (سولہ) کے

رصد خانہ نے اعلان کیا ہے کہ اسکو زحل میں ایک حلقہ

بعد ایک ایک اور حلقہ نظر آتا ہے۔

دنیا بھتی تھی کہ نباتات میں کوئی زندگی نہیں ہے۔

لیکن تحقیقات سے یہ ثابت ہوا کہ ان میں بھی ایک قسم کی

زندگی پائی جاتی ہے۔ حال میں روس کے ایک پروفیسر

تے جسکا نام اوسونسکی ہے یہ دریافت کیا ہے کہ ان میں

نہ صرف زندگی ہے بلکہ انسان کی طرح اُنہیں جذبات، تربت

لغزت پائی جاتی ہے۔ اسلئے پروفیسر موصوف اخیر نے

یہ بتانا ہے کہ جس طرح انسان نیکی کو پسند کرتا ہے اسی طرح

نباتات بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں اور انکی توانائی

اور لشودنا میں ترقی ہوتی ہے۔

بے تاریکی تاریکی نے بڑی ترقی حاصل کی ہے پیرس اور

ڈان میں سویل کا فاصلہ ہے اسی طرح کوپنہاگن اور برنس

میں ۲۶۰ میل کا فاصلہ ہے لیکن نہایت آسانی سے یہاں تک

خبریں جاسکتی ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ عمیق پرور ہے

امریکا تک یہ تار برقی کام دے سکیگی۔

مسلمانوں نے رومی زمین کے مختلف حصوں پر

ایک سو چار سلفنتین قائم کیں اور ان میں ایک ہزار میں

تراسی بادشاہ گذرے، گذشتہ واقعات کے لحاظ سے

یہ تعداد صحیح ہو سکتی ہے تو ترک ایران صرف دو سلفنتین ہیں

جسکا قیام بھی منظر خطر میں ہے۔

جو لوگ جدید علم ہیئت سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں

کہ آفتاب کے چہرہ پر مختلف قسم کے داغ ہیں، مدت تک

یہ داغ وہم کا نتیجہ خیال کیے گئے بعض علمائے اسکو زمین کا

عکس بتایا لیکن جدید اسٹراٹوگرافی نے اس مسئلہ کو صاف

کر دیا اس فضائی ہوائی میں جو آکسیجن ہے وہ آفتاب کی

شعلات کو جذب کرتا ہے جس سے آفتاب میں داغ نظر آتے ہیں

یہ داغ زیادہ تر سرخ رنگ کے ہیں، لیکن یہ مسئلہ اب تک تاریکی

میں تھا کہ سیارات ہم سے دور ہیں یہ داغ ان میں نہیں

کیونکہ داغ کا سرخ رنگ دور سے نظر کو محسوس نہیں ہوتا

لیکن حال میں پروفیسر لول نے فوٹو گرافی کے چند تجربے

ایجاد کیے ہیں جو ہلکی سی ہلکی روشنی سے بھی بہت جلد

میں ملتے ہیں ان تجربوں کے ذریعہ سے سیارات کے جو

فوٹو کیے گئے ان میں داغ کا سرخ رنگ موجود ہے جس سے

یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیارات بے حد ہلکی فضا میں بھی

آکسیجن موجود ہے اور بعض ایسے دلائل بھی ملے ہیں جن سے

تہذیب صحیح اصحاب کی مطبوعات میں خیر و نیک کے لیے قمر البیان ۲۰ دہائی کی کمی

| تمام کتاب | قیمت | کمی قیمت | نام کتاب | قیمت | کمی قیمت | نام کتاب | قیمت | کمی قیمت |
|---------------------------|------|----------|-----------------|------|----------|----------------------|------|----------|
| حدیث شریف | | | تاریخ | | | حدیث شریف | | |
| مسند امام اعظمی | ۱۰ | ۱۰ | شرح ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | حدیث شریف | ۱۰ | ۱۰ |
| تفسیر نظامی | ۱۰ | ۱۰ | تفسیر ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | حدیث شریف | ۱۰ | ۱۰ |
| مشکوٰۃ شریف | ۱۰ | ۱۰ | تفسیر ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | حدیث شریف | ۱۰ | ۱۰ |
| بعض الناس | ۱۰ | ۱۰ | تفسیر ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | حدیث شریف | ۱۰ | ۱۰ |
| انجام السؤل | ۱۰ | ۱۰ | تفسیر ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | حدیث شریف | ۱۰ | ۱۰ |
| علم ادب | | | تاریخ | | | علم ادب | | |
| اصول الادب | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | علم ادب | ۱۰ | ۱۰ |
| المنطق لعمدة الفریق | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | علم ادب | ۱۰ | ۱۰ |
| سفینة الباری | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | علم ادب | ۱۰ | ۱۰ |
| منظومة الفوائد | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | علم ادب | ۱۰ | ۱۰ |
| زینة السامع بالعدبة الکما | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | علم ادب | ۱۰ | ۱۰ |
| الدر النضیة لمرآة الفریق | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | علم ادب | ۱۰ | ۱۰ |
| ترنم الطلاب بحسب الکتاب | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | علم ادب | ۱۰ | ۱۰ |
| محلة الادب لبلد السند | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | علم ادب | ۱۰ | ۱۰ |
| جاستان | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | علم ادب | ۱۰ | ۱۰ |
| علم منطق بطرز جدید | | | تاریخ | | | علم منطق بطرز جدید | | |
| المنطق المحکم | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | علم منطق بطرز جدید | ۱۰ | ۱۰ |
| منهاج المراجع | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | علم منطق بطرز جدید | ۱۰ | ۱۰ |
| شرح رفاة | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | علم منطق بطرز جدید | ۱۰ | ۱۰ |
| فقہ اصول فقہ عفت اند | | | تاریخ | | | فقہ اصول فقہ عفت اند | | |
| مقدمة لکتاب | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | فقہ اصول فقہ عفت اند | ۱۰ | ۱۰ |
| حاشیہ متعلین حاشی | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | فقہ اصول فقہ عفت اند | ۱۰ | ۱۰ |
| عقائد شمس | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | فقہ اصول فقہ عفت اند | ۱۰ | ۱۰ |
| فرائض و حساب | | | تاریخ | | | فرائض و حساب | | |
| وجیز | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | فرائض و حساب | ۱۰ | ۱۰ |
| حساب الیسیر | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | فرائض و حساب | ۱۰ | ۱۰ |
| قصوف | | | تاریخ | | | قصوف | | |
| قصوف المیزان | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | قصوف | ۱۰ | ۱۰ |
| معارف و مباحث علمی | | | تاریخ | | | معارف و مباحث علمی | | |
| معارف المیزان | ۱۰ | ۱۰ | تاریخ ابن تیمیہ | ۱۰ | ۱۰ | معارف و مباحث علمی | ۱۰ | ۱۰ |

البيا

مجلة علمية، اخبارية، تاريخية، سياسية

تصدر مرة في الشهر

لنشأ

عبد الله العادى :

الحرب العالمية : الشهيد سليمان آفندي

صاحب الامتياز جناب القارئ عبد الولي

من عمل الاشراك

من ثلاث رويايات في كتابنا في الحاضر

الكتاب في تاريخ الشار كشمس الدين

فهرست مضامین

| نمبر شمار | مضمون | پیشہ |
|-----------|------------------------------|------|
| ۱ | اخبار السند | ۱۵۱ |
| ۲ | ابو العلاء المعری | ۱۸۳ |
| ۳ | حدوث اللغة عن محاكاة الاصوات | ۱۹۲۲ |
| ۴ | قطب شمالی | ۲۲۲۲ |
| ۵ | حب الوطن نظم | ۲۸۰ |
| ۶ | مختب از اخبارات عربیہ | ۲۹۲۲ |
| تفسیر کتب | دیوان آزاد بگرامی | ۵۴ |
| | معارف ابن الی قتیبه | ۹۴ |

از کتاب

بسم الله الرحمن الرحيم

البيان

هذا بيان للناس

شهر رجب شعبان ورمضان شوال سنة ١٣٢٤ - الهجرة النبوية

اخبار الهند

رعت جريدة ان سمو امير الافغان قد اعرض عن الحكومة
الانكليزية لا يحدث فيما تحديه الحكومة اليسنويا
واقبل على الملكة الروسية فان صدق الخبر
فمن على وجل من سوء العاقبة

ما جلس على عرش طمارة بوقال امير اطول الاما واغزر
فضلا والترجى العلم من سمو الاميرة الحالية سلطان جمادى
فقد اجازت هباته ساحة الهند وبلغت ريد الحجاز
فتبرعت بوظيفة غير قليلة سنوية على الدائمة الصوق
في مكة المشرفة ووهبت وظائف سنوية
البنات المسلمين في عليكرة والموت الاسلامي العام
والمدسة الاسلامية في ديوبند وانظر اظهر بركاتها

انها منحت كل سنة للعلماء العربيه الشهيرة وظيفه
سنوية قد بلغ ثلثا لاف وخمس مئتي شكر لفضلها
المسلمون في كل اقطار الهند وعقد احتفالا اجلا
لتبرعها وشكر الجواهر واعترفوا لها بالجميله للعلم والادب
لعل القراء على علم بان بعض الشوار الهند قد تم

على الورد متوكل رالهند في مدينة احمد اباد فوقي
شرفه وفرا الحاج من امامه واختفى ولم تقف الشرطة
عليه حتى الان لاعلى عنه ولا اثره وهي شمره عن ساقها
في طلبه واعلنت الحكومة بجائزة ٥٠٠٠ روبية لمن
يخبرها عنه هذا اما امريه العلم والانسانية

ان عقدت حفلات المؤتمر التعليمي الاسلامي العام
في مدينة رانغون قصية بالاديبوا والمحضر السياسي

يدهم ومعاوز نأدهم

عماد الحكومة واساطينها رجال ذوو خبيرة
وعلم وقضال اذا فقدت حكومة هؤلاء الذين بهم
أمرت قواها ووثقت عراها فلم يرض عليها
رجح من الرمن الا وهي على شفا جروت الهلاك
امارة حيد رايا دالدين الاسلامية اوسع
امارات الهند مساحتها اكثرها مالا واجمعها
رجالها وافضلها كبريا واقواها شوكة ولكن هذا
من عجائبها انهم لم تزل تجمع رجالهم صفوة
رجال الهند ونقا وتعمد ثم تعبد هم عن يارها
وتنفيرهم بالاجانية جنوها او ذنب جترة
وقد نفت اخيرا من بلادها حضرة الافاضل
الفخا طر الكرام محمد عزيز مرزا والروائي الشهير
عبد الحليم آفندي وظفر علي خان منشي محجلة
دكن ريويو وما ذلك الا لما اودعت اسيا
في اماراتها من مبادرة الفتك برجالها
ومجلة ثقته بهم هداها الله سوا
السبيل ووقفها للرأي السديد

س

الاسلام في دهل الشيرمدن الهند وقد بلغ في حقته
ندوة العلماء السنوية تعقد فيها وان كان الخبير يوثق
يصحته ولكن نرجو من اهل دهل ذوي سمع من المسلمين
صد الخبر ثم جال يصدقون فيهم الظن وطم عجز الد
يحق للعلوم الثالثة التي تكفلت ندوة العلماء باحيائها
بعد فاتها واعلامها بانه فاضل لو اتمها

الاصلاحات التي اراد ان يكتليز وضعها في الهند اخذ
تخرج من حيز القوة الى عالم الفعل ومنها ناليفت الاعضاء
الوطنيين من المسلمين الهند الوثنين في كل الالة وقد بدأ
الامر بانتخاب خضاكم فداء العمل اعتمام اهل كل الالة
اعضاءها بادائها لينوب عنهم في مجلس الالة فجاز
منهم الاكثرية يعين عضوا في مجلس الالة فجاز
ان اهل الاموال والمترين هم اكثر الذين يشكون انفسهم
للعضوية وذلك ما يجراويل على الامة والبلاد وتكون
مغبية وخيمة تخشى بوادرها

قد اتخذ جلالة ملك الافغان طوايع
للبوسطة عليها صورة مسجد وسما ستلالا
فيها النجوم

قد سافر هذا العام من الهند الى الحجاز
٢١١٥٠ نسمة من المسلمين يقصدون فريضة
الحج وقد خرج في يومئذ مائة نفقة ذات

ابو العلماء المتکبر

ان العلماء الذین نبیوت لھن بآداب اللہ وخذوا
بلبان العلم والفضل فطابت ارومہم وتواصلت
جزئوتمہم ذخرو المجد والرفعة وبثوا الفضل و
المنفعة ماکان شغفہم بالعلوم الا من حیث انھا علوم
لا تسئل تنعم الدنیا ورفاھیتھا وقد ظن شریحہ من
الناس ان العلماء کانوا علی عھد ملوک الاسلام فی
رفعة لا تسأل فی منزلہ الا تروی کان للملوک یعظمون
ویؤثرون ففقدوا التوفیر والاکرام بابا من العلم ونشأ
حزب عظیم من العلماء لما رای الناس عزہم عند الملوک
ومحلہم فی قلوبہم امراء والکولاء وترفعہم بنعماء
الدنیا وتقلبہم فی مصانعہا واذ قد انفرقت ہذا
الزمان واستحالت الحال انغلاق باب العلم اجتد
الارض وقلت عن انبائہا الا ان القراء اذا قرأوا
احوال ابی الحلاء لعلی شملہم یقین ان ہذا ^{فضل} الدنیا
الا وحده الشہید فی اقطار الدنیا کما کان فی
شرف منبع ومحل رفیع علما ودراية فضلاً
ومجداً کان فی حسیص العدم کسباً
ومعاشاً ویسیرہ غور صبر وقناعتہ
وقد الحیاہ شغفہ بالعلوم وغرامہا
الی ان یزجی ایامہ برذاتہ الحال

ابو علماء المعری

وہ علماء جابر اسلام کے نیچے آگے اور علم فضل کے دودھ سے
انگو غذا دی گئی اس لیے انکی اصل پاکیزہ اور بڑے مضبوط ہوئی بزرگی اور
بلندی کو انھوں نے حاصل کیا اور فضل و منفعت کو پھیلایا۔ انھیں عشق علم
کے ساتھ ہی حیثیت سے تھا کہ وہ علوم میں دنیا کی نعمتیں اور کشادگی
میں کر سکیے لیے نہ تھا۔ تو گوئیے ایک گروہ کا خیال ہو کہ علماء سلاطین
اسلام کے زمانہ میں ایک ایسی بلندی پر تھے جس کا مقابلہ نہ ہو سکتا تھا
ایسے مرتبہ پر تھے جو حال نہ ہو سکتا تھا پارشاہ انکی تعظیم و توقیر کرتے
تھے اس عہد از واکرام نے علم کا ایک دروازہ کھول دیا تھا اور چونکہ
لوگوں نے دیکھا کہ پارشاہ علم کی عزت کرتے ہیں امراء و حکام کے
دونوں انکی نگاہ ہو دنیا کی نعمتوں میں بھی انکو گناہش حاصل ہو مٹانے
دنیا میں وہ خوب عزت سبر کرتے ہیں اس لیے علماء کا ایک گروہ عظیم
پیدا ہو گیا۔ اور جب یہ زمانہ گزر گیا حالت بدل گئی علم کا دروازہ بھی بند
ہو گیا اور زمین علم فضل کے پودے اگانے سے خشک ہو گئی مگر
ماظربین جب ابولہ اسلامعی کے حالات پڑھیں گے تو انکو اس امر کا
یقین حاصل ہوگا کہ یہ قابل نیچا نہ اطراف عالم میں مشہور جیسا کہ علم
و فضل و مجد کے اعتبار سے ایک بلند مرتبہ پر تھا اسی طرح پیشہ اور
مناش کے لحاظ سے افلاس کی پستی میں تھا اور اسی کے ساتھ اُسکے
صبر و قناعت کا بھی اندازہ ہو سکتا ہو۔

علوم کے ساتھ اُسکو جو عشق اور شغف تھی اُس نے اس بات
پر مجبور کیا تھا کہ اپنے دن غربت میں بسر کرے اور زمانہ سے

وینداز انھوں میں فرض الزمان فی الشامل العلیہ والنقص
 البھیة الشهیة التي محمد لا ما قانا متروکة مطرقة فی
 العالم العلم ومن الغرائب ان فقد البصر بالاشیا
 عن انھما سر حوائج الذانیة وسیلہ الی زویا الخمول
 لا یتعرض لکثیر من الامور فی قضاء ارب فضلان لا یقدم
 علی المعارض العلیہ الا ان قنایر الخ المسلمین خربا عظیماً
 من الھیمان القو او دونو لو ترکوا بعد حیا عن التضا
 الکبیرة الفخمة فان برق بہ الا بصار وینظر فیما ارباب
 الابصار واحد اقل الحیرة والتعجب لا یتسلط علیہم فی مداعار
 الطویلہ مطالعہ مصفاة کلھا للثروة وفضا متھا۔
 طبع اس کا مطالعہ بھی میر نہیں ہو سکتا۔

ومن اعضاء تلك الجمعية بشار بن برد الشاعر المشهور
 علاء الدین جابر النحوی زلداسی الحافظ ابو عیسیٰ بن یونس الترمذی
 صدیق الشیخ محمد بن مہال المحض زید البصری الفقیہ
 الشافعی ابو العیناء المحض الادیب بکر النحوی ابو جعفر
 ابو الحسن البصری الفقیہ الشافعی هشام النحوی ابو العباس الرازی
 ابو محمد الشافعی سعدان النحوی ولاق النحوی علی القیروانی الشافعی
 المشہور ابو القاسم عمر النحوی محمد بن الیاس بن الھان النحوی
 ابو منصو الشاعر المشہور ابو العلاء النحوی الادیب المشہور

قل ذکر ابن حکمان ترجمہ ابو العلاء فی وقایع الاعیان وادب العرب
 فی مدینة العلوم وکلیہا فضل الذہبی ترجمہ تفصیلاً
 و ذکر مصفاة مفصلاً و قد طبعت الترتیب مع سائل ابو العلاء المعری کے
 ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں اور انھوں نے مدینة العلوم
 میں ابو العلاء کی لائف مختصر ذکر کی ہے اور علامہ ذہبی نے
 اس کے حالات کی تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں تصنیفات
 کو بھی تفصیلاً بیان کیا ہے یہ لائف سائل ابو العلاء معری کے

ساتھ آکسفورڈ ملک انگلستان کے کلارنڈون پریس میں

The Clarendon Press

Oxford

سنت ۱۸۹۸ء میں چھپی ہو

اور ڈی ایس مارگالیتھ صاحب - ایم - اے

D. S. Margoliath

m. A.

فیمبلہ کلارنڈون فی آکسفورڈ بانکس کلا

The Clarendon Press

Oxford

فی سنت ۱۸۹۸ء

وقد ترجمہ فی الانجلیزیتہ السیر مجلیوٹ

D. S. Margoliath

M. A.

نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کر کے اپنی مفید یادداشتوں

کے شائع کیا ہوا ہے ابو العلاء معری کے وہ حالات جو

ہم نے ان کتابوں سے چھپے ہیں یہ ناظرین کرتے ہیں ابو العلاء

احمد بن عبد اللہ التنوخی معری فی ۲۶ ربیع الاول ۳۶۲ھ کو

جمہ کے دن غروب آفتاب کے وقت معروف میں پیدا ہوئے

بلاد شام میں ایک شہر جس کو نعمان بن بشیر انصاری

رضی اللہ عنہ نے اپنا وطن بنالیا تھا اس لیے انکی طرف نسبت

ہو کر معرۃ النعمان کے نام سے مشہور ہوا ۳۶۲ھ میں

مسلمانوں کے ہاتھ سے شکست اہل فرنگ کے قبضہ میں آگیا تھا

۵۲۹ھ میں عماد الدین زنگی نے پھر فتح کر لیا ابو العلاء کا

سلسلہ نسب قبیلۃ تنوخ تک پہنچتا ہے۔

تنوخ اللہ میں کسی جگہ پھر نہ ملے کو کہتے ہیں مگر قبیلۃ تنوخ

ان جن قبائل کا نام ہے جو قدیم زمانہ میں بحرین میں جمع ہوئے

تھے اور ایک دوسرے کی امداد پر عہد و پیمان کیے تھے

وقد نشرہ المتبحر الانکلیزی مع زیادات مفیدۃ

فالان مہدی الی القراء ترجمۃ ابی العلاء المعری النی

اقتطفنا ہا من تلک الکتاب والیما ولد ابو العلاء

احمد بن عبد اللہ التنوخی المعری فی ۲۶ ربیع الاول

سنت ۳۶۲ یم الجمعۃ عند غروب الشمس فی

المعرۃ وہی بلدۃ من بلاد الشام

استوطنہا نعمان بن بشیر الانصاری

رضی اللہ عنہ فاعتزلت الیہ واشتہرت بمعرة النعمان

وقد خرجت من یدی المسلمین وقبض

علیہا الفرخ فی سنت ۴۹۲ ھ فاستعادہا

وفتحہا عماد الدین زنگی فی سنت ۵۲۹ ھ

ویشمل نسب ابی العلاء الی قبیلۃ تنوخ والتنج

فی اللغۃ الاقامۃ وہو اسم لعدۃ قبائل اجتمعوا

قدیم بالبحرین وتھا لغوا علی النصار

واقاموا هنا الحفم فتوخوا وهذه القبيلة احدى القبائل الثلاث التي هي نصارى العرب وهم يهوداء وتنوخ وتغلب

چونکہ انھوں نے اس جگہ قحط کی تھی اس لیے ان کا نام تنوخ رکھ دیا گیا قبیلہ تنوخ ان تین قبائل میں سے ایک قبیلہ کا نام ہے جو نصاریٰ عرب کے نام سے مشہور تھے یعنی یہرا اور تنوخ اور تغلب۔ ابو العلاء تین سال کی عمر میں جب

قد عی ابو العلاء وقد البصر من الجدری حین

کان ابن ثلث سنین - وہ کہا کرتا تھا کہ میں سولہ سال کے دو سال

وکان يقول لا اعرى من الالوان الا الاحمر فی البست ثوباً احمر حین ابتليت بالجدری - رنگ نہیں بچاتا اس لیے کہ جب میں جھپک میں مبتلا ہوا تھا تو مجھے سرخ کپڑا پہنا یا گیا تھا۔

قرأ النحو واللغة علی ابيه عبد الله بن سليمان فی وطنه ثم علی محمد بن عبد الله بن سعد النخعي بحلب واخذ الحديث من یحیی بن مسعر

شعراور لغت اسپناب عبد اللہ بن سلیمان کے پاس ملین پڑھا اسکے بعد محمد بن عبد اللہ بن سعد نخعی کے پاس حلب میں علم حدیث بچائی بن مسعر نخعی سے معروہ بن افضلیا

التنوخی فی المعرة وكان ذا حفظ وافر وضبط نام لایسے ماسمعہ مرۃ ولہ فی حفظہ وضبطہ

ابو العلاء بڑے حافظہ اور کامل ضبط والا تھا حرات ایک مرتبہ سن لیتا تھا اسکو بھولتا تھا اسکے حفظ وضبط کی عجیب عجیب حکایتیں لوگوں میں مشہور ہیں۔

حکایات غریبہ سائرۃ بین الناس

وجه عاش

وجه معاشہ

ماکان ابو العلاء قانعاً بحیثا ذامۃ علیۃ ونفس ابیۃ ما حدثتہ نفس حیثا ان ینال بشعره او علمه شیئاً من الدنیا وثرأ ابل کان معاشہ من وقف کانت غلۃ السنو یتلثین دیناراً کان ینزل نصفها علی وظیفۃ خادمہ والنصف علی نفسه وکان یاکل غذا وریضاً ویلبس من الثیاب

چونکہ ابو العلاء قانع متقل الراہی عالی ہمت آزار طبیعت تھا اس لیے اسکو کبھی اس کا خیال بھی پیدا نہیں ہوا کہ اپنے شعرو علم کے ذریعہ دنیا اور اسکی تو نگری حاصل کرے بلکہ اسکی معاش ایک وقف سے تھی جسکی آمدنی سالانہ تین سو تھی آمدنی نوکر کی تنخواہ پر خرچ کرتا تھا اور آدمی اپنے نفس پر بہت ہی معمولی غذا کھاتا تھا اور اپنی درجہ

ثواباً خشناً فابسط من الزلازل المنعمه والمفاسد
المترقة شيئاً قط سوى المصنير
اور رکھت فرش زمین بچائے۔

ما كانت نفسه متحملة لعم أحد قال
الذهبي لو تكسب بالمشعر والمدح لكان
ينال بذلك دنيا ورياسة لكنه ما اراد
ذلك قط
اُسکی طبیعت کیسے احسان کی تحمل نہیں تھی علامہ ذہبی
کہتے ہیں کہ اگر شعرو مدح کے ذریعہ کما چاہتا تو اس کے سبب ایک
خاصی دنیا اور ریاست پیدا کر لیتا مگر اُس نے کبھی اس کا
ارادہ نہیں کیا۔

وقد عارض في وقفه مرة من جهت صالح بن
مرداس حاكم حلب فخرج من المعرة الى بغداد متظلماً
سنة ۳۹۹ و اقام بها عاماً وسبعة اشهر وقفل الى
المعرة سنة ۴۰۰ و بعلم من وفيات الاعيان ان
قد اتفق له السفر الى بغداد في سنة ۳۹۸
قبل ذلك ايضاً لكنه لم يذکر لمرارة
هذا السفر واما كان سببه وقد قضى باقي عمره
في وطنه و صار مجلس البیت ماساخر الى بلد
ولذا القى نفسه برهن المحبين

شغله العلم

قال الشعر وهو ابن احد عشر سنة وكان ياتيه
جمع كثير من الطلبة ومن اشهر تلامذته
ابو القاسم علي بن محسن النخعي والخطيب
ابوزكريا التبريزي وبعلم من حالاته ان نطاق تلامذته
ابو العلاء نے گیارہ برس کی عمر میں شعر کنا شروع کیا تاکہ
کی جماعت کثیر اُسکے پاس پڑھنے آتی تھی اُسکے مشور
شاگرد ابو القاسم علی بن محسن نخعی اور خطیب ابو زکریا تبریزی
ہیں اُسکے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے شاگردوں کا

لے جس البیت۔ اُس فرش کرتے ہیں جو پیشہ بچے چاروں طرف اور اٹھایا نہ جائے جیسے طاقت وغیرہ

لوسع حسب هواه ولصرف يده لم يستطع
الاتفاق على الفقراء منهم

قال لذهبي ما كان ابو العلاء يستطيع بذل الاموال
على الطلاب وكانت جدته قاصدة عن هذا الامر اهل النور
والغنى كانوا معروفين بالبخل ومظنة الضمانة

فكان يعتذر الى من ياتيه طلبا للعلم ويتاوه
من ذلك ويلحقهم شديدا ومع ذلك فقد وجد

فرصة وانتصر زمانا حسنا للتدريس والتصنيف

فشرح ديوان ابى تمام الطائي وديوان البحتری

ودیوان احمد بن الحسين المتنبی وقد ادى حق

التشريح فبحث عن الاشعار الغريبة ومتكلم

على مازا من شعرهم وما اخذوه من غيرهم

اخذا جیدا او سرقة وما اتوا به فيه من لطيف

صنعة في اخذه وقد نقد عليه حتى

مواضع وتولى الانتصار لهم واول

خطاهم اما كن

وكان ابو العلاء مشغوقا بشعر احمد بن الحسين

المتنبی وكان من معتقديه فلما فرغ من شرح

ديوانه الذي سماه باللامع الغريري في شرح

شعر المتنبی فوصف الناس فقال

كان المتنبی نظرائي بعين الغيب

داخرة زيا دہ وسیع نہیں ہوا جیسا کہ وہ چاہتا تھا اور اپنی
تنگدستی کو جو جسے محتاج طلبہ کو کچھ دے نہیں سکتا تھا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ ابو العلاء کا تخی تو راستہ عادت نہ کرتا تھا کہ
طلبہ پر مال خرچ کرتا اور اسکی مالی حالت اس سے خاص تھی
اور اہل ثروت و توگری نکل میں مشہور تھو۔

اس لیے جو شخص اسکے پاس طلب علم کے لیے آتا تھا اس
سے معذرت کیا کرتا تھا اور اس امر کے باعث اکثر ا کھینچا

کرتا تھا اور سخت غم سکھواتی ہوتا تھا باوجود اسکے اس کو

دس و تصنیف کے اچھے موقع ملے دیوان ابوتام طائی اور

دیوان بحریری اور دیوان احمد بن حسین متنبی کی شرح کی اور

جو حق شرح تھا وہ ادا کر دیا اشعار غریبہ پر بحث کی ہر اور

یہ بات بتائی ہے کہ عمدہ اشعار انکے تمام کلام میں کو کھنچے ہیں

اور انھوں نے دوسرے شعرا سے اخذ یا سرقت کے طور پر

کیا لیا ہر اور اس لینے میں انھوں نے کیا لطیف صنعتیں

کی ہر اور بہت سی جگہ ان پر تنقید کی ہے اور بہت مرتبہ بتایا

بھی کی ہر انکی خطا کی بار بار تاویل کی ہے۔

احمد بن حسین متنبی کے کلام کا عاشق تھا اور اس کے

معتقدین میں تھا جب اسکے دیوان کی شرح سے فارغ ہوا

جسکا نام لامع غریری فی شرح شعر المتنبی رکھا تھا تو لوگوں

نے اسکی شرح کی بہت تعریف کی ابو العلاء نے کہا گویا متنبی

نے غیب کی آنکھ سے میری طرف دیکھا تھا جبکہ وہ اپنے

فی بیتہ الذی یقول ۛ

انا الذی فطر لا عیہ الی ادبی

واسعت کلماتی من بہ صمم

ولہ مکاتبات مع کثیر من العلماء والوزراء و

الامراء وقد ذکرنا ان مکاتبتہ قد طبعت

فی اکسفورد بانکلترا۔

واذا نظر الباقی فی رسالہ عجد کلامہ فیق

المسلک لطیف الماخذ عذب المورج عویص

المصدر علیہ رونق الفصاحة وسماء هالون

الطلاوة وروائھا لا یتبع حوشی الکلام ولا یرد

مورج البشاعة ولا یرسی استہ الکراهة والغریبة

اذا نظرت الی سبک الفاظہ فبوت انه خرچہ من

ید صناع وان فکرت فی تناسق الکلمات مع

اخوانھا وحسن نظمھا ورشاقۃ ترتیبھا وجودة

صیغتها وشدۃ ربطھا فباینھا والتضاق معانیھا

ووعورة مسلکھا وندۃ ہیئتھا وتناسق اجزاء الکلام

بعضا مع بعض لشہد بصیم قلبک خالصہ فوادک

ان کا تبذ وحذافۃ تامۃ ومملکۃ راسخۃ فی الشعر الکناۃ

والانشاء العربیۃ اذ خیرت ماہر بتلک الطرق الوعرة

وقد دفع مرارا الی وعلم المسالک واندفع اطوارا

الی اخطار المہالک فخرج سالما

اس شعر میں کتا ہے۔

میں وہ ہوں کہ اندھے نے بھی میرے ادب کو دیکھ لیا۔

اور میرے کلمات نے ہرے کو سانس بنا دیا۔

بہت سے علماء و وزراء اور امراء کے ساتھ اسکی خط و کتابت

رہی ہم اس کا اوپر ذکر کرتے ہیں کہ اس کے مکاتبات اکسفورڈ

انگلستان میں چھپے ہیں۔

جبکہ پڑھنے والا اس کے مکتوبات کو دیکھے گا تو اسکو معلوم ہوگا

کہ اس کے کلام کا مسلک کتنا باریک ہے اس کا ماخذ کیا لطیف

ہو اس کا گھاٹ شیرین اور اس سے ٹوٹنا دشوار ہو کلام چھٹا

کی ردقی اور آب پائی جاتی ہے تو تازگی کا رنگ نمایاں ہو خوشی

کلمات کے پیچھے نہیں جاتا اور نہ کراہت و غریبت کے راستہ پر

چلتا ہے جب تو اس کے الفاظ کے ڈھلاؤ کو خیال کرے تو تو اقرار

کرے گا کہ وہ ایک کاریگر کے ہاتھ سے نکلے ہیں اگر کلمات کی باہمی

جوڑ نظر کی خوبصورتی ترتیب کی عمدگی گھڑائی کی صفائی آپس کے

ربط کی مضبوطی معانی کے تعلق اور اس مسلک کی دشواری انھی

کیا گیا ہے ہیئت کی غریبت بعض اجزاء کلام کی بعض کے ساتھ

نسبت میں غور کرے تو تو تم دل سے گواہی دیجئے کہ اس کا

لغنے والا شعر و کتابت اور انشاء عربی میں پوری مہارت اور

ملکہ راسخہ رکھتا ہے۔ اور وہ ان دشوار گزار راستوں کا ماہر ہے

ہو اور بہت مرتبہ دشوار راستوں کی طرف ڈھکیا لگایا اور

خطرناک مواقع میں گرا اگر سالم اور کامیاب ہو کر نکلا

مصیبا لامصبا -

ثم انصرف وقد اصب و لم اصب

جَنَعَ البصيرة وقارح الافدام

وقد حلى كلامه باطواق الالبات الرائقة

وبرين الامثلة الواضحة وبالجملات كان

فاخرة باهرة وقوة فاهرة على اتیانہ

كل طريق واختياره من الشعاب الضيقة

ما شاء وتنقل ههنا رسالة من رسائله

اغوذجاللقرء الكرام -

و وكلامه جوابا لابی الحسين محمد

بن سنان لما جاءه كتاب في مركيلة ودمنة

وما تقدم به السلطان اعز الله نصرته

من اختصار امثاله

قد سررت بور وكتابه انواع سرور سررا

لوروده واخر الاستماع وثالثا غرهين وهو

خبر سلامت و عجبت من الفاظه التي ليست

مبسوطة سجع الجاهلية ولا منشورة نثر كلام

العامة بل هي منظومة نظم اللؤلؤ البحرى متصوغة

تضوع نسيم الروض الصحري واما

شوق اسود القلب اليه فشوق اسود

العين الساهرة الى كواه شهب ذلك الازهران

تمصيت زده ہو کر -

اُس نے اپنے کلام کو نادر اشعار کے طوقن اور روشن

شالون کے طوقن سے مزین کیا ہے۔ حال یہ کہ اسکا پس

ہر ایک کامل قدرت اور پوری قوت حامل تھی کہ جس طریقہ پر

چاہے پڑے اور تنگ گھاٹیوں میں سے جسکو چاہے اختیار کرے

اس مقام پر ہر سکا ایک مکتوب ناظرین کے لیے بطور نمونہ

درج کرتے ہیں۔

منجملہ اسکے کلام کے جواب ہر ابو الحسن محمود بن سنان کو جسکے

ابو اعلا کے پاس اُس کا خط کھید و دمنہ کی کتاب کی بابت آیا

تھا اور اسکی نسبت جو سلطان فیہ اعز اللہ نصرہ اس کی

امثال کا خلاصہ کیا تھا۔

مجھے آپکا خط پہنچنے سے چند طریقہ پر خوشی ہوئی ایک

خوشی اُسکے آنکھیں دوسری اُسکے سننے کی تیسری جوانی طوقن

سے زیادہ ہر ایک کی خبر سلاستی کی مجھے اُنکے اُن الفاظ سے

تجربہ ہو جو نہ جاہلیت کی سمجھ پر تھے اور نہ مثل عوام کے

کلام کے منشور تھے بلکہ وہ دیباچی موتی کی طرح ہر دو کے

ہرے تھے اور چہستان کی نسیم سحر کی طرح جھلکتے تھے اور

میرے نقطہ قلب کا شوق اُنکی طرف ایسا ہی جیسے بیدار آنکھ

کا شوق اپنی نیند کی طرف مہر واد اسکے گواہ ہیں اور میں

وانی لاخف المسألة واخف الدعوة واخف
 بترك المكاتبه وانما اخرت الاجابة الى
 هذا الحین عجز اعما الحق علی قال الله سبحانه
 واذ احییتهم بنحیة فختلوا باحسن منها
 اور دوہا ولا اقدر علی احسن منها
 وقال جل اسمه لا یصلک الله نفساً
 الا وسعها ولا ینسب فی هذا القول الی
 النفاق فلو کنت من اہله فی الشیبة
 لوجب علی ترکہ عند اخلاص اللہ و
 احبہ ادام الله قدرتہ مجدی علی ما یحمد
 من القوة والصبر ولست کذاک الا ان
 علت السنن وضعف الجسم وتقارب الخطو
 وساء الخلق وحطت ریحی کانت لی لم تکن
 فجمع ولكن قمت کنت اقصر طعنہا علی
 نفسی واتقوی بہ دون غیرہی فلم یکن لہا
 ضمان ولكن فجع بہا الزمان ولم یبق
 الا ان یخلو مکانہا الہا مر فی صبحہ کما ہ
 المحل الدامر فاما المنفعة بہا فقد
 انقضت وانقضت وان تشد بہا فی
 انطعن اخواتہا مار لفظی من اجل ذلک
 اپنی درخواست کہ بار بار دوہتا ہوں اور دعوت کو پوشیدہ
 کرتا ہوں اور خط کتابت چھوڑنے سے اپنی تخفیف چاہتا ہوں
 ایک جو میں نے جواب نہیں دیا یہ اس لیے کہ میں ادب
 کا وجہ سے عاجز ہوں اور تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ جب تم کوئی
 تحفہ دیے جاؤ تو تم اس سے بہتر تحفہ دو یا اسکو بھیج دو
 اور میں اس سے بہتر برقاہ نہیں اور نیز خدا پاک نے
 فرمایا کہ اس کی نفس کو لکھت نہیں دیتا اگر بقدر اسکی طاقت کہ
 آپ مجھے اس قول میں نفاق کی طرف منسوب نہ کریں اگر میں جواب
 میں اہل نفاق سے ہوتا تو بال سفید ہونے کے وقت تو ضرور اسکا
 چھوڑنا مجھے واجب ہوتا میرا خیال ہو کہ سلطان مدام مد قدرتہ
 کا میری قوت و صبر کی نسبت وہی خیال ہو کہ جس پر وہ مجھے پہلے دیکھ
 چکے ہیں حال تا کہ میں ایسا نہیں ہوں اس وقت میں بڑھ گیا جم
 کمزور ہو گیا قدم قریب قریب پڑنے لگے مزاج تلخ ہو گیا وہ چلی
 بیکار ہو گئی جو میرے لیے آواز نہ کرتی تھی بلکہ راستہ پرستی تھی میں
 اسکی پیالی اپنے ہی لیے خاص رکھتا تھا اور میں ہی اس سے
 قوت حاصل کرتا تھا نہ کوئی غیر اس کا کچھ مادیانہ نہ پڑتا تھا
 لیکن زمانے نے اسکو وہ دہریہ بنایا اور واسے اسکے کہ اسکا آباد
 مکان خالی ہو جائے اور ویران مکان کی شکل ہو جائے اور کچھ
 باقی نہیں رہا لیکن اسکی شفقت ختم ہو چکی اور گدگئی اور اس سب
 سے کہ اسکی دوسری بہنیں سفر میں اسکے مشابہ ہو گئیں بلکہ اس

مشینا وجعلت سین الکلمۃ شینا فلم یفہم
عف سامع ما اقول فاذا قلت العسل مشی الذئب
ظن انی اقول الحشل بالشین المعجۃ ولا اعلم
ان فی کلامہم هذه الکلمۃ واما هذه الرحی
واسترایعہا فی التتابع الی الرحلة کما انشد
ابوزید سعید بن اوس ہ

عجب دار ہو گیا اور سین کی جگہ شین بولنے لگا اس لیے سننے والا
مجھے وہ نہیں سمجھا جو میں کتابوں میں جن میں لفظ عسل کتابوں
جسکے سننے میں بھڑپے کی جال تو سننے والا گمان کرتا ہوا کہ میں شل
شین مجھ سے کتابوں میں مجھے معلوم نہیں کہ زبان عرب میں یہ کلمہ
شکل آیا ہو یہ سچا اور اسکے ساتھ ایک دوسرے کے ہم سفر ہونے
میں ایسے ہیں جیسے ابو زید سعید بن اوس نے کہا ہے۔

یاربۃ العیر ردیہ لوجھتہ
لا تظعن فی قھیجی الحی للظعن

اے حاروش کی مالک تو اسکو پیچھے کو لوٹا ہے۔
تو سفر کرنا کہ قبیلہ کو بھی کوچ کرنے پر آمادہ کرے۔

فان وقع یومًا من الدھر الیہ شیء مما
اہلہ فوجد فیہ السینات شینات
فلیعلم ان ذلک لما ذکرت وان الذی
کتب معہ ولم یفہم وھذا البیت فی اصلاح
المنطق ینشد علی وجھین ہ

اگر زمانہ کے کسی دن میں آپکے پاس میر کوئی خط ہوئے جسے
میں دوسرے کو لکھا ہوں اور اس میں آپ سین کی جگہ شین لکھیں
تو سمجھ لیتا چاہیے کہ اس کو وہی سبب ہو جو میں نے بیان کیا اور یہ
کہ جس نے لکھا اس نے سنا مگر سمجھا نہیں اور یہ شعر اصلاح گفتگو
میں دو طور پر پڑھا جاتا ہے۔

طبیخُ خازِ او طبیخُ آمِہِ
صغیر العظام سئ القسم اصغ

وہ اونٹ جسکو خاز نے بیکار کیا ہو یا پیچک نے۔
چھوٹی ہڈیوں والا برہیت گرسے ہوتے ہوں والا ہوتا ہے۔

وینشد القسمُ القسمُ افتری ہذا من
تغییر لحق الناقل بسقوط فیہ وکتاہ
معدود من برکات السلطان اعز اللہ
نصوہ فاما کتاب کلیلہ ودمتہ فلیس لہ
لنسخۃ عندی ولا تمکن بہ علی ما ذکر

قسم اور قسم دونوں پڑھا جاتا ہے آپ دیکھتے ہیں کہ یہ اس
تغییر کے باعث ہے جو ناقل کو اس کے دانت گرنے کے باعث لاحق
ہوا ہے آپ کا خط منیلہ برکات سلطان کے خدا کی نصرت کو عزت
دے شمار کیا جاتا ہے مگر کتاب کلیلہ ودمتہ کا کوئی نسخہ میرے پاس
نہیں ہے اور نہ میرے علم نے اس پر قدرت پائی مجھے یاد نہیں

اے جسکو خاز نے بیکار کیا ہو یا پیچک نے بیکار کیا ہو

انی استکلت سماعاً فظروا و بدکتا به المعظم
الذی (هکذا) سالت من جاء فی منه بنسخة
ردیة وکلفته ان یقرعها علی فکنت فی ذلک
کما قیل فی المثل عا ط . بغیر انواط و لا یظن
السلطان خلد الله مملکه ان امری یقاس
علی ما اتفق فی رسالة الصّاهل الساج
فان اقباله القاهابغا طری و نغشها فی فمی
و نطق به علی لانی و لا ید من تکلف
استماع الا و اصلان طاعة السلطان
اعز الله نصره فرض علی کل احد
لا یسمی علی مثلی لاشیاء کذیة
ایسرها قول الاعشہ

اذا کان هادی الفتی فی البلاء
حصد رالقنالا طاع الامیرا
وان وقفت والتوفیق منی بعید فافما
ذلک یسر من ابرام و رمیة من غیر ل م

و هذا ازمان الانب والغب و هذا یفسد ان
الذهن اما المخذ فقال بعضهم انه یفسد
فی شهر ما اصلحه البلاء و فی دهر
تک بهلا و نه کی ہو گین اسکو ایک مہینہ میں تباہ کر دیتا ہو

۱۱۳ یہ ایک غریب الشہر ہو ۱۱۴ ہوا اللہ کہ ایک رسالہ جو حکام و املاہ اصحاب و اساج جس میں گھوڑے اور غنچہ کی مناظرہ ہو
انکی طرٹ و شاو جو کہ پین و پنا سنیں گھوڑا ۱۱۵ یعنی جو شخص نیزے کے سایہ میں چلے پاپے وہ امیر کی اطاعت کرے ۱۱

واما العنب فهو يور والبيتين الضاديين اور انگوڑی کی نسبت کو کہ وہ دشمنِ مسلم ہی میں خوشی اُلی طریق کے
الذین قبال الشیخ ابی طرق ابیہ اللہ لیے کھٹ ٹھے انگوڑی کے بارہ میں لکھے گئے ہیں خدا انکے کئے
فی العنب الحامض وحرس اللہ فاعل والے کو محفوظ رکھے۔ جبکہ آپ نے مجھے ان خطابات سے
البيتين فلما خاطبني بتلك الخطابة تاوالت مخاطب فرمایا تو میں نے بھی انکے معنی ظاہر لفظ کے خلاف
لها معنی غیر ظاہر لفظ وجعلت للاجل لیے ہیں اور میں نے لفظ اجل کی جگہ میں اس کے ساتھ موصوف
اذا وصفت به وجوها منها ان اکون کیا گیا چند وجوہ قرار دیے ہیں ایک یہ کہ میں جلیل سے مشابہ ہوں
مشبہا بالجلیل وهو الائم ام ای انی اور جلیل نام کو کہتے ہیں پیٹھ میں اس کی مثل ضعیف ہوں دوسری
ضعیف مثله ومنها ان یکون الاجل فی یہ کہ اجل اصغر کے معنی ہیں ہوا اور انکے اس قول سے ماخوذ ہو
معنی الا صغر من قولهم جعلت لها جن عن عبت الائمین عن الولد یعنی بچہ دینے سے عاجز ہو دوسری
الولد انی صغرت ومنها ان یکون الاجل ما یہ کہ اجل اہل سے مشتق ہو جسے لونڈی کہنا کرتی ہیں اور یہ وجہ
تجمله الامم وهو اشبه الوجوه قال الراجزی زیادہ مناسب ہو رہا جو کہتا ہے۔
والله ما ادری وان كنت اجل خدا کی قسم میں نہیں جانتا اگرچہ میں دیکھتا ہوں۔
امن بعد جلتی ام من رجل کہ میرا جلد جس سے میں موصوف ہوں آیا اونٹ کا جلد پر لکھ کر
وانا اعلم انه ما اراد بها الا غیر هذا ولکن قال میں جانتا ہوں کہ آپ نے جو کچھ ارادہ کیا ہو وہ اسکے سوا
بالظن الحسن وقلت بالیقین الثابت ہی لیکن آپ نے حسن ظن سے کہا ہے اور میں یقیناً ثابت کے
وكلانا ان شاء الله محمود في ما صنع ولفظ ساتھ کتا ہوں اور ہم دونوں انشاء اللہ اپنے اپنے کام اور لفظ
واشغاله مودية الى احب ردائهم وشکر میں مجموعہ میں آپ کا اشتغال دائمی اجر اور ایسے شکر کی طرف لگا

نام ایک گھاس ہوتی ہے جو ضعف میں ضرب اشل ہے عرب اسکو اپنے غیور کے آس پاس لگاتے ہیں کہ روم کے لیے مثل میں بولا جاتا ہے
ہو علیٰ طعن الشام یعنی سہل پھسل ہے اس کا جن اس مادہ کو کہتے ہیں جو قبل بلوغ کے جلع کیجائے یا لو کی جلی صغریٰ میں شادی
ہو جائے یعنی قابلیت نہ رکھتی ہو اس کا بھی جن کو کہتے ہیں اس کا معنی چکر اونٹ کی بھی صفت آتی ہے جو ان اونٹ کو کہتے
ہیں اور انسان کی بھی قوم چکر بولا جاتا ہے یعنی معزز و شریف الخیر سے کس کے ساتھ موصوف ہوں ۱۱

یجرى بحرف الخلود ان كان المرء
ليس بخالد قال الشاعر
واسے ہیں جو ہمیشگی کے قائم مقام ہیں اگرچہ انسان ہمیشہ نریگا
ایک شاعر کہتا ہے۔

فاذا وصلتم ارضكم فخذوا
ومن الحديث متالف وخلود
جب تم اپنی زمین میں پہنچو تو وہاں جا کر بات چیت کرو
کیونکہ بعض باتیں ملت ہو جاتی ہیں اور بعض باقی رہتی ہیں

وانا اهدي الى صوالى الشيخ السادة انسان
ضوء الله لا يام بد وام عز هو سلاما قربا
میں اپنے احباب آل انسان کے بزرگ سرداروں کی خدمت
میں (ضلائکی عزت کے دوام سے زمانہ کو روشن رکھے) ایسا سلام

على ترتيب الاسنان بطر اطراد القاة
ويكون مثله كمثل الماء يغاض على اصل
ہر یکر ناموں جو دانتوں کی ترتیب پر مرتب ہو اور نیز کی چھڑکی
پور کی طرح پے در پے ہو اور اسکی شکل ایسی ہو جیسے پانی کی نل

الشجرة فيعظم جناها وينال اعلاها كما
ينال ادحاها وحسبى الله - انعمت
جودخت کی چڑچڑ بہایا جائے اُسکے میوہ کو بڑھائے اور نیچے
سے اوپر تک سیراب کر دے اور مجھے خدا کافی ہے۔ ختم ہوا

ولما خرج من المعرة بعد فخرج من راسه لا بد ائنة
فاتفق له في طرابلس خول مكتبة عظيمة من الكتب
ابوالخدا جب ابتدائی تعلیم پاتل کر کے معرہ سے نکلا تو اُسکو
طرابلس میں ایک عظیم الشان کتب خانہ میں جانیکا اتفاق ہو گیا

الموقوفة فتمتع بها قال ابو العلاء لزمت كني
منذ سنة اربع مائة واجتهدت ان اتوفى
وقت تھیں اور اُسے خانہ چل کیا وہ کہتا ہے کہ سنہ ۴۰۰ سے
میں نے خانہ نشینی اختیار کی اور اس بات کی کوشش کی کہ خدا کی

على تسليم الله وتحميده الا ان اضطر الى غير ذلك
فاملت اشياء تولى نسخها الشيخ ابو الحسن على
تسبیح اللہ و تحمیدہ الا ان اضطر الى غير ذلك
اس لیے کہ پشایار میں نے لکھا میں جب کاوش شیخ ابوالحسن علی بن عبد اللہ

بن عبد الله بن ابي هاشم احسن الله توفيقه
الزمنى بذلك حقوقا لانه افضى زمانه
بن ابی ہاشم احسن اللہ توفیقہ
اُنھوں نے بہت حقوق مجھ پر واجب کر دیے کیونکہ انھوں نے اپنا

ولم ياخذ حتما صنع ثمتا
وتصانيف في ضروري مختلف من العلوم قد اورد
کی ایک فہرست دی ہو اُسے ہم بیان نقل کرتے ہیں۔
اُسکی تصانیف مختلف مضامین میں ہیں وہی نے اُسکی تصانیف

الذهبي فحسبها تصانيفه فنقل ههنا -

| نمبر | اسماء مصنفات | عدد كراريسه |
|------|---|----------------|
| ١ | الفصول والغايات في محاذرة السهر والآيات | ١٠٠ |
| ٢ | الساون - انتشار في ذكر غريب هذا الكتاب | ٢٠ |
| ٣ | اقلية الغايات - في اللغة | ١٠ |
| ٤ | الايك والفصول - المعرود بالهزة والردن في مائة اجزاء | ١٢٠٠ |
| ٥ | تختلف الفصول | ٣٠٠ |
| ٦ | تاج المحررة - في غطات النساء | ٣٠٠ |
| ٧ | الخطب | ٣٠ |
| ٨ | خطب الخيل | ١٠ |
| ٩ | خطبة الفصح | ١٥ |
| ١٠ | رسيل الراموز | ٣٠ |
| ١١ | لزوم ماليلزم - في خمسة اجزاء | ١٢٠ |
| ١٢ | زجر الناج | ٣٠ |
| ١٣ | سكر الزجر | ١٠ |
| ١٤ | ردية اللزوم - شرح كتاب لزوم ماليلزم | ١٠٠ |
| ١٥ | ملق السبيل | ٢٠ |
| ١٦ | حاسة الراح - في ذم النمر | ١٠ |
| ١٧ | مواظ | ١٥ |
| ١٨ | فقه الواظ | ٢٠ |
| ١٩ | التحليل والتخلي | ٣٠ |
| ٢٠ | سبح انكاسم | ٢٠ |
| ٢١ | جامع الاوزان والقوافي | ٢٠ |
| ٢٢ | غريب ما في جامع الاوزان | ٢٠ |
| ٢٣ | سقط الزند - ديوان الذي فيه اكثر من ثلثة آلاف بيت نظم في اول العمر | ٣٠ |
| ٢٤ | رسالة الصايل والسايج - يتكلم فيه على لسان فرسي وبغل | ٢٠ |
| ٢٥ | القائف على معنى كليله ودمته | ٢٠ |
| ٢٦ | منار القائف - تفسير ما في القائف من اللغة والغريب | ١٠ |
| ٢٧ | السبح السلطاني في محاطبات الملوك والنفاد | ٢٠ |
| ٢٨ | سبح الفقيه | ٣٠ |

| نمبر | اسماء مصنفاتہ | عدد کوازیہ |
|---|---|------------|
| ۲۹ | سبح الضمیرین | ۱۵ |
| ۳۰ | رسالۃ المونۃ | |
| ۳۱ | ذکر صریح حبیب - تفسیر شعر ابی تمام | ۶۰ |
| ۳۲ | عبث الولید - یحصل بشعر الجعتری | |
| ۳۳ | الریاض شمس | ۳۰ |
| ۳۴ | تطیق الخلس | |
| ۳۵ | امعان الصدیق | |
| ۳۶ | قاضی الحق | |
| ۳۷ | استغیر النافخ فی النور | ۵ |
| ۳۸ | المختصر الفقی | |
| ۳۹ | الاسماع الغریزی فی شرح شعر التنبی المعروف بحجر احمد | ۱۲۰ |
| ۴۰ | استغفر واستغفری منظوم فی الزہد | ۱۰۰۰ بیت |
| ۴۱ | دیوان الرسائل | ۹۰۰ |
| ۴۲ | غادۃ الرسائل | |
| ۴۳ | مناقب علی رضی اللہ عنہ | |
| ۴۴ | العصفورین | |
| ۴۵ | السموات الشہر | |
| ۴۶ | عون الجہل | |
| ۴۷ | شدن السیف | ۲۰ |
| ۴۸ | شرح بعض سیویہ | ۵۰ |
| ۴۹ | الامانی | ۱۰۰ |
| <p>مذا ما ذکرہ الذہبی ناقلًا عن القفطی وقد ذکر ان اکثر کتب الامام غلامتہ فی غنائہ وانما وجدنا ما خیرہ عن المعرق قبل حجم الکفار علیہا وقتل اہلہا و ذکر ان خلکان فی الوفیات ان لہ شرحًا لدیوانہ سقط الزند سماؤ بعضہ السقط و ذکر ایضا</p> | | |
| <p>یہ وہ ہی جو ذہبی نے بروایت قفطی ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ ابو العلاء کی اکثر کتب میں معدوم ہو گئیں صرف وہ تھو گئیں جو معرہ سے قبل جو کفار و اہل معرہ کے قتل کے کل کی تھیں ابن خلکان نے دفیات الاعیان میں ذکر کیا ہے کہ اس نے اپنے دیوان سقط الزند کی ایک شرح بھی لکھی ہے جس کا نام منور السقط رکھا ہے اور نیز ذکر کیا ہے</p> | | |

انہ کی لی من وقف علی المجملہ الاول بعد المائۃ کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس کو اس کی کتاب البخرۃ والورد
من کتاب البخرۃ والورد ای الایک والغصون یعنی الایک والغصون کی ایک سو اکیسین جلد بر وقتیت ہوئی
وقد ذکر الذہبی بعض تصانیفہ فی اوائل المترجمۃ تھی اور ذہبی نے اس کی بعض تصانیف کا لائف کی ابتدا
لعمیات بہا فی الفہرس وقد ذکر الصفدی میں ذکر کیا ہو اور فرست میں اس کو نہیں لایا اور صفدی نے
بعض ما ترکہ الذہبی فرسمن قائمۃ اخری بعض وہ کتاب میں ذکر کی ہیں جکو ذہبی نے بالکل چھوڑ دیا
لما بقی من تصانیفہ ہو اس لیے ہم نے اس کی باقی تصانیف کی ایک سری فرست کی

عد ذکر اریسہ

نمبر الكتاب

- ۱ رسالۃ الفقران
- ۲ رسالۃ الملائکۃ
- ۳ تفسیر الآری
- ۴ تفسیر شواہد الجہرۃ
- ۵ محبہ الانصار فی القوافی
- ۶ دعا ساعۃ
- ۷ النفل الطاہری
- ۸ صور الخط
- ۹ دعا والایام السبۃ
- ۱۰ رسالۃ علی لسان ملک الموت
- ۱۱ تفسیر المعصرۃ غو ظم السور
- ۱۲ غفات السور
- ۱۳ الرسالۃ الخلیۃ
- ۱۴ شفا لالنظم

شرح ما فی سقط الزند

ثلاثۃ اجزاء ولم یتم

وستاتی علی بقیۃ اخبارہ فی الحد دالاتی

السید علی الزینی

لہ ترجمہ انگریزی و سائل اور انشاء المعری مانا کالج لیت صاحب مطبوعہ آکسفورڈ طبعہ ۱۳۰۰ھ

حدائق اللغز محاکات الاصول

و سندبذ اللغز العربیة وفتحها

| | |
|--|---|
| <p>تمام لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہو کہ زبان ہی معشوہ ہر جسکی وجہ سے ایک قوم دوسری قوم سے علحدہ اور ممتاز ہو گئی اور اپنی شاخ سے جدا ہو گئی، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اسی زبان کی وجہ سے اہل بویہ کیونکر آپس میں الگ ہیں باوجودیکہ انکی وضع نہ اس غور و نوش ایک ہر اور مذہبی حیثیت سے وہ ایک ہی نڑی میں پر پڑے ہیں، کیا تم نے نہیں جانتے کہ اسی زبان کے لیے کتنے فتنے ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان برپا ہو چکے ہم انکی سرزمین میں آئے ہیں اور انکے حصے میں اترے ہیں حالانکہ وہ ہماری ہی سلطنت کے سایہ میں پیدا ہوئے ہیں اور ہمارے ہی ابا و اجداد کی آغوش میں بڑے ہوئے ہیں، لیکن یہی حیرت جو اپنی زبان کو حلون سے بچاتے وقت پیدا ہوئی، اس سے پہلے حکما اور فلاسفہ کو اُنسے زبان کے اسباب پیدائش کی تحقیق اور اسکے اصول و فروع کے منضبط کرنے اور زبان کے باہمی شے اور تعلق کے پہچانے پر آمادہ کیا تو انھوں نے پایا کہ یہ زبان آپس میں ہم جنس اور ہم ماخذ ہیں اور ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں کیونکہ زبان کی بنیاد حقیقت آواز میں ہیں جو سنی جاتی ہیں یعنی گرجے گا رنگنا، گھوڑے کا ہنہنا، شیر کا گونجا، چکی کا گھرجنا، بجلی کا گرجنا</p> | <p>قد اطبق الناس قاطبة علی ان اللغة واللہان هو التي ما انقطعت بها الامم عن الاخرى - وامتازت عن غیرها - وانفردت عن صنوها، اولم تر کیف تفرقت كلمة الاورباوين بما مع الاتحاد ازبااء هم وملا بسهم، وما كلمهم ومشاربهم وانهم اطهم فی سلك واحد من حیث الدیانتا ولم تعلم کهن فتنه عمیاء اثیرت لاجلها سینا و بین اخواننا المنوح منذ حللنا بارضهم ونزلنا بساحتهم مع انهم نشأوا فی ظلال دولتنا وترعرعوا فی حجور اباائنا، ولکن هذا الهمیة التي اخذتنا عند الذبح عن حماها - حملت افلا سفة والحکماء قبل علی الکشف عن اسباب بداء نشاءتها وضبط اصولها وفروعها، ومعرفة انسابها وقبائلها فوجدوها متجانسة، متشابهة، اخنة بعضها بقاب بعض، لان اصل اللغات ملاکان هذه الاصوات المستقی من شجر الخاروص هیل القرء فذلک الاسد وججعة الحی وحنین الرعد وخریر الماء</p> |
|--|---|

وهت الحام وغيرهما من التي تعم كافة الناس واما
 الخلق وقع الحافر على الحافر واجمعوا على ان
 اللغات اهلها ولد بناها فوقعوا بين اهلها وقرروا
 وما ينبغي له من القيتا على انك اذا فحمت في
 شئ يخرج من فمك صوتا بعد عنه بالفارسية باليف
 وبالاردو يته باليهونك ، فانظر كيف توافقت
 هذه الالفاظ ، وكيف حاكيت عنه ، وكذلك
 ان فتشت عن الالفاظ التي تدل على الدق
 والشق - والرتق ، والفتق عند كل طائفة من
 الناس لا تجد في لغاتهم بينها كبير فرق
 فتحقق ان ما من قوم نطق بغيره الا اخذ
 حظه من هذه الاصوات في وضع لغته
 فالناس فيها رضيع لبان ، وشراب عنان
 ليس لاحد منة على الاخرى من حيث اصل
 الوضع والمحاكاة عن الاصوات :
 ولكن اللغة التي توفرت عند اهلها استبا
 حدوثها من هذه الاصوات هي العربية فلغا
 لها اوسع نطاقا واطول باعا - وارح صدر
 من اخواتها - والحق ان هذه الامة
 البادية مزينة في هذا الشأن لا تشوق غيرها الامة
 من الالام القديمة - فانها منذ خلقت سمعت
 وغيره ان حيزون من سے جو تمام انسان اور مخلوقات کو عام
 کو اس پر اتفاق عام ہو گیا اور تسلیم کر لیا کہ زبان کی ماؤں سے
 بیٹیاں پیدا ہوئی ہیں اسکے بعد انھوں نے زبان کے اصول
 و فروع میں مطابقت ہی جو میں نے پہلے بتایا وہ اس کے اور ظاہر
 ہو جائیگا کہ جب تم چھو کو تو تمھارے مونہ سے ایک آواز پیدا ہوگی
 جسکی تعبیر فارسی میں پھٹ اور اردو میں پھونک سے کرتے ہو
 دیکھو یہ الفاظ کیسے ایک دوسرے کے مطابق ہیں اور جسے
 کیونکر بولنے میں اکی نقل کی اسی طرح اگر تم ان الفاظ کی تحقیق کرو
 جو ٹھوکنے ، پھاڑنے ، پانہ مٹنے ، کھولنے پر ہر قوم کی زبان میں
 ہیں تو ان میں بڑا فرق نہ پاؤ گے اس سے ثابت ہوا کہ کوئی
 بولنے والی قوم ایسی نہیں ہو جسے اپنا حصہ ان طبعی آوازوں
 اپنی زبان کے بنانے میں نہ لیا ہو پس تمام لوگ اس میں
 ایک ہی روح کے پینے والے ہیں اور باہم
 شریک ہیں - ایک کو دوسرے پر بحیثیت الیف زبان
 و نقل آواز کوئی فوقیت نہیں ہو -
 لیکن وہ زبان جسکے بولنے والے کے پاس ان
 آوازوں کا پورا پورا پیدا ہونے کے اسباب بہت ہیں وہ عربی زبان
 ہو کیونکہ وہ ان آوازوں کے لیے اپنی ہنوں کے اعتبار سے
 نہایت کشادہ ہو ، اور سچ یہ ہو کہ اس بادیہ نشین قوم کے لیے
 اس بارہ میں ایسی فضیلت ہو جس کی گردنک
 کوئی قدیم قوم نہیں پہنچ سکتی اس لیے کہ جب وہ پیدا ہوئی

الاصوات احداث من توهج الرياح وقاع الرياح
 ومقارعة السيوف، وتصادم الحجارة وغير هاشم
 لمكانت معظم هذه الاصوات عائدة - محببة - كثر
 عندهم الجزل من الالفاظ كما يظهر من تتبع
 اشعار الجاهلین - وقواعد القرآن في ذكر وقائع
 الحشر النشر وانسلاال الموتى من اجد اشهد
 ومما تقر به في موضعه ان تكثر المباني يدل على
 كثرة المعاني فهو من متفرعات هذا الاصل
 فان تكرر الاصوات الحادثة من الاحتكاك
 وتصادم يدل على الاحتكاك والمباغلة كما يظهر
 من الرجوع الى الوجدان الصحيح والذوق السليم -
 وكذلك الترادف الابدال والتضام والادغام
 واختلاف الابدان في خواصها من ثمرات لان الاصوات
 الغنيمة الخشنة اذا تكررت على الاسماع - التبت
 عليها - واختلطت بعضها ببعض - فختلف الناس
 في محكاها - فجاءت طائف من الالفاظ مقاربة
 متجانسة - اما الالفاظ الرقيقة الرائقة المتسلسلة التي
 اذا اخذت مكانها من النسيب الغزل الملاطفة
 ولا اعتذار او جرت على لسان خطيب مصقع
 او شاعر مقلق تخيل المباح كالماء براق جمان او خط
 بل لوتها - وغرائفها اولين جوانبها - فمعظمها
 اس نے ان آوازوں کے سوا جو آدمی اٹھنے بیڑوں اور
 گھاروں کے جھنجھانے اور پتھروں کے ٹکڑنے وغیرہ پیدا
 ہوتی ہیں کوئی دوسری آواز نہیں بنی اور پھر جو کہ ان آوازوں کا
 بڑا حصہ پر خوف اور ہتیا کہ تھا ایسے اُنکے پاس سخت اور کثرت الفاظ
 بہت ہیں جیسا کہ تلو جالی شعر کے اشعار اور شعر و شعر اور مرود کے
 قبر سے نکلنے کے ذکر میں تکرار مجید کی آیتوں کی تتبع سے ظاہر ہوگا
 اور جو چیزیں کہ اپنی جگہ پر ثابت ہو چکی ہیں کہ حروف کی زیادتی
 معنی کی زیادتی پر مال ہو تو وہ بھی اس جہ کی شاخوں میں سے ہے
 ایسے کہ ان آوازوں کا جو گڑ یا ٹھوکر سے پیدا ہوتی ہیں بار بار
 ہزار بار اور بالغہ پر مال ہو جیسا کہ وہاں صحیح اور ذوق
 سلیم کی طوت رجوع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے اور اسی طرح تکرار
 ابدال، تضام، ادغام، اختلاط، الباب، اور خاصیت ابدال
 بھی ایسا شمر ہوا ایسے کہ سخت و درشت آوازیں کان میں با بار گزرتی
 ہیں تو غلط ہو کر آپس میں مل جاتی ہیں ایسے لوگ اس کی نقل میں
 فحاش ہوتے اور ٹھوکرے الفاظ ایسے پیدا ہوتے جو آپس میں تقارب
 متشابہ، ہم جنس تھے، لیکن وہ الفاظ جو نرم، خوشگوار
 روان، جوانی جگہ پر غزل یا محبت اور عندر یہ کلام میں
 آجاتے ہیں یا کسی صحیح مقرر یا شاعر کی زبان پر
 گزر جاتے ہیں تو تم کو شبہ ہوگا کہ وہ بوجہ نرمی اور
 کثرت آداب و تاب کے چمک دار ہوتی ہیں یا بان
 کی شاخیں ہیں تو اس قسم کے اکثر وہ الفاظ نہیں جو

مستخدم من حیاتی اصوات خری الماء۔ و دیب الفل تنفس
 الصبح وغیرہ۔ لظہور انار الرخاوة واللین علیہا ولما
 کانت العربیة عند الاصوات بکرة وعشیا۔ لکون
 بعضهم من سكان شواطئ البحر و نعات الجبال غلبت
 علی طاقم الفاعل من انار اطلاقه، والنضارة
 بحیث یترشح الماء منها، وبالجملة اللغة العربیة
 التي اخذت حظها من کلا القسمین من الالفاظ
 الرقیقة والنجلة۔ واستوفتها ففانت اقرانها
 والقطعت عن اترابها ولدانها۔ فیا نصف افعی
 الذین شنوا علیہا الفاروق ونزلوا لسانها
 صلبین مستلین۔ فاستباحوا حاماها۔
 ودخلوا حریمها، وهدموا اركانها وسعوا فی
 خرابها۔ ویا اسفا علی الذین یدعون انهم
 یحکمون عرشها۔ ویحکون حقیقتها، ویسندون
 ثغورها ثم لا یشعرون عن ساقول یجد لسلطانها
 واقامة سوقها۔ واعلاء کلمتها۔ فالهند
 التي کانت من احدى دول العرب
 والاسلام لا تغدر بها حتی تنسی لغتها
 وتقبلها من دیارها وحماتها عد ذرات
 الرسل من المسلمین،

جو بیٹے کے چلنے صبح کی منساہٹ وغیرہ سے پیدا
 ہیں اس وجہ سے کہ ان پر نرمی کے آثار نظر نہیں
 اور جبکہ عرب ان آوازوں کو صبح و خام سنتے ہیں
 کیونکہ انہیں کے بعض دریا کے سوا حل پہاڑوں کی
 گھاٹیوں میں رہتے ہیں تو ان کے الفاظ کے ایک حصہ
 پر نرمی، خوشگوارگی اور لطافت کا اثر غالب ہو کر اس
 سے پانی پینے والے اور حامل یہ ہر عربی زبان و زبان
 پر جس نے الفاظ کے نرم و سخت دونوں قسم سے پورا
 حصہ لیا اور وہ اپنے ہمنوں سے بڑھ گئی اور ہمنوں کے
 سبقت لی گئی پس افسوس جو ان لوگوں پر جو اس پر چلے
 کرتے ہیں اور اس کی زمین میں سلاجوش ہو کر اترتے ہیں
 اور اس کی بے حرمتی کرتے ہیں اور اس کی دیوار و ستون کو
 منہدم کرتے ہیں اور اس کی خرابی میں کوشش کرتے ہیں
 اور اسے افسوس ان لوگوں پر جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ
 اس کا سخت اٹھاتے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے ہیں لیکن
 پھر بھی اس کی صلاح اور اس کی گرم بازاری اور ترقی میں
 کوشش نہیں کرتے ہیں ایسے کہ وہ ہندوستان جو عرب اور اسلام
 کا ایک ملک تھا وہ اس قدر ان دونوں کے ساتھ یو فانی
 نہ ہو گا کہ ان کی زبان بھول جائے اور اس کو اپنے ملک سے جلا وطن
 کر دے اور اس کے مدکار رنگ کے برابر مسلمان ہیں،

عبد السلام

احد الطیبة المتبحرین دارالعلوم لندہ والعلما

القطب الشمالي

ان مسائلہ کشف القطب الشمالي من اہم المسائل
التي استلفت انظار العالم العلمي اليها وقد لجال
كثير اصحاب الصحافة يراعهم فہذا المصارو بحثوا
عن جد الخ قع بين كوك وبيري

والناس في شأن هذين الرجلين بين مصدق
ومكذب فينہم من يصدق قول بيري يكذب كوك ومنہم
من يصدق قول كوك ويكذب بيري

وقد نشرت الجرائد والمجلات احوال
رحلتها وما لقيت في السفر اثناء اكتشافه
من الكد والعناء

فنحن نغدي الى القراء اولاً ما جاء في الجرائد
من نفاذ رحلتها وادتيادها الطريق الى القطب
ثم نذكر ما وقع من ميل الناس الى التصديق
او التكديب

ان كابتن بيري ومهندس اميرك في لشغف
بالطبيعه ولا سيما طبيعه الارض وشكلها
وحركاتها فوجہ فكره الى مسألة القطب الشمالي
واكتشاه لتحقيق القضايا الطبيعه المتعلقه
به فانبا المجمع العلميه في اميركا انه قادر
على حل هذه المشكله اذا اعانتہ

قطب شمالی

قطب شمالی کی دریافت کا مسئلہ ان اہم مسائل میں سے ہے جنہوں
نے علمی دنیا کی نگاہ اپنی طرف متوجہ کر لی ہے اور اخبارات میں بھی
بہت کچھ خاموشی سے سیر کی گئی ہے اور اس تنازع کی نسبت
جو کچھ بیری میں واقع ہوا ہے بحث ہوئی ہے

دنیا کے لوگ ان دونوں کے باب میں دو قسم میں بعض
کو بیری کو سچا اور کوک کو جھوٹا بتاتے ہیں اور بعض کوک کو
سچا اور بیری کو جھوٹا بتاتے ہیں

اخباروں میں اور سالوں میں ان دونوں کے سفر کے
حالات اور جو کچھ انہوں نے اس دریافت میں رنج
ومصائب اٹھائے ہیں شائع ہوئے ہیں

ہم پہلے اپنے ناظرین کے سامنے جو کچھ اخبار و غیر ان کے
سفر اور قطب کا راستہ تلاش کر چکا ذکر کیا گیا ہے پیش کرتے ہیں
پھر یہ بتائینگے کہ لوگوں کا میلان تصدیق یا تکذیب کے بارہ
میں کسکی طرف ہے

کپتان بیری امریکہ کا ایک ریاضی دان ہے جس کو
طبیعیات خصوصاً زمین کی طبیعت اور اسکی شکل و صورت
سے ایک خاص دلچسپی ہے اس نے اپنی فکر کو قطب شمالی
اور اسکی دریافت کی طرف ان طبیعی احکام کی تحقیق کے لیے
جو اس سے متعلق ہیں متوجہ کیا اور امریکہ کی علمی مجالس کو
مطلع کیا کہ میں اس مشکل مسئلہ کو حل کر سکتا ہوں بشرطیکہ

| | |
|--|--|
| فی تجدید ما یازم للسفر الى تلك الاصقاع فشکلت | معلوم ان اطراف کے سفر کے ضروری مسلمان ہمارے دین میں اس سفر |
| لجنة لهذا الغرض اصطنعت سفینة بخارية خالصة لاسفار | کے لیے ایک کمیشن بنائی گئی جس نے ایک دفاعی کشتی خاص اس سفر کے |
| اسمها (النسر) بکثرت نظارة البحرية الاميركانية | لیے جب کا نام (نسر) تھا وزارت بحریہ کی امداد سے تیار کی |
| فکسب فینته سنة ۱۸۸۶ و هو لم يتجاوز الرابعة | پیری ۱۸۸۶ء میں اپنی کشتی میں سوار ہوا جبکہ اسکی عمر چوبیس |
| والعشرین من عمره واخذ يرثا الاصلح المجددة ثم عاد | سال سے زائد نہ تھی اور نجد اطراف کی تلاش شروع کی پھر ایک مرتبہ |
| ورحل اليها ثانية بعد خمس سنوات سنة ۱۸۹۱ | لوکلر یا پنج برس کے بعد ۱۸۹۱ء میں (شیمپکرٹ) پر سوار ہو کر دوبارہ |
| على الباخرة (کایت) وقد صمم ان يجعل وجهه | سفر کیا اور اسکی مرتبہ یہ قصد کر لیا کہ اپنا رخ بالکل قطب کی طرف کرے |
| القطب ايساراً واخذ معه امرأة وكانت عورتاً | اور اپنے ساتھ اپنی بیوی کو بھی لایا جو اسکی تقویت ارادہ اور اسکی |
| كبيرة في تقوية عزمته وتجديد امانه بجملتها | نئے کرنے میں بہت اپنی حکمت و شجاعت کے کافی مددگار تھی۔ |
| وشجاعتها۔ وبعد تقلبات شتى کسر احدى | اور بہت سے آٹ پھیر کے بعد پیری کی ایک رات بھی لوٹ گئی |
| فخذ به وقاسى بسبب ذلك عذاباً عظيماً لاحت | جسکے سبب اس نے سخت اذیت اٹھائی غایت یہ کہ ۱۸۹۲ء |
| وصل سنة ۱۸۹۲ الى الدرجة ۸۲ واكتشف محلاً | ۸۲ درجہ تک پہنچا اور ایک مقام معلوم کیا جس کا نام |
| اسمه ملفيل بعد الاميرک واخذ في اعداد بعثة ثالثة | مفیل ہو اور امریکہ کو لوٹ آیا اور پھر تیسری مرتبہ (شیمپکرٹ) کو |
| على الباخرة (فلکون) فافترع امرأته في ۲۳ | پیرفر کی تیسری شروع کی اور اپنی بیوی کے ساتھ ۲۳ جون |
| يونيو سنة ۱۸۹۳ وهي حامل فوضعت بنتاً في | ۱۸۹۳ء کو سفر کیا جبکہ وہ حاملہ تھی بلو غزنی گرین لینڈ |
| ۱۲ سبتمبر على شواطئ غرينالاند الغربية في | کے کنارہ ۷۷ درجہ کے مقام پر ۱۲ سبتمبر کو اس کے |
| درجة ۷۷ من العرض الشمالي = | لوٹ کی بھیجی ہوئی = |
| وواصل پیری السعي والطمح من سنة ۱۸۹۶ | پیری نے ۱۸۹۶ء سے ۱۸۹۷ء تک اپنی کوشش بہت |
| الى ۱۹۰۲ فبلغ الى الدرجة ۷۷ من ذلك | کو برابر جاری رکھا نتیجہ یہ ہوا کہ عرض میں ۸۷ درجہ ۷۷ |
| العرض - وفي سنة ۱۹۰۶ اکتشف طريقه الى القطب | تک پہنچا اور ۱۹۰۶ء میں قطب کی طرف جانیکا ایک راستہ دریافت کیا |
| معلوم رہے کہ خط استوا سے عین نقطہ قطب تک عرض کے اعتبار سے ۹۰ درجہ شمار کیے جاتے ہیں ۱۲ | |

خبر علی الباقی (روز فلت) مع ۲۱ ماسکیمو کان
 تلك الاصقاع في طريق تجنب بها جاري الجليل
 فوصل في افريل سنة ۱۹۰۷ الى عرض ۸۷°
 واخر في ۱۵ افريل سنة ۱۹۰۸ وصل الى درجة
 ۹۰° وهو القطب الشمالي ورفع عليه العلم
 وقد فرح بذلك فرعا عظيم لكن لم يكدهم
 الى العالم المتمدن ليشترك بهذا الاكتشاف حتى قرأ
 ان الدكتور كوك ارسل تلغرافاً من غرينلانده
 في اول سبتمبر الماضي سنة ۱۹۰۹ عن طريق
 الدمارك ان اكتشاف القطب في ۲۱ افريل من
 السنة الماضية ۱۹۰۸ فانكروبيري عليه ذلك
 واخذت الجرائد تبحث في تناقض لا تزال
 جاري هي اور رينجلي،

اما الدكتور كوك فولد في ولاية نيويورك
 سنة ۱۸۶۵ من والدين المانيين رحلا
 الى الولايات المتحدة في اواسط القرن
 الماضي - وتلقب اسرته في المانيا بكونج
 الى هذا اليوم وتوفي والده وهو صغير السن
 فاعتنت والدته بتعليمه فدخل المدرسة
 الابتدائية في بروكلن ثم درس الطب في جامعة
 نيويورك ونال شهادته سنة ۱۸۹۰ - وقسراً
 سنة ۱۸۹۱ في الجرائد ان بيرى بولف بعثت

اوراثير (روز ولت) پر ۲۱ ماسکیمو کان
 رہنے والے تھے اپنے ساتھ لکیر ایسے راستہ کو گیا جس میں بہت کم جڑا تھا
 اپریل سنہ ۱۹۰۷ء میں ۸۷° درجہ ۶ دقیقہ تک پہنچا اور آخر کار
 ۹۰° درجہ تک رسائی ہوئی اور وہی قطب
 شمالی تھا اس مقام پر چند لکڑیاں لٹا دی گئیں اور اسکیس دریافت
 کی بہت خوشی ہوئی مگر جبکہ وہ تمدن دنیا کی طرف اس دریافت
 کی خوشخبری پہنچانے کے لیے لوٹ رہا تھا اس نے اخباروں میں
 پڑھا کہ ڈاکٹر کوک نے گرین لینڈ سے یکم ستمبر ۱۹۰۸ء کو براہ
 ڈمارک بذریعہ مارٹلے کیا ہے کہ اس نے ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء
 کو قطب دریافت کر لیا ہے میری نے اس کا انکار کر دیا اور
 اخبارات نے اس کی کھوکھو و شریع کی اور اب تک
 جاری ہے اور رینگی،

ڈاکٹر کوک ولایت نیویارک میں ۱۸۶۵ء میں پیدا ہوا
 والدین جرمن تھے جو گذشتہ صدی کے وسط میں ولایت
 متحدہ کی طرف چلے آئے تھے اس کا خاندان جرمن میں
 آج تک کوخ کے لقب سے مشہور ہے باپ اسکو صغیر
 سن سمجھ کر مر گیا تھا،
 والدہ نے اسکی تعلیم کا بندوبست کیا پہلے بروکلن کے
 اسکول میں داخل ہوا پھر نیویارک کی یونیورسٹی میں طب پڑھا
 سنہ ۱۸۹۰ء میں سارٹھفلٹ حاصل کیا اس نے سائنس میں
 سنہ ۱۸۹۱ء میں پڑھا کہ بری شمالی اطراف کی تلاش کے لیے

لا تباد الاصفاح الشمالية وان هذه البعثة يلزم لها
 طبیب فراقها من سنة ۱۱۹۱- الى سنة ۱۱۹۲
 وذهب بعدها في بعثة اخرى بلجيكية نحو القطب
 الجنوبي من سنة ۱۱۹۰- الى سنة ۱۱۹۹-
 من سنة ۱۱۹۰- الى سنة ۱۱۹۹-
 من سنة ۱۱۹۰- الى سنة ۱۱۹۹-

ثم عاد الى نيويورك وتزوج وفي سنة
 ۱۹۰۳ تزعت به نفسه السفيرة اخرى فالت
 بعثة غايتها الوصول الى قمة جبل مكنلي
 في الاسكا وهو اعظم جبال اميركا الشمالية
 ارتفاعا يبلغ علوه عن سطح البحر ۲۰۳۹۰ قدماً
 وبعد ان بقي هناك ثلاثة اشهر رجع ولم ينل
 بغية فعاد الى ذلك سنة ۱۹۰۶ وبعد
 مشاق كثيرة وصل الى قمة الجبل
 وكان لصديق من اغنياء نيويورك
 فاتفق الاثنان على ان يذهبا الى الاصفاح
 الشمالية بقصد الصيل حتى اذا وجد كوكب
 الى الوصول الى القطب الشمالي فعل ذلك
 فصار في شهر يوليو سنة ۱۹۰۰ ومعهم كل ما يمكن
 ان يحتاج اليه كوكب في سيرة الى القطب لم ينجل
 عليه صديق بشئ فكان معه ما يكفي من
 الكرومات والترمومترات والبالومترات
 وما اشبه وكل ذلك من احسن صنع واخذ معه

ايك قافلة تيار كرمر هي اوراس قافلة کے لیے ایک ڈاکٹر کی
 ضرورت ہو کر کوکب نے اسے سونپ دیا تاکہ اس قافلے کے
 ساتھ رہا اور اس کے بعد ایک دوسرے بلجی قافلہ میں سے
 سے سونپ دیا تاکہ قطب جنوبی تک گیا۔
 پھر نیویارک کو لوٹا اور شادی کی اور سن ۱۸۹۱ میں پھر کوکب
 ایک مرتبہ سفر کا شوق نہ رہا اور ایک قافلہ مکمل پہاڑ کی
 جو اسکا میں واقع ہے چڑھ کر پہنچنے کے لیے تیار کیا امریکہ
 شمالی میں یہ پہاڑ بلندی کے لحاظ سے سب سے اونچا پہاڑ
 جو چکا ارتفاع دریا کے سطح سے ۲۰۳۹۰ قدم تک پہنچتا
 ہے اس پہاڑ میں تین مہینے تک رہ کر لوٹ آیا اور مقصد حاصل
 نہیں ہوا سن ۱۸۹۱ میں پھر پہاڑ پر آیا اور بہت مشقت
 بعد پہاڑ کی چڑھائی تک پہنچا

نیویارک کے دارالگوں میں اس کا ایک دوست
 تھا دونوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ شمالی اطراف میں شکار
 کے لیے جہاز بنائیں تاکہ کوکب جب قطب شمالی کا راستہ
 معلوم ہو جائے تو وہ اسے دریافت کرے دونوں نے
 جولائی سن ۱۸۹۰ میں سفر کیا اور ان کے ساتھ وہ ضروری سامان
 موجود تھا جب کوکب کو فریب میں حاجت تھی اور اس کے دوست
 نے کسی چیز میں غل نہیں کیا اس کے ساتھ کرٹریٹر اور دیگر
 اور سیرومیٹر وغیرہ کافی سامان موجود تھا اور ایک
 چیز عمدہ بنی ہوئی تھی ضروریات سفر سے وہی چیز تھی

من لوازم السفر ما خفت حمل وزاد الحاجة اليه
فكان معخمة من الحرير وقارب من النسيج
وكانت أئمة كلهم من معدن الكالومينيوم
واخذ معه من المأكول مقداراً من الخبز والتمر والحب
لما اشتهت الحاجة اليه من الطعام

لكن لم يأخذ مع خيشاً من الخضروات المشروبات الروحية
واللحم ولم يكن معه الصابون الا قطعة واحدة -
ليأكل من الخبز والتمر والحب

فلما وصل الى محطة اناتوك وجد الاسكيمو
مجمعين هناك يصيه من الدباب فاستقروا من
بينهم اقدار الرجال واغوى الكلاب وبقوا

طول مدة الليل المظلم يستعد للسير الى القطب
والليل هناك يبتدئ في سبتمبر وينتهي في ايلول
فكان نحو ۲۵ رجلاً واهراً من الاسكيمو يجمعون

فراء الحيوانات ويخيطونها اثواباً والبسوا كمال في
الشاء هناك جوبان من فراء الكلاب حذاء ان
من جلد البیدستون و ثوب من فراء الدباب وجبة

من فراء الثعالب الزرق وقبعة من الفرو
طاهد بان يكتفان الوجه

وطال لذكر كوك شعراً من حفلة شاربي الحيشة
كما يفعل الاسكيمو فان ذلك يقيم من الصقيع ما كوني من حيا

طاهد بان يكتفان الوجه
وطال لذكر كوك شعراً من حفلة شاربي الحيشة
كما يفعل الاسكيمو فان ذلك يقيم من الصقيع ما كوني من حيا

طاهد بان يكتفان الوجه
وطال لذكر كوك شعراً من حفلة شاربي الحيشة
كما يفعل الاسكيمو فان ذلك يقيم من الصقيع ما كوني من حيا

طاهد بان يكتفان الوجه
وطال لذكر كوك شعراً من حفلة شاربي الحيشة
كما يفعل الاسكيمو فان ذلك يقيم من الصقيع ما كوني من حيا

حُبُّ الْوَطَنِ

كيف الوصول الى اهلى واوطانى
 هل من سبيل اليهم بعد ما قنطوا
 كيف التلاق وارض الحب شاسعة
 كان جلا بقلبي ظل يجذبني
 اذا سكنت الى نوم يؤمرقني
 يا شوق من عنده فتلبى تخلصني
 قفر يحل به صحبي وخلائي
 من لي بدار لغتراب لا انيس بها
 ومن ررق لمرء لا صدق له
 ومن يعود اذا ما عشنه سقم
 وان لقيت حاما جاء من عرض
 ومن يهيل على التراب يلحني
 يا مزجيا بعجوب الرمل ناجية
 مطنق دسنة من صبح خامسة
 اقرع عليهم سلاما من حريق جوى
 متى به عهد كوان قيل وسئلوا
 فابلق لدى معشري متى مغفلة
 لم يترك الدهر من الف ولا سكن
 نشد والهمائم ومن الليل من طرب
 هل عائد بعد عودى الى وطنه

بيني وبينهم جدران قيعان
 من عودتى ورجوعى بعد ازمان
 يا ليتنى كنت طيرا الى جناحان
 اذا ذكرت الى اهلى واوطانى
 طيفت بهيم شوقى نحو اخداني
 فموتق في ديار النأى جثماني
 خير وما هم معى من روض بستان
 يشد اذنى اذا استجبت اعوانى
 اذ طوحت مصديات بيلا ان
 ومن يخلصنى من سجن اخزاني
 من يد ربح الحمد البالى باكفاني
 ومن يشق على الجيب ينعاني
 هل قاصدات حيا فيه جيرانى
 اذا انجوت اليها بعد استان
 القى عصاه بصقع ليس بالدانى
 كيف التقيت فتانا الباش العاني
 ايصرك البين حيلة ليس بالواني
 تقر عينى به فى ارض هجران
 ولى دموع بها تنهل اجفاني
 ما كان لي فيه من روح وريحان
 السيد سليمان

الانباء والحوادث

المنطقة من الجرائد العربية

بلغ الذين دخلوا سن التحيد في هذا العام من ابناء الامة ثمان مائة وستين الف نفر واستبقى بالحكومة سبعة الاف منهم في امارة ودرسل الباقي الى الولايات

قررت نظارة المعارف ونظارة المالية في الدلة العلية اعفاء جميع الكتب النافعة من رسم الجرائد الا مكلان منها متعلقا بالموسيقا والتصوير وقد وثقت النظارات على هذا القرار المصيب

الطريق الذي سلكه الخديو المكرم في حجه هذا العام لاني على باخرة جده ثم توجه الى مكة وقد سبقه في هذا السفر رجال المعية السنية بارساء الله الامير في حيلة فانا حيي في هذا العام سنة الخلفاء الراشدين

قد شملت في بعض مديريات مصر وفود من سوانها ووجهاؤها التوديع الجناب الخديوي في مدينته السويس لدى سفره الى الحج الشريف

خبرين

مختار اخبارات عربي

اس سال اهل سطنطينية من سے فوج من اخراج ہوئی عمر میں بیس ہزار آدمی ہوئے گو فرسٹ سات ہزار کو سٹین شاند میں رکھی باقی لوگوں کو صدیوں میں بھیج دیگی

سررشتہ تعلیم اور سررشتہ مال دولت عثمانیہ نے یہ تجویز منظور کی ہو کہ مفید کتابیں جنگی کے محصول سے معاف کر دی جائیں لیکن موسیقی اور تصویر کشی کے متعلق جو کتابیں ہوں گی ان کا محصول لیا جائے دوسرے مضمون نے بھی اس صحیح تجویز کی تائید کی ہو

خدیو اس سال حج میں جس امن سے گئے وہ یہ کہ وہ ستمبر پر سوار ہو کر جلد آنے اور جدہ سے مکہ معظمہ گئے اور خدیو سے پہلے اس سفر میں خدیو کے ایڑ کیا نگ جا چکے تھے خدا خدیو کی عمر میں برکت دے کر انھوں نے خلفائے راشدین کی سنت زندہ کی

مصر کی بعض کشتیوں میں وبان کے امرا اور معززین کے ڈپوٹیشن تیار ہو کر خدیو کو سفر حج میں رخصت کرنے کے لیے شہر سویس میں آئے

بلغ عدد الجنايات في سنة ١٩٠٩ بأثنا و مئتين
مصر ومحافظةها ٢٠١ منها ١٥٣ قتل ٥٣
شروع في قتل و ٣٠ سرقة وحادثتان شروع في
سرقة و ٦٥ جنايات أخرى

مصر کی گشتہ یون اور صوبوں میں سنہ ١٩٠٩ میں
٢٠١ وارداتیں ہوئیں جن میں ١٥٣ قتل کے اور ٥٣
اقدام قتل اور ٣٠ سرقة اور دو اقدام سرقة کے واقعے
تھے اور ٦٥ دوسری وارداتیں ہوئیں

الاجلة وفترات بحران في بلاد الدولة العثمانية فطلب
المسيو بها كوك انقيا وتسير السفائن البخارية فيهما
وقدم له شرائط فوافقت نظارة الاشغال المنفعة ان الشرائط
مضرة بالحكومة والبلاد واجابة ان النظارة لا يمكنها
مخوطة الامتياز لغير الوطنيين

دجلہ اور فترات دولت عثمانیہ کے ملک میں دونوں دریا میں سڑ
ہاؤ کوک نے ان دونوں دریاؤں میں دفائی کشتیوں کی چلانے کی اجازت
طلب کی تھی اور اسکے لیے چند شرائط بھی پیش کیے تھے پہلے کہ کس
ڈیپارٹمنٹ ان شرائط کو گزرنے اور ملک دونوں کے مضامین اور سڑ
ہاؤ کوک کے جواب کیلئے پارٹنر بنی ہوگی ملک کو کس حق نہیں دے سکتی

جاء به يوم الامانة الاخير حاملا نبأ الاحتفال
بذكور عيد المولد السلطاني يوم ٢٠ شوال وهو كان
على غاية البساطة وجلال السكون لم يحرق غير افعام
مراسم التهنئة واطلاق المدافع والسرطاني قلوب
العثمانيين جميعا لدخول سلطانهم الى ستوري
المحبوب في الثامنة والستين من سنة المباركة
ادامه الله لامته وبلاده

آستانہ کی اخیر ذاک سلطان کی جوبلی کے جلسہ کی خبر
لائی جو ٢٠ شوال کو ہوا جلسہ نہایت سادہ طریقہ سے اور پر
سکون کے ساتھ ہوا سوائے مراسم تہنیت اور آکر نے اور توپ
چلانے کے کوئی اور رسم نہیں ہوئی خوشی سے تمام عثمانیوں کو
دل بھرے ہوئے ہیں کیونکہ اونکا دستوری محبوب
سلطان ٦٠ برس کی عمر میں پہونچا خدا اسکوا اپنی قوم
دعاک کے لیے ہمیشہ رکھے

قل الفت الاحكام الشرعية الفقهية التي تحتلج بها
الحاكم العدلية على العهد السابق في كتاب سموه

وہ احکام فقہی جنکی عدالتوں میں ضرورت پر مبنی ہو
دور سابق میں وہ ایک کتاب میں جمع کر دیکے تھے

مجلد الاحکام الفہامی من العلماء علی النمط المحکم
 مادة مادة حسب القوانين الد ولیة ولما لہا تکت
 هذه المجلة کافیة للوفایع التي یحدث غالباً
 اضطرت الحكومة الحاضرة الی تالیف جمعیة
 جدیدة تدیس هذا الموضوع وتجعل مجلة
 الاحکام الشرعیة کافیة وافیة فی المعاملات
 المجاریة بین الناس
 جسکا نام مجلہ الاحکام تھا اس کتاب کو عالمی ایک جماعت نے
 جو یہ طرز پر مسلفین کے قوانین کی طرح دفعہ دفعہ کر کے
 لکھا تھا لیکن چونکہ یہ کتاب تمام ان واقعات کے لیے جو اکثر
 پیش آتے ہیں کافی نہ تھی اس لیے موجودہ گورنمنٹ کو ایک نئی
 جماعت اس موضوع پر مطالعہ کرنے کے لیے تیار کرنا پڑی
 جو مجلہ الاحکام الشرعیہ کو تمام ان معاملات کے لیے کافی
 ووافی بنا لگی جو گون میں پیش آتے ہیں

الاسقام التي سدت بالعرب اعظم اسبابها
 الجهل الذي يعجز الابصار ويصم الاذان سعادة
 علی رضا پاشا محافظ المدينة المنورة الجديدة
 لا يالوجهد في القاء الخط على وجهاء العرب
 واعيا غمير يولوب اقامة معاهد العلم ونشرها
 في انحاء المدينة المنورة حتى ينقش ظلام
 الجهالة المحال في وهو كذا يكتب للعربان
 حانا على مساعدة العلم وقد كان من ثمرات
 جهاده وجود مكتب صناعي بالمدينة وقد دعا
 في ۴ ذيقعدة في ديوان الحكومة احيان
 وذوات البلق وكبار تجارها ولما اكمل عقد هم
 قام خطيبا حانا على وجوب تنظيم الشوارع
 وفرشها بالحجر وتصفية اطرافها وقد اتفوا
 عرب کو جو بیاریان لاجی ہو گئی ہیں انکے سبب اسباب
 جہالت ہو چکا تھوں کو اندھا اور کانن کو بہرہ گردیتی ہو
 ہنر کسب علی رضا پاشا جدیدہ گورنمنٹ کو پیش کر کے
 رؤسا و معزین کے سامنے کچھ دینے کی اٹھانیں کھتے
 حسین یہ بیان ہوتا ہو کہ مدارس دینہ اور اطراف دینہ میں
 قائم کیے جائیں تاکہ جہالت کی گھٹکھڑنا ریکی مٹ جائے
 اور وہ اسی طرح اس بات کے بھی کو شان ہیں کہ عربوں کو
 علمی آمد کو پروانہ کریں انکی کوشش کا ثمرہ ایک یہ ہوا کہ
 صنعت و حرفت کا ایک مدرسہ دینہ میں قائم ہوا ۴ ذیقعدہ
 کو گورنمنٹ ہوس میں شہر کے رؤسا و تجار و معزین کے طلبہ
 اور مجمع جب ہوا گیا تو کھڑے ہو کر تقریر کی اور سرکار کی
 رشکی اور سرکاروں پر پتھر کو فرش اور دونوں طرف پختہ
 فرش بنانے کے لیے آمادہ کیا تمام حاضرین

جميعهم على ذلك وانتخبوا منهم عشرة لصفة
 جمیعہم علی ذلک وانتخبوا منہم عشرہ لصفة
 کام کے لیے منتخب کیے۔

ان الميزانية التي وصفتها نظارة البحرية
 تشتمل على تخصيص مليونين ومائتي ألف ليرة
 لإنشاء سبع مدعات بحرية من الطراز الأول الجديد
 على أن يكون مجموعها من ٤٠٠٠ إلى ١٠٥٠٠ طن
 وعلى عدد من المستشفيات البحرية وتقول جريدة
 صباح ان المجلس الأعلى اذا وافق على
 هذه التخصيصات يكون للدولة العثمانية
 مركز مهم ادى الدال البحرية۔
 بحری صیغہ نے جو بحث تیار کیا ہے اس میں
 ۲۲ لاکھ پونڈ خاص اس غرض کے لیے ہیں کہ ان سے
 سات آہنی جنگی جہاز جدید اور اول قسم کے تیار
 کیے جائیں جس کا وزن ۴۰۰۰ ٹن سے ۱۰۵۰۰ ٹن تک
 ہو اور چند بحری شفا خانے تیار ہوں، اخبار صباح
 کہتا ہے کہ اگر پارلیمنٹ نے ان خاص رقم کو منظور کر لیا
 تو دولت عثمانیہ کا ایک خاص مرکز بحری قوتوں
 کے نزدیک ہو جائیگا۔

كتب عاده حماده باشا ناظر الاوقاف العثمانية
 الى نظارة المالية يطلب اليها الاسراع بدفع المبلغ
 المفترض لتعمير البيت الحرام في مكة المكرمة
 بزرگسلطی حمادہ پاشا وزیر صیغہ اوقاف نے
 وزیر مال کو لکھا ہے کہ بہت جلد اس رقم کی دہانید
 کرا دی جائے جسکی بیت اللہ کی تعمیر میں ضرورت ہو۔

قد تأسس في الآستانة حزب جديد عاتق
 حر الامم والمعتقد ان يقابل حزب الحكومة ولكن بجموع معتدلة
 معتدلة ويدرر محمود برناج على حفظ الدستور و
 وحده صحيفته بين العناصر العثمانية المختلفة ونشر العلم
 آستانہ میں ایک جدید گروہ پیدا ہوا ہے جس نے اپنا نام
 آزاد گروہ رکھا ہے تاکہ گروہ حکومت کا مقابلہ کرے لیکن معتدل
 اور معتدل صورت میں اس کا پروگرام صرف خانات دستور و
 اتحاد مختلف عثمانی اقوام میں پیدا کرنا اور شاعت علم ہو۔

بن حارثہؓ اس جنگ میں کام آئیں تو لشکر کی سرداری پر جعفر بن ابی طالبؓ مامور ہوں اور جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ کو سردار فوج بننا بجائے۔ یہ شکر تین ہزار آدمیوں کا تھا اس جنگ میں زید بن حارثہؓ، جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ یتیموں پر رباری باری مقرر ہوئے اور یہ سب شہید ہو گئے، جنکے بعد خالد بن الولیدؓ سردار لشکر بنائے گئے جنھوں نے فوج اسلام کو دشمنوں کے حملے سے محفوظ رکھا، شہہ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صاحبزادے بابرہؓ یماریہ قبیلہ کے اہلین سے تولد ہوئے، اور نجاشی شاہ حبش اور ام کلثومؓ حضور انورؐ کی صاحبزادی نے دنیا سے رحلت کی اسی سال ماہ رمضان میں خداوند پاک نے آپؐ کو شہر مکہ پر فتح عطا کی جہاں آپؐ نے پندرہ راتوں تک قصر کی ناز پڑھتے ہوئے قیام فرمایا۔ پھر راہ شوال میں آپؐ جنین کو تشریف لے گئے اور مکہ پر بعتاب بن اسیدؓ کو اپنا قائم مقام بنا گئے، لوگوں کے ساتھ باوجودیکہ مشرک تھے حج ادا فرمایا۔ نصف شوال میں بمقام یحنین، آپؐ نے رہواذن کی جماعت سے مقابلہ کیا جنکو خداوند کریم نے ہزیمت دی اور انکا مال و ستاع اور انکی عورتیں رسول اللہؐ کو مال غنیمت میں ہاتھ آئیں۔ حنین کے دن مسلمانوں کے شکست اٹھانے کے بعد جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے حسب ذیل تھے۔ علی بن ابی طالبؓ، عباس بن عبد المطلبؓ جنھوں نے رسول اللہؐ کے غم کی دواں تھام لی تھی، ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلبؓ اور انکے بیٹے، فضل بن عباسؓ اور امین بن عبیدؓ جو ام المینؓ رسول پاکؐ کی لونڈی اور کھلائی کے بیٹے ہیں مگر امینؓ اسدن شہید ہو گئے اور ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلبؓ اور اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ بھی ثابت قدم رہے۔ عباس بن عبد المطلبؓ نے اسدن یہ اشعار تصنیف کیے تھے۔

نصرنا رسول اللہ فی الحرب سبعة وقد فر من متد فر منہم فاشعوا

ہم لوگوں کو بتو دادیہاں شخص تھے جنگ میں اور جو لوگ ہماگ نکلے وہاں کی طرح ہوا سے پار ہوا ہو گئے

وٹامنا لانے الحام بسیفہ ہامسہ نے اللہ لا یتوجع

ہم لوگوں سے آٹھویں شخص نے اپنی تلوار سے لوگوں کا پیٹ اور خدا کی اہم اسکو بکلیت پہنچے قابل رنج نہیں

نصفہ امین بن عبیدہؓ جو شہید ہوئے تھے۔ بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے طائف کو تشریف

لے گئے اور ایک ماہ تک محاصرہ کیے رہے پھر شکوہ لافتح کیے چھوڑ کر واپس چلے آئے اور ماہ ذیقعدہ میں
 مقام بدر جہانہ سے عمرو کی نیت کر کے اُسکو بجالانے کے بعد مدینہ منورہ میں واپس آ گئے۔ مدینہ منورہ میں
 حضور انور نے رجب ۱۲ھ ہجری تک قیام فرمانے کے بعد سرزمین دم پر لشکر کشی کی اور تبوک تک
 بڑھتے ہوئے چلے گئے جہاں ٹھہر کر ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جو ماں آج تک قائم ہے۔ اس فریق میں نے پاک
 نے آپ کو درودتہ البجندل پر فتح عطا فرمائی جسکے فتح کرنے کے واسطے آپ نے خالد بن الولید کو لشکر دیکر
 روانہ کیا تھا۔ خالد رضہ البدر والی درودتہ البجندل کو گرفتار کر لائے جسنے جزیرہ ادا کرنے کی شرط پر رسول اللہ
 سے صلح کر لی اور اس امر سے فارغ ہو کر آپ مدینہ کو لوٹ آئے جہاں ۱۲ھ ہجری کے موسم حج آنے تک
 قیام کیا اور زمانہ حج میں ابو بکر رضہ کو امیر حج بنا کر حایوں کو انکے ساتھ روانہ کر دیا جنھوں نے لوگوں کو ارکان حج
 ادا کرائے اور ماہ اسلام میں یہ پہلا حج تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ توبہ دہراتہ عن لشکرین نازل
 ہوئی جسکا نزول ابو بکر رضہ کی روانگی کے بعد ہوا تھا آپ نے وہ سورہ علی بن ابی طالب رضہ کو دیکر اُنھیں
 بھی روانہ کیا اور حکم دیا کہ جسوقت ابو بکر رضہ حج سے فارغ ہو جائیں تو تم سورہ لوگوں کو سنا دینا، ان امور
 سے فراغت پا کر علی اور ابو بکر رضہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہجرت کا دسواں سال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہی میں گزارا اس سال میں آپ کے پاس عرب کے ہر ایک گوشہ سے وفد
 آتے رہے اور آپ نے شاہان سے زمین کو دعوت اسلام کے خطوط روانہ کیے، فوج در فوج لوگ شرف
 اسلام ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آئے۔ اذاجا انصر اللہ ولفتح نازل ہوئی جس سے آپ سمجھ گئے
 کہ یہ خبر حطت دیگئی چنانچہ جب موسم حج آیا آپ ماہ ذی الحجہ سے پانچ روز پیشتر بعزم حج مدینہ سے روانہ
 ہوئے اور لوگوں کے ساتھ حج ادا فرمایا جسکے بعد مدینہ واپس آئے اور ۱۳ھ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے
 باقی حصہ تک وہیں قیام فرمایا ہے اور ۱۴ھ ہجری کا ماہ محرم اور ماہ صفر ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ تک
 وہیں گزار دیے جسکے بعد خداوند پاک نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔ حضور اطہر کی وفات کا دن دوشنبہ
 کا دن تھا اور اس دن تک آپ کو مدینہ میں قیام فرمایا پوسے دس سال ہو چکے تھے، وفات کے
 وقت عمر شریف ترستھ سال کی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے دوشنبہ کے دن

مبعوث برسالت ہوئے، دو شنبہ ہی کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور دو شنبہ ہی کے دن اس عالم فانی سے رحلت فرمائی۔ آپؐ کی رات کو بی بی عائشہؓ کے حجرہ میں مدفون کیے گئے جس میں آپ کی روح نے جسم سے مفارقت کی تھی۔ آپ کی قبر میں عباس بن عبد المطلب اور علی بن ابی طالب افضل بن عباس بن عبد المطلب میں شخص اُتسے تھے۔ اور ایک قول میں ہے کہ قثم بن عباس بھی چوتھے آدمی تھے جو قبر نبوی میں اُتسے۔ یہ زہودِ ہرے نے یہ کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ کے کاموں میں ہم میں سے بھی ایک شخص کو قبر میں اُترنے دیا جائے چنانچہ عبدالرحمن بن عوف کو قبر میں اُترنے دیا گیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اُن لوگوں کے ساتھ اُسامہ بن زیدؓ داخل قبر ہوئے تھے۔ اور خیرہ بن سعید نے یہ کہا کہ میں اُن لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب العہد ہوں اور یہ اس طرح ہوا کہ اُنھوں نے اپنی انگوٹھی قبر مبارک میں گرا دی تھی جو آخر میں اُتر کر نکالی۔

مجھے دید بن اخرم نے بروایت عثمان بن فرقہ نے بیان کیا کہ اُنھوں نے جعفر بن محمد کو اپنے باپ سے یہ روایت کرتے سنا تھا کہ درجس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں لحد بتائی وہ بطولہ تھے اور جس نے آپ کے نیچے قطیفہ ڈالا اُس کا نام "شقران" ہے جعفر کہتے ہیں کہ مجھے ابن ابی رافع نے خبر دی ہے کہ میں نے "شقران" کو یہ کہتے سنا "واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے قبر میں چادر میں نے ہی ڈالی تھی"۔

ابوبکر صدیقؓ

ابوبکرؓ کا نام عبداللہ اور اُن کے باپ قحطکام عثمان تھا۔ زمانہِ جاہلیت میں ابوبکرؓ کا نام عبد اللہ رکھا گیا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو عبداللہ کے نام سے موسوم کیا۔ اُن کا لقب عتیق ہے جس کی وجہ اُن کی خوبصورتی بتائی جاتی ہے اور ایک قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا تھا "انت عتیق من النار" یعنی تم آتش و دوزخ سے آزاد ہو اسیلئے اُن کا لقب عتیق ہو گیا۔ اُن کے صدیق نام ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شبائش مسجد حرام سے سجدہ تھی

دقتہ معراج) جانے کی خبر تصدیق کی تھی اس لحاظ سے اُن کا نسب نامہ حسب ذیل ہے۔

عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن لہب
بن فہر بن مالک بن انضر بن کنانہ۔ ابوبکرؓ کی نسبت ”تیم قریش“ کی جانب کی جاتی ہے اس لحاظ سے اُن کو
”تیمی“ کہا جاتا ہے۔ خانہ انی شمار کے لحاظ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل ہیں کیونکہ وہ حضورؐ کو
کے اجداد مرہ بن کعب تک پہنچ کر ایک ہو جاتے ہیں اور ان دونوں صاحبوں کے اور مرہ کے
ماہین چھ پشتیں ہوتی ہیں۔

ابوبکرؓ کے والدین۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابو قحافہؓ فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے
تھے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے، اُن کا نام ”نفاثہ“ تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ اُن کا نام تبدیل کر دیں، ابو قحافہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی وہ
مدینہ کو آئے اور وہیں قیام اختیار کیا یہاں تک کہ اپنے بیٹے ابوبکرؓ کی خلافت کا پورا زمانہ دیکھا، ابوبکرؓ اپنے
باپ سے پہلے دنیا سے رحلت کر گئے اور ابو قحافہؓ نے تین چھٹے صدی کے ارشاد ہوئے جسے اُنھوں نے اپنے
پوتوں پر مسترد کر دیا، ابو قحافہؓ نے سلسلہ ہجری عہد خلافت عمرؓ میں وفات پائی، وفات کے دن اُن کی
عمر ستانوے سال کی تھی۔ ابوبکرؓ کی ماں سلمیٰ صحیح بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کی بیٹی اور ابی قحافہؓ
کی چچا زاد بہن تھیں، اُن کی کنیت ام ابیخیر تھی۔ ابو قحافہؓ کے اولاد میں ابوبکرؓ ایک بیٹے اور ام فروہ، اور
قرینہ، دو بیٹیاں حملہ میں ولادین تھیں، ام فروہ کی شادی پہلے ایک قبیلہ ازد کے شخص سے ہوئی تھی
جس کے صلب سے اُن کے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اُس کے بعد اُسے تیم داری نے شادی کی اور تیم داری
کے بعد وہ اشعث بن قیس کے عقد میں آئیں۔ قرینہ کا نکاح سعد بن عبادہؓ سے ہوا تھا۔

ابوبکرؓ کا اسلام لانا۔ ابن حق کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کے صحابہ میں سے علیؓ کو
برس کی عمر میں ایمان لائے، اُن کے بعد زید بن حارثہؓ اور اُن کے بعد ابوبکرؓ بن ابی قحافہؓ۔ اسکے بعد
ایک جماعت لوگوں کی مشرف باسلام ہوئی جن میں عثمان بن عفان، زبیر بن العوام، عبدالرحمن بن عوف

سعد بن ابی وقاص، اور طلحہ بن عبید اللہ بھی شامل تھے۔ ابو الخطاب نے بیان کیا کہ انھوں نے فوج بن قیس، سے بذریعہ سلیمان ابو فاطمہ، معاذہ بنت عبد اللہ الغدویہ سے روایت کی کہ اُس نے کہا میں نے علی بن ابی طالبؓ کو منبر نبوی پر اسنادہ ہو کر یہ کہتے ہوئے سنا کہ کہ میں صدیق اکبر ہوں، میں ابو بکرؓ سے قبل ایمان لایا اور اُن کے مسلمان ہونے سے پہلے ہی داخل دائرہ اسلام ہوا ہوں۔ ابو الخطاب نے ابو داؤد سے اور ابو داؤد نے شعبۂ بن سلمہ بن کھیل سے روایت کی کہ شعبۂ نے کہا میں بنی حنیملہ سے سنا کہ اُس نے علیؓ کو یہ کہتے سنا تھا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ اور انھیں ابو الخطاب نے چند دوسرے راویوں کی سند پر بالضرہ سے روایت کی کہ ابو بکرؓ نے اپنے خلافت کے وقت کہا تھا کہ اور اسکا مجھ سے زیادہ کون تھا کہ میں پہلا شخص نہیں ہوں جو اسلام لایا تھا۔

ابو بکرؓ کا حلیہ۔ عائشہؓ نے انکا حلیہ حسب ذیل بیان کیا ہے۔ وہ سفید رنگ، لاغر اندام، لکھے رخسارے، اور کسی قدر کوزہ پشت تھے، انکا ہنڈ پیر پیر سے نکلتا کرتا تھا جسکو بیٹھالتے بہتے تھے انکھیں کسی قدر اندر کو گھسی ہوئی تھیں، پیشانی کشادہ و بلند تھی، چہرہ پر گوشت نہ تھا، ہاتھوں کی انگلیاں بالوں سے عاری تھیں، اوپر یہ بھی فرمایا کہ وہ ہندی اور دسمہ سے خضاب فرمایا کرتے تھے۔

ابو بکرؓ کی بیعت، خلافت، اور وفات۔ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت کی اُسی دن ابو بکرؓ سے سقیفہ بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج میں بیعت کر لی گئی لیکن عام بیعت اُس کے دوسرے دن یوم شنبہ کو واقع ہوئی، اُن کے عہد خلافت کے آغاز ہوتے ہی باسٹھ سال چند اور تمام قبائل عرب زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے پر اسلام سے برگشتہ ہو گئے، ابو بکرؓ نے اُن سے جہاد کیا یہاں تک کہ لوگ راہ راست پر آئے انھوں نے سالہ ہجری میں عمر بن الخطابؓ کو امیر حج بنا کر روانہ کیا جنھوں نے یہ فریضہ مسلمانوں کو ادا کرایا۔ صدیق اکبرؓ نے پیامہ کو فتح کر کے دسیلہ کذاب، مدعی نبوت کو قتل کیا، اور مقام صنعاء میں، اسود بن کعب لعنسی نے ادعاے نبوت کیا تھا اُسے بھی ٹھکانے لگایا، پھر ابو بکرؓ نے سالہ ہجری میں فریضہ حج ادا فرما کر مدینہ منورہ میں بازگشت کی اور ملک شام پر

فوج کشی کی تیاریاں کر دیں۔ اجنادین کا واقعہ سلسلہ ہجری کے ماہ جمادی الاولیٰ میں گزرا تھا جس میں رضی اللہ عنہ ابوبکرؓ نے رحلت فرمائی، اُسکے تعین میں مورخین کا اختلاف ہے اور ایسے ہی یوم وفات میں بھی اختلاف ہے۔ ابولیقطان، سلام بن ابی مطیع سے روایت کرتے ہیں کہ اُنکو زہر دیا گیا جسکی وجہ سے اُنھوں نے یوم دوشنبہ آخر سال سیزدہم ہجری میں انتقال کیا، ابولیقطان کے سوا اور لوگوں کا بیان ہے کہ نہیں اُنکے وفات کا باعث یہ امر ہوا کہ اُنھوں نے ایک سردن میں غسل کر لیا تھا جسکی وجہ سے اُنھیں بخار آگیا اور پندرہ روز تپ میں مبتلا رہ کر اس عالم فانی سے رحلت کی، اُنکے دوران علالت میں عمرہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے، ابوبکرؓ کی تمام مدت خلافت دو سال تین ماہ اور نو دن تھے، اُنھوں نے قبل از وفات وصیت کی تھی کہ اُنکو انکی بیوی، اسما بنت عیسٰی، غسل دیں، جب وہ رحلت کر گئے تو اُسی پلنگ پر اُنکا جنازہ اُٹھایا گیا جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرمایا کرتے تھے اور جو بی بی عائشہؓ کے پاس تھا اُس پلنگ کی پٹیاں، رسلج، کی تھیں اور وہ کچھور کی پتیوں کی رسیوں سے بُنا ہوا تھا۔ یہ ستر بی بی عائشہ صدیقہؓ کے میراث میں فروخت ہوا تھا اور اُسکو معاویہؓ کے موالی میں سے ایک شخص نے چار ہزار درہمیں خرید کر لوگوں کے استعمال کے لیے وقف کر دیا تھا، ابو محمدؓ نے بیان کیا ہے کہ وہ یہ مدینہ میں تھا، ابوبکرؓ کے جنازہ کی نماز عمر بن الخطابؓ نے پڑھائی اور انکی قبر میں عمرؓ، طلحہؓ، عثمانؓ، اور عبد الرحمن بن ابی بکرؓ اترے تھے۔ ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جھروٹی بی بی عائشہؓ میں دفن کیے گئے۔ اُنھوں نے رحلت کے وقت اپنی صاحبزادی بی بی عائشہؓ سے کہا تھا کہ: بیٹی! تم دیکھو ابوبکرؓ کے مال میں جب سے ہم ام خلافت پر مقرر ہوئے ہیں کس قدر زیادتی ہوئی، جو کچھ زیادہ ہو اُسے مسلمانوں کو واپس دیدینا کیونکہ خدا نے اسے واحد کی قسم سے ہر ہمنے اُنکے مال میں سے صرف نصف لیا ہے جو اُنکے سادہ غذاؤں میں سے کھالیا یا موٹے جھوٹے کپڑے اپنے بدن پر ڈال لیے ہیں بی بی عائشہؓ نے دیکھا تو ایک کجاوہ باندھنے کی رسی اور ایک پُرانی چادر جنکی قیمت پانچ کھوٹے درہموں تک بھی نہ پہنچتی تھی۔ صرف یہ دو چیزیں نکلیں اور وہ ایک شخص کے ہاتھوں عمرؓ کے پاس بھیج دی گئیں، عمرؓ اُنکو دیکھ رہے تھے کہ عبد الرحمن بن عوفؓ نے اُنسے کہا: امیر المؤمنینؓ! کیا یہ چیزیں ابوبکرؓ کی اولاد سے

سلب کر لی جائیگی؟ عمرؓ نے جواب دیا۔ ”نہیں! برب کعبہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کہ ابو بکرؓ تو اپنی حیات میں ان چیزوں کو رکھنے کے گنہگار نہ بنے ہوں اور میں انکی وفات کے بعد اسکا بار اُن پر لا دوں۔ خدا ابو بکرؓ پر رحم کرے انھوں نے اپنے پس ماندہ کے لیے ایک سخت مصیبت چھوڑی ہے۔“

ابو بکرؓ کا سن سال۔ - مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ابو بکرؓ کی عمر تیرہ سال

کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے بمقدار اُنکے خلافت کے برسوں کی عمر میں دائر تھے۔ انس ابن مالکؓ سے بذریعہ عبدالغزیز بن صہیب، عبدالوارث بن سعید، اور محمد بن زید کے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو تشریف لائے تو ابو بکرؓ انکے پیچھے سوائے تھے اور وہ بڑھاپے کی وجہ سے شناخت کیے جاتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ان تھے اور آپ کو کوئی پہچانتا نہ تھا جو شخص آتا وہ ابو بکرؓ سے ملتا اور کہتا، ”ابو بکرؓ تمھارے آگے کون سوار ہے؟“ ابو بکرؓ اُسکو جواب دیتے ”یہ مجھکو راستہ بتاتے ہیں،“ استفسار کرنے والا راہ نہ سمجھ کر چپ ہو رہتا اور ابو بکرؓ کی مراد یہ ہوتی تھی کہ یہ ہادی راہ حق ہیں، یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں بہت بڑے تھے۔ مگر مورخین کے نزدیک یہی مشہور ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا۔

ابو بکرؓ کی اولاد اور نسل - عبداللہ بن ابی بکرؓ اور اسماء بنت ابی بکرؓ ایک بیوی

تھیں، نامی کے بطن سے جو بنی عامر بن لوئی کے خاندان سے تھیں۔ عبدالرحمن اور حضرت عائشہؓ انکی ماں۔ ام رومان، حرث بن الحویرث کی بیٹی قبیلہ بنی فراس بن غنم بن کنانہ کی نسل سے تھیں۔ ام رومان کے پہلے شوہر کا نام دحرت بن خیرہ تھا انکے صلب سے یہ ایک بیٹے طفیل بن حرث کی ماں ہو چکی تھیں طفیل کا باپ ”سراہ“ اگر ابو بکرؓ کا حلیف اور اُسکی بیوی بھی ہمراہ تھی۔ یعنی ام رومان پھر ابو طفیل کا انتقال ہو گیا تو ابو بکرؓ نے ام رومان سے عقد کر لیا اس رشتہ سے طفیل بن حضرت عائشہؓ کے ماں جائے بھاٹی تھے۔ محمد بن ابی بکرؓ کی ماں، اسماء عیسٰی کی بیٹی تھیں، اور ام کلثوم بنت ابی بکرؓ زید بن خاریجہ الانصاری کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ طائف میں شریک رہے تھے۔

اور وہ ان کو ایک زخم لگا تھا وہ اپنے باپ کے عہد خلافت تک بعید حیات رہے اور اسی زمانے میں رحلت کی، سات وینار ترکہ چھوڑا ابو بکرؓ نے اسکو کثیر رقم تصور کیا تھا۔ عبد اللہؓ کے بیٹے کا نام اسماعیل تھا جو ہلاک ہو گئے اور عبد اللہؓ کی نسل نہیں چلی۔

اسما بنت ابی بکرؓ کا لقب "ذات النطاقین" تھا وہ مکہ میں "زبیر العوام" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے داد بھائی سے یا سہی گئیں اور انکے صلب سے انکے کئی لڑکے پیدا ہوئے زبیرؓ نے انکو طلاق دیدی تھی اور یہ اپنے بیٹے عبد اللہ بن زبیرؓ کے ساتھ رہا کرتی تھیں چنانچہ حبشہ مکہ میں حجاج بن یوسف کے ہاتھوں عبد اللہ قتل ہوئے لیکن پاس موجود تھیں، انھوں نے پورے سو برس کی عمر پائی اور آخرین نابینا ہو کر شہر مکہ میں رحلت کی۔

حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ ام المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں تھیں اور انکا قصہ ازواج رسول کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے۔

عبد الرحمن بن ابی بکرؓ جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ شریک ہوئے تھے اسکے بعد وہ مشرک باسلام ہو گئے اور بہت اچھی طرح اسلام پر قائم ہوئے۔ انھوں نے ششہ ہجری میں مکہ کے ایک قریبی پہاڑ کے پاس ناگمانی طور پر دفات پائی اور حضرت عائشہؓ نے انکی لاش حرم میں لا کر دفن کی اور انکی طرف سے ایک غلام آزاد کیا۔ یہ جنگ جمل میں بنی ابی عائشہؓ کے ساتھ موجود تھے، انکی کنیت "ابو عبد اللہ" تھی۔ عبد الرحمنؓ کی اولاد میں محمد، عبد اللہ اور ابی بنی حضرتین پیچے تھے، عبد اللہ بن عبد الرحمنؓ کے بیٹے طلحہ، تھے جنکی مان کا نام تھا عائشہ بنت طلحہ بن عبید اللہ اور عائشہ بنت طلحہ کی مان "ام طلحہ" بنے۔ ابی بکر تھیں۔ طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکرؓ نہایت فیاض شخص تھے، انکے فرزند "محمد" مکہ کے عامل تھے طلحہ کی اولاد بکثرت ہے اور مدینہ کے قرب وجوار میں رہتی ہے۔ عائشہ بنت محمد بن طلحہ سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن العباسؓ کو یا سہی گئی تھیں۔

محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کے بیٹے عبد اللہ بن محمدؓ کی اولاد کا نام ابو بکرؓ کی اولاد والی بہتین کر کے مشہور ہے جسکی وجہ تسمیہ یہ ہوئی کہ ایک دن ابی بکرؓ کے کئی صاحبزادے باہم میٹھا کر ایک کتے سے پر

اپنی فضیلت جتانے لگے، ایک نے کہا: "میں صدیق کا بیٹا ہوں،" دوسرے صاحب ہونے میں
شامی انہیں کافر دہن تیسرے کہنے لگے: "میں صاحب غار کا نخت جگر ہوں،" اور محمد بن عبد الرحمن
نے کہا: "میں ابن ابی ہشیم ہوں، بس یہی نام انکی اولاد کی جانب منسوب ہو گیا اور آج تک چلا آتا ہے۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنی کنیت ابو القاسم کرتے تھے وہ قریش کے قبیلہ میں مشہور عبادت گزار
لوگوں کے زمرہ میں شمار ہوتے تھے اور ان لوگوں میں بھی شامل تھے جنہوں نے عثمان کے شہید
کرنے میں باغی مفسدون کی اعانت کی تھی، پھر علی رضی اللہ عنہ نے انکو حاکم مصر مقرر کر دیا تھا جسے معاویہ رضی اللہ عنہ کے
دوست نے جنگ کر کے ان پر سب سے پائی اور انھیں قتل کر ڈالا۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد حسب ذیل تھی: قاسم بن محمد، ام ولد کے بطن سے تھے اور ملک حجاز
میں ایک صاحب فضیلت فقیہ شمار ہوتے تھے، انھوں نے منہ ہجری میں بمقام "تہذیب" وفات
پائی قاسم بن محمد کے بیٹے عبد الرحمن بن القاسم اور ایک لڑکی، ام قزوہ تھیں جسکا نکاح محمد بن
علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کے ساتھ ہوا تھا۔

عبد الرحمن بن ابی بکر قریش میں سب سے افضل تھے کنیت ابو محمد تھی۔ انکی اولاد مدینہ میں ہر
جسکی تعداد کچھ زیادہ نہیں۔

ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے عمر بن الخطاب نے عقد کرنا چاہا تھا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو
پیام بھی دیا جنھوں نے منظور کر لیا تھا لیکن خود ام کلثوم کو یہ نسبت پسند نہیں تھی اسلئے انھوں نے
عمر رضی اللہ عنہ سے کچھ ایسا حیلہ کیا کہ وہ اپنی درخواست سے رک گئے اور اسکے بعد طلحہ بن عبید اللہ نے اُن سے
عقد کر لیا جسکے صلب سے ام کلثوم کے دو اولاد میں: ذکر آیا۔ اور "عائشہ" پیدا ہوئیں پھر طلحہ بن عبید اللہ
شہید ہو گئے اور ام کلثوم سے عبد الرحمن بن عبد اسد بن ابی ربیعہ المخزومی نے عقد کر لیا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ اور انکی اولاد کے غلام۔ بلال بن رباح جسکی مان حاتمہ نامی تھیں۔
وہ بنی جحش کے ایک شخص کے مولود تھے جو مکہ میں رہتا تھا اور گرفتار ہو کر غلامی میں آگئے تھے ابو بکر
نے انکو پانچ اوقیہ دین کے عوض میں خرید کر آزاد کر دیا۔ بلال کو راہ خدا میں کفار سخت تکلیف دیتے تھے۔

وہ "بدر" اور تمام غزوات میں حاضر رہے اور وہ پہلے شخص تھے جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص موزن ہونے کا شرف حاصل تھا، رحلت نبوی کے بعد انھوں نے ابو بکرؓ سے ملک شام کو جانے کی اجازت چاہی اور رخصت پا کر وہیں جا کر قیام کیا پھر تادم مرگ وہیں رہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالکل اذان نہیں کہی تھی مگر جب عمرؓ ملک شام کو تشریف لے گئے اور یہ اُن سے لے کر عمرؓ نے انکو اذان کہنے کا حکم دیا اور جب وقت انھوں نے اذان کی تو عمرؓ اور تمام مسلمان زار و قطار رونے لگے، انکا نام دیوان و عقیفہ کے مدین قبیلہ خثعم کے شمار میں تحریر تھا اور ملک شام میں جس قدر حبشی تھے اُن سبھوں کا زمرہ خثعم ہی کے چہرہ میں درج ہوا تھا۔ بلالؓ نے ملک شام ہی میں وفات پائی، واقعہ یہ ہے کہ بلالؓ نے بیان کیا کہ بلالؓ نے مقام "سراة" کے مولد لوگوں میں سے تھے جو بنی ثعلبہ کے مابین واقع ہوئے، وہ اپنی کینت ابو عبد اللہ کرتے تھے، اُنکے جسم کا رنگ گہرا گندمی تھا، لاغر اندام اور دراز قد تھے پشت کسی قدر خم تھی بال بہت کثرت سے تھے رخساروں پر بال بہت کم تھے اور کچھ مڑی تھے جنہیں سفید بالوں کا حصہ بڑھا ہوا تھا۔ وہ اپنے بالوں میں خضاب وغیرہ نہیں کرتے تھے۔ اُنکی وفات سلسلہ ہجری میں بمقام "دمشق" ہوئی اسوقت اُنکی عمر ساٹھ سال سے چند سال زائد تھی۔

عامر بن فیروزؓ بھی ابو بکرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے عامرؓ طفیل بن حرث کی ملک میں تھے جو حضرت عائشہؓ کی ماں ام روان کے بطن سے تھے، چونکہ عامرؓ مسلمان ہو گئے تھے اور اسوجہ سے شریکین سخت تکلیف دیتے تھے لہذا ابو بکرؓ نے انھیں خرید فرما کر آزادی دیدی۔

بت سے راویوں نے جنہیں سے ایک راوی "ریاشی" بھی بیان کیا ہے کہ ابو بکرؓ نے سات شخصوں کو آزاد کیا جو جن سبھوں کو راہ خدا میں ایذا دی جاتی تھی اور وہ لوگ حسب ذیل ہیں۔ بلالؓ، عامر بن فیروزؓ، ام عتبہؓ، بنی عمرو بن مہول کی ایک لڑکی، ہندیہؓ، اور انسؓ بیٹی۔ عامر بن فیروزؓ ہجرت مدینہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اُنکی خدمت گزاری میں تھے وہ جنگ بدر اور واقعہ بدر میں شہید ہو گئے۔

صفیہؓ بھی ابو بکر رضی کے لونڈیوں میں شامل تھیں جو محمد بن سیرین رضی کی والدہ ہیں۔
ابو نافع غلام ابو بکر رضی عبد الرحمن بن ابی بکر کے غلام تھے اور عبد الرحمن انکی وجہ سے بہت مالدار تھے۔
انکا کہا کرتے "ابی نافع کی قسمت سے یہ سب ہے" ابو نافع بصرہ میں قیام کرتے تھے جہاں انکا ایک
مشہور گھر تھا اور برفخ الحمیری نے انھیں کے بارہ میں کہا ہے۔

سے اسد رضا لی و دارا ترکتا الی جنب داری معتل بن یسار
ابو نافع جار لہا و ابن برثن فیا لک جاری منہ لہ و صغار

"ابن برثن" بنی ضبیہ کے غلام تھے، ابو نافع سے لوگوں نے کہا کہ شاعر نے تمھاری جو
انکی ہوا انھوں نے جواب دیا "اگر اُس نے جو کی ہر تو کیا اس سے میں جاؤں گا یا میرا بیٹا طلحہ فوت ہگا
لوگوں نے کہا "نہیں" ابو نافع بولے "پھر کیا پروا ہے۔"

مرۃ بن ابی عثمان عبد الرحمن بن ابی بکر کے غلام تھے حضرت عائشہؓ نے زیاد بن ابی سفیان
کو انکی سفارش لکھی تھی، زیاد ام المومنین کی تحریر سے بہت مسرور ہوا اور مرہ کی سید خاطر داری کے
علاقہ بصرہ میں نہر مرۃ انکی جاگیر بن دیدی وہ نہر انھیں کی جانب منسوب ہوا اور بصرہ میں انکی اولاد موجود
سیمان بن بلال - قاسم بن محمد کے غلاموں میں سے تھے، وہ بربری اور بہت خوبصورت
آدمی تھے، انکو وصول خراج مدینہ کی خدمت دی گئی تھی، حدیث بھی اُسے روایت کی گئی ہے انھوں نے
سلسلہ ہجری میں عہد خلافت مروان میں بمقام مدینہ وفات پائی۔

عمر بن الخطاب رضی

شجرہ نسب - عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن قریظ بن براح بن عبد اسد
بن ذراح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن انضر بن کنانہ - مگر عمر رضی
کی جانب منسوب ہونے کی وجہ سے "عدوی" کہلاتے تھے۔
والدین - اور انکے بھائی زید - اور زید کی ماں کے حالات - خطاب بن نفیل

قریش کے سر اور وہ لوگوں میں تھے۔ عمرہ کی مان قبیلہ انہم کی لڑکی تھیں اور پہلے نفیل کے پاس تھیں۔ نفیل کی رحلت کے بعد عمرو بن نفیل نے اُنے شادی کر لی جنکے صلب سے وہ ایک لڑکے "زید بن عمرو بن نفیل" کی، "ان بنین۔ زید کی مان نام الخطاب تھیں۔ یہ زید" سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، کے والد ہیں، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے تھے یعنی جن دس لوگوں کو جیتے جی جنتی ہونے کی بشارت زبان نبوی سے مل چکی تھی۔ غرض کہ خطاب کے دو بیٹے "زید" اور "عمرہ" تھے۔ زید بن الخطاب کی مان "اسماء" خاندان بنی اسد بن خزیمہ کی لڑکی تھیں، "زید" عمرہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے تھے وہ جنگ بدر میں شریک تھے اس لڑائی میں اُنکے اور عمرہ کے سانچھے میں ایک زرہ مشترک تھی جسکے پہننے کے لیے انہیں سے ہر ایک شخص ہی کہتا تھا کہ "والہ اسکو تھاکے" سو اکوئی اور نہ پہنے گا۔ اسکے بعد وہ جنگ "احد" میں شریک ہوئے جسکے اندر وہ تنہا چار شخصوں کے مقابلہ پر ثابت قدم ہے۔ بھائی اُنے والون کے ساتھ بھاگے نہیں انکو سلسلہ ہجری میں مسلمانہ کذاب کی جنگ میں بھی شرکت کا اتفاق ہوا تھا مگر اُس میں یہ شہید ہو گئے۔ اُنکے قاتل کا نام "ابو مریم الحنفی" بیان کیا گیا ہے اور ایک قول ہے کہ انکو ابو مریم کے بھائی "سلیمہ" نے قتل کیا تھا۔ زید اپنی کنیت ابو عبد الرحمن کرتے تھے۔ زید بن عمرو کے بیٹے عبد الرحمن تھے جنکی مان ابی لبابہ انصاری کی بیٹی تھیں اور زید کی صاحبزادی کا نام "استارہ" تھا جنکی شادی عبید اسد بن عمرو کے ساتھ ہوئی تھی مگر عبید اسد اپنی بی بی کے حیات ہی میں شہید ہو گئے۔ عبد الرحمن بن زید کے دو بیٹے عبد الحمید بن عبد الرحمن (جو لنگرے تھے) اور عبد اسد بن عبد الرحمن تھے جنکی مان "نفاطمہ" بنت عمر تھیں۔ عبد الحمید، عمر بن عبد العزیز خلیفہ دمشق کے عہد میں اُنکی طرف سے ایک ملک کے عامل (گورنر) مقرر ہوئے تھے، عبد الحمید کی اولاد حسب ذیل تھی: ابراہیم، عبد الملک، عبد الکبیر، عمر، زید، عبد العزیز اور محمد، سات فرزند زینہ۔ ابراہیم بن عبد الحمید کے بیٹے "راستی" خطاب کے لقب سے مشہور تھے جنکی اولاد شہر بصرہ میں نہایت مقتدا اور معزز ہے، اور عبد الحمید کے باقی اُندہ بیٹے صوبوں کے "دوالی" مقرر تھے۔

عمر بن الخطابؓ اپنی کنیت ابو حفص کرتے تھے انکی ماں "ختمة" ہشام بن المغیرہ المخزومی کی بیٹی تھیں، چونکہ انھوں نے بالاعلان اسلام قبول کیا تھا اور بلند آواز سے لوگوں کو اپنے مسلمان ہونے کی اطلاع دی تھی، حالانکہ اُنسے قبل کے لوگ اپنے اسلام کو مخفی رکھتے تھے ایسے انکو "فاروق" کہا جاتا تھا کیونکہ انھوں نے حق اور باطل کے مابین امتیاز قائم کیا تھا، جس دن "عمر" اسلام لائے بین شہر مکہ میں مسلمانوں کی تعداد اثنالیس مرد و عورت تھی جو انکے مشرف باسلام ہونے سے پورے چالیس شخص ہو گئے۔ ابن سعد وغنے بیان کیا ہے کہ جس وقت سے عمر بن مشرف باسلام ہوئے حملہ گ برابر معزز رہے اور کفار سے ذرا بھی نہیں بے۔

حلیہ۔ اہل سیر نے عمر رضی کی رنگت میں اختلاف کیا ہے، بعض اہل حجاز کا قول ہے کہ وہ سفید چٹے رنگت کے دراز قد، چند نے شخص تھے جنکے چہرہ پر سُرخ غلب تھی اور اہل کوفہ و مدائن کہتے ہیں کہ نہیں وہ گہری گندمی رنگت رکھتے تھے اور دارِ حمی میں مہندی کا خضاب کیا کرتے ایک دوسری روایت میں ذکر ہے کہ عمر رضی دونوں ہاتھوں سے یکساں کام کرتے تھے اور یہ روایت معتبر ہے چند سواویوں کے ذریعہ سے بواسطہ "ساک بن حرب مروی ہے کہ عمر رضی جو وقت راستہ میں چلتے تو اُنکے پیروں کے گتے آپس میں رگڑ کھا جایا کرتے تھے اور وہ اس قدر بلند بالا تھے کہ وہ سوار معلوم ہوتے اور دوسرے لوگ پیادہ چلنے والے نظر آتے۔ یا ایسا معلوم ہوتا کہ وہ مددِ حق کے لوگوں میں سے ہیں۔

خلافت۔ ابوبکر صدیق رضی نے انکو ولی عہد مقرر کیا تھا چنانچہ وہ ابوبکر رضی کے بعد خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ انکی خلافت کے دو ہی برسوں میں خذلہ کریم نے اُن کو بیت المقدس پر فتح بخشی، دمشق پر قبضہ دیا دمشق کا شہر خالد بن الولید رضی کے ہاتھوں صلح سے فتح ہوا تھا، انکے علاوہ میان، دشت میان، ابوقباد، اور یرموک کی لڑائیاں بھی سر ہوئیں، امواز اور اسکے اضلاع میں ابی موسیٰ اشعری رضی کے ہاتھوں "جبابہ" کی لڑائی فتح ہوئی، سلسلہ ہجری میں تیرہ سو سالاری سعد بن ابی وقاص رضی الشکر اسلام نے "جلولہ" کی لڑائی جیتی، اسی سال معاویہ

ابن ابی سفیان کی سپہ سالاری میں "قیساریہ" کی لڑائی میں مسلمانوں کو فتح و نصرت حاصل ہوئی۔
 بعد ازاں سہمیہ میں "باب الیون" کا واقعہ ہوا اس جنگ میں لشکر اسلام کے سردار عمر بن العاص تھے
 سہمیہ میں "مناوند" کی جنگ ہوئی جسکے سپہ سالار نعمان بن مقرن المزنی تھے، "ابو انکلا
 ایک ضلع" ارجان سہمیہ میں فتح ہوا اس فوج کشی کی سپہ سالاری مغیرہ بن شعبہ کے اہل
 میں تھی سہمیہ میں صیطن کا پہلا سرکرہ اور ہمدان کی جنگ واقع ہوئی۔ طاعون عمواس کی
 عالمگیر تباہی سہمیہ میں واقع ہوئی تھی عمر نے پود پر دس سال تک مسلمانوں کے ساتھ حج
 کیے دسویں حج سے فارغ ہو کر جب وہ اپنے صدر مقام اور مرکز خلافت یعنی مدینہ کو واپس آئے
 تو مغیرہ بن شعبہ کے محوسی غلام "غیر و ابولولہ" نے انکو شہید کر ڈالا۔ عمر نے انکی شہادت چھبیس ہجری
 سہمیہ میں واقع ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ جس دن ابولولہ نے عمر پر خنجر سے وار کیا اور
 اسدن سے ماہ ویکھ کے تمام ہونے میں سات دن باقی رہ گئے تھے اور وہ چار شنبہ کا دن تھا
 تین دن تک عود زخم کی تکلیف میں مبتلا رہے پھر چار دن ماہ ویکھ کے ختم ہونے میں باقی رہ گئے
 تو آپ نے وفات پائی۔ انکی نماز جنازہ صہیب نے پڑھائی تھی، اور حضرت عائشہ کے حجرہ
 میں رسول اللہ اور ابوبکر کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ ابن اسحق کا بیان ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ
 دس سال چھ ماہ اور پانچ یوم تھا۔

عمرؓ۔ انکے عمر کے بارہ میں راویوں کا اختلاف ہے، ابن اسحق کہتے ہیں کہ وفات کے
 دن تک انکی عمر پچیس سال کی تھی اور یہ قول ابی البقیطان کا ہے، مگر واقعہ یہ ہے کہ عمر بن العاص
 ابی اسحق، اور عامر بن سعد کے روایت کی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے ترستھ سال کی عمر پر کر دینا سے
 رحلت کی مگر میرے خیال میں یہ قول بالکل غلط ہے، صحیح بات وہی ہے جو پہلے ذکر کی گئی۔ زید بن
 اخزم نے، ابوقتیہ، جریر بن جازم، ایوب، اور نافع سے روایت کی ہے کہ نافع نے بیان کیا کہ مجھے
 ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ عمر بن العاص پچیس سال کی عمر میں مقتول ہوئے۔

اولاد اور انکی نسلیں۔ عبداللہ اور ابی جعفرہ، انکی ماں، زینب بنت جحش

تھیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ انکی نان، بلکہ، جبریل خراسی کی لڑکی تھیں، حاصم رضی اللہ عنہ انکی والدہ، جمیلہ، حاصم بن ثابت عنی الدیر کی بیٹی تھیں، بی بی فاطمہؓ اور زید، یہ دونوں، ام کلثومؓ کے بطن سے تھے جو علی بن ابی طالبؓ کی صاحبزادی بی بی زہراؓ و دختر بیغمہؓ اصل علیؓ علیہ وسلم کے بطن سے تھیں مگر ایک روایت میں ہے کہ بی بی ام کلثومؓ کی جو بیٹی عمر رضی اللہ عنہ کے صلب سے پیدا ہوئی تھیں انکا نام، رقیہ، تھا اسکی شادی عمرؓ نے، ابراہیم بن نعیم النجام، کے ساتھ کی تھی، وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہی فوت ہو گئیں اور لا ولد مرین، مجبیر (انکا نام عبدالرحمن تھا) اور ابو شحمہ (انکا نام بھی عبدالرحمن تھا) اور فاطمہ رضی اللہ عنہ اور چند اور لڑکیاں، یہ سب عمر بن الخطابؓ کی صلبی اولاد ہیں تھیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، کنیت ابو عبدالرحمن تھی، وہ اپنے والد ماجد کے ساتھ ہی مکہ میں مشرف باسلام ہوئے تھے جبکہ انکا بچپن تھا، وہ تمام غزوات میں جو بدر، اور احد کے بعد ہوئے شریک رہے، اور عبدالملک بن مروان اموی خلیفہ کے عہد تک بقید حیات تھے، ابوالیقظان فی بیان کیا ہے کہ مورخین کہتے ہیں، حجاج امیر عراق نے انکے قتل کے لیے مخفی طور پر ایک شخص کو مامور کیا تھا جس نے اپنے نیزہ کی نوک زہر کو دکر کے راستے میں چلتے ہوئے انکے پشت پا پر چھو دی، پھر حجاج خود انکے پاس آیا اور کہنے لگا، اباعبدالرحمن آپ کو کس شخص نے آزار پہنچایا ہے؟ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا، خود تمہیں نے آزار پہنچایا ہے، حجاج نے تحیر کر دریافت کیا، خدا آپ پر رحم کرے آپ ایسی بات کیوں کہتے ہیں؟ ابی عمرؓ نے جواب دیا، اسلئے کہ جس مقام میں ہتیار باندھنا ممنوع ہو تم وہاں مسلح ہو کر چلے، اسی زخم کے صدمہ سے انھوں نے وفات پائی انکی نماز جنازہ مقام، دوم کے قریب پڑھائی گئی اور، حاکم حران میں مدفون کیے گئے۔ ابوالیقظان کے سوا اور لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ابن عمرؓ نے شہر مکہ میں وفات پائی اور مقام، فح، میں مدفون ہوئے، انکی عمر وقت رحلت چوداس سال کی تھی اور وہ اپنی ڈاڑھی زعفران سے خضاب کیا کرتے تھے۔ کہ میں جس قدر صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت کی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان سب کے آخر میں فوت ہوئے ہیں۔

نشان تھا اسلئے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کرتے کہ ہلال ایک انکو یہ امید ہو کہ آشیج بنی عمرؓ تمہیں ہو گے یہ کم سنی ہی میں فوت ہو گئے اور انکی نسل نہیں چلی۔

عبید اللہ بن عمرؓ رضی اللہ عنہما طاقور اور تیز مزاج شخص تھے جسوقت عمرؓ قتل کیے گئے انھوں نے فوراً انکو اڑھین چکر الی لولو کی بیٹی ہرزوان اور حقیقہ ایک عجمی شخص تین آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور کہنے لگے میں کسی عجمی کو بغیر جان سے مارے ہوئے باز نہ آؤں گا۔ علی بن ابی طالبؓ نے انکو گیناہ مقتولین کے قصاص میں قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ معاویہؓ کے پاس بھاگ گئے اور انکے ساتھ جنگ صفین میں شرکت ہوئے تھے جہین مقتول ہو گئے۔ عبید اللہ بن عمرؓ کی اولاد ابوبکر عثمان اور ام عیسیٰ وغیرہ لوگ کے اور لوکیان ہیں۔ ابوبکر ابن عبید اللہ بن عمرؓ کی ایک بیٹی ام سلمہ نامی تھی جو حجاج کو یاہی لگی تھی عثمان بن عبید اللہ بن عمرؓ کی ایک بیٹی ام عثمان نامی تھی یہ عمر بن عبدالعزیزؓ کے ساتھ منسوب تھی۔

عاصم بن عمر بن الخطابؓ رضی اللہ عنہما صاحب فضل اور باخیا آدمی تھے انھوں نے نہ ہجری میں عبداللہ بن الزبیرؓ کے قتل سے پہلے وفات پائی۔ انکے بھائی عبداللہ بن عمرؓ نے انکے مرتبہ میں شیخہ کھرا کر

فلیت المن یا کنت خلقت عاصماً
فوشنا جمیعاً او ذہین بنا مٹا

کاش دست اجل نے عاصم کو چھوڑ دیا ہوتا تو ہم ملے
زندہ ہتے زندہ ہم بھون کو ایک ساتھ لیجا

عاصم بن عمرؓ کے دو بیٹے حفص اور عمر اور تین لڑکیاں حفصہ ام عاصم اور ام مسکین جملہ پانچ اولاد بن تھیں۔ ام عاصم کی شادی عبدالعزیز بن مروان سے ہوئی تھی جنکے لہن سے عمر بن عبدالعزیزؓ تولد ہوئے۔ اسکے انتقال کے بعد عبدالعزیز بن مروان نے انکی دوسری بہن حفصہ کے ساتھ عقد کر لیا جنکے واسطے کہا جاتا تھا کہ حفصہ ام عاصم کے مروان سے کوئی نسبت نہیں کھتیں۔ ام مسکین سے یزید بن معاویہؓ نے عقد کیا تھا اگر انکے انکو طلاق دیدی جسکے بعد عبید اللہ بن ثیاو نے انکو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ حفص بن عاصم کے ایک لڑکا عمر اور ایک لڑکی ام عاصم نامی تھی۔ عمر بن حفص کے بیٹے عبید اللہ بن عمرؓ العری ہیں جو حدیث کے راوی ہیں۔

ابوشحیمہ بن عمر بن الخطابؓ رضی اللہ عنہما انکو عمرؓ نے شراب خواری اور ایک دوسرے قبیح فعل کی وجہ سے شرعی سزائے تازیانہ دی تھی جسکے صدمہ سے وہ فوت ہو گئے اور انکی اولاد کوئی نہیں ہے۔

زید بن عمر بن الخطابؓ بنی عویج اور بنی رزیح کے مابین ایک جنگ میں پتھر کے صدر سے ضرب سے فوت ہوئے انکی اولاد بھی کوئی نہیں۔ اور ایک قتل ہو کر وہ اور انکی ماں ام کلثوم دونوں نے ایک ہی ساعت میں وفات پائی جسکی وجہ سے کسی کو ایک دوسرے کی میراث نہیں ملی، انکے جنازہ کی نماز عبداللہ بن عمرؓ نے پڑھائی تھی جنھوں نے زیدؓ کی نماز جنازہ پہلے ادا کی اور ام کلثومؓ کا جنازہ مؤخر کر دیا۔ اسی وقت یہ طریقہ جاری ہو گیا کہ مردوں کے جنازہ منسأ۔ زید پہلے پڑھی جائے اور عورتوں کی لٹکے بعد میں۔

مجیر بن عمر بن الخطابؓ ان کے کئی لڑکے تھے لیکن وہ سب فوت ہو گئے انہیں سے ایک بھی باقی نہیں رہا۔

غلامان عمرؓ مالک الدار رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عمرؓ نے انکو ایک مکان کا مسئول مقرر کیا تھا جسکے اندر یہ لوگوں کو کچھ تقسیم کیا کرتے تھے۔ مالک الدار کی ام ولد حنیٰ نے عثمان بن عفانؓ کو دو دوہ پلایا تھا جو نہایت شکیل عورت تھی عثمانؓ نے اُس سے کہا کہ میں تمکو جاگیر دینا چاہتا ہوں تاکہ تمہیں کیا پسند ہو پانچ حصوں میں یا ایک حصہ یا چھ حصوں میں یا ایک حصہ؟ حنیٰ نے کہا چھ حصہ عثمانؓ نے اسکی حسب اہمیش چھ حصہ دیدیا جسکے بعد مالک الدار ملک میں کوچلے گئے۔ مالک الدار کے موالی میں دو کمان نہایت صاحب مرتبت تھے وہ بعض ملکوں کے عامل بھی مقرر ہوئے تھے اور انکی بات مشہور ہو کر کہ سے مدینہ تک کا سفر انھوں نے ایک ات دن میں طر کیا جو نہایت حیرت انگیز کام تھا۔ مجمع رضی بھی عمر رض کے مولی تھے وہ جنگ یر میں شہید ہو گئے۔ اسلم مولیٰ عمر بن الخطابؓ بقول سعید بن مسیبؓ زیادہ کے حبشی تھے۔ وہ اپنی کیفیت ابا زید کیا کرتے۔ عمرؓ نے انکو سلمہ ہجری میں خرید کیا تھا جس سال اشعث بن قیس آہنی زنجیروں میں گرفتار کر کے ابوبکرؓ کے پاس حاضر کیا گیا تھا۔ اسلم رض کا بیان ہو کہ میں نے اشعث کو ابوبکرؓ سے باتیں کرتے سنا تھا۔ اسلم کی وفات عبداللہ بن مروان بن الحارث بن ابی سفیان کے عہد خلافت میں ہوئی۔ اسلم رض نے عمرؓ سے بکثرت حدیثیں روایت کی ہیں اور انکے بیٹے زید بن اسلم اپنے باپ سے بہت سی حدیثیں روایت کرتے ہیں یہ نافعؓ یہ عبداللہ بن عمرؓ کے مولی تھے انکی کیفیت ابا عبداللہ تھی۔ وہ ابر شہر ثانی کے رہنے والے تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے غدوات میں انکو پایا تھا۔ نافعؓ کے بیٹے ابوبکرؓ عبداللہ اور عمرؓ تینوں احادیث کے راوی ہیں۔

یہی عمر بن الخطابؓ کے مولیٰ تھے اور یہی اس بات کے راوی ہیں کہ ابو بکرؓ نے ہجرت میں بقیع کے اوکسی قطعہ اراضی کو چینی نہیں بنایا تھا، صرف یہی اراضی اُنکے اُن گھوڑوں کی چراگاہ کے لیے محفوظ کر دی گئی تھی جن پر وہ بحالت غزوہ بدر ہوا کرتے۔ مبارک بن فضالہ بن ابی امیہؓ بھی عمرؓ کے مولیٰ میں شامل تھے، انکے جد ابو اُمیہ عمرؓ کے مکاتبِ عظام تھے جبکہ نام عبد الرحمن تھا، مبارک سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں انھوں نے ۱۶۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ مبارک کے چند اور بھائی بھی احادیث کے راوی ہیں کہ منجملہ اُن کے الفضل بن فضالہ اور عبد الرحمن بن فضالہ بھی ہیں۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

نام و نسب عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن كعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن لنضر بن کنانہ سُلَیْکَیْ کنیت ابو اعمو ابو عبد اللہ اور ابالیلی، ہ۔

والدین عفان اُنکے پدر بزرگوار ایک تجارتی سفین میں ملک شام کو گئے تھے اور وہیں وفات پائی مگر ایک قول یہ ہے کہ وہ مقام عیصاء میں قاکم بن المغیرہ کے ساتھ مقتول ہوئے۔ عفان کی اولاد میں عثمانؓ فرامشہ، اور ازب تین لڑکے اور لڑکیاں ہیں جنکی مان، اردوی، اکریز بن ریحہ بن حبیب بن عبد شمس کی بیٹی تھیں، اردویؓ کی مان کا نام بیضا، ہجرجو عبد المطلب کی صاحبزادی ہیں اسطرح پر عثمانؓ کی والدہ رسول اللہؐ کی بھوپھی زاد بہن تھیں۔

حلیہ اور حالات وادی کا بیان ہے کہ عثمانؓ رضی اللہ عنہ انعام، خوبصورت، اور خندہ رو شخص تھے، ڈاڑھی گھنی تھی، اور بڑی رنگت گندمی تھی سر کے بال بکثرت تھے، اور وہ اپنے دانتوں کی مسونے کے تاروں سے باندھا کرتے تھے۔ وادی کے سوا اور راولوں نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ عثمانؓ چند لے، اور شرمیلے تھے، اُن کے کانوں کے نیچے بالوں کا انبوہ تھا، سر اور ڈاڑھی کے بالوں کی کثرت وجہ سے اُنکے دشمن انھیں عَشْوَلٌ (سُست و فرومایہ) کہا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کے ساتھ بی بی سیدہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثومؓ رضی اللہ عنہا بھی ہمیں
عثمانؓ قبیلہ قریش میں نہایت ہر دل عزیز شخص تھے چنانچہ ایک قریشی شاعر کا قول ہے۔
"أحبك الرحمن - حب قریش عثمانؓ - أودع المیزان" یعنی میں تجھ کو نہایت محبوب رکھتا ہوں جس قدر
اہل قریش عثمانؓ کو چاہتے ہیں، جس وقت کہ وہ میزان کے پلے بلائے جائیں عثمانؓ سب سے پہلے ہجرت
کرنے والوں میں تھے انھوں نے بحالت قیام کہ رسول پاک کی بیٹی "رقیہ رضی اللہ عنہا" سے شادی کرنے کے بعد
انھیں ساتھ لیکر سرزمین حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی جس کے بارہ میں رسول پاک نے فرمایا ہے کہ "یہ دونوں
پہلے شخص ہیں جنہوں نے ابراہیم و لوط علیہما السلام کے بعد راہ خدا میں ترک وطن کیا ہے" اس کے بعد
عثمانؓ نے دوسری ہجرت مدینہ کی جانب کی اس طرح انکی دو ہجرتیں ہوئیں انھوں نے بیرومہ کو خرید
کیا تھا جو ایک یہودی کا کنواں تھا اور وہ اسکا پانی مسلمانوں کے ہاتھ بقیہ فروخت کیا کرتا تھا۔
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ "رومہ (کنواں) کو کون شخص خرید کر مسلمانوں پر
وقت کراہی تاکہ وہ اپنا ڈول بھی اُن لوگوں کے ڈولوں کے ساتھ بھرتا ہے اور اُس شخص کو اُس کے اجر میں
ایک جنت کا کنواں ملیگا" یہ کلام سن کر عثمانؓ رضی اللہ عنہ یہودی کے پاس گئے اور اُس سے کنوین کی قیمت
کرنی چاہی لیکن اُس نے پورا کنواں فروخت کرنے سے انکار کر دیا، اُس وقت عثمانؓ رضی اللہ عنہ نے نصف کنواں
بارہ ہزار درہم قیمت دیگر خرید فرمایا اور اُسے مسلمانوں پر وقت کر دیا، اسکے بعد عثمانؓ رضی اللہ عنہ یہودی سے کہا
کہ اگر تم چاہو تو ایک دن یہ کنواں میری ملک ہے اور ایک دن تمھاری ملک ہو ورنہ اگر تمھاری مرضی ہو تو
میرے حصہ میں دو قریب مقرر کر دو، یہودی نے کہا: نہیں پہلی صورت بہتر ہے ایک دن تمھارا اور ایک
دن میرا اب یہ صورت ہونے لگی کہ جب عثمانؓ کا دن آتا تو مسلمان لوگ اتنا پانی لے لیا کرتے جو دونوں کے لیے
کافی ہو، یہودی یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرایا اور عثمانؓ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ "تم نے میرے کنوین کو خراب
کر ڈالا اب اسکا باقی ماندہ نصف حصہ بھی خرید لو عثمانؓ رضی اللہ عنہ نے وہ نصف حصہ بھی آٹھ ہزار درہم دیکر
مول لے لیا۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہماری مسجد میں کون شخص اضافہ کرتا ہے؟"

یہ سکر عثمان رضی اللہ عنہ نے پانچ سو ارب گھڑ خرید کر کے مسجد میں بڑھا دی، انھوں نے نو سو چاس اونٹوں سے
 حبش العسرت کی درستی کی تھی اور چاس گھوڑے دیکر ہزار سواریوں کی کمی پوری کر دی، وہ جنگ
 میں ایسے شریک نہیں ہو سکے کہ رسول اللہ انھیں اپنی بیٹی زرقیہ رضی اللہ عنہا کی تیار داری کے لیے چھوڑ گئے
 تھے جو بیمار تھیں چنانچہ انھوں نے اُسی زمانے میں رحلت کی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے انکو دفن کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم نے انکا حصہ مال غنیمت میں لگایا تھا اور انکے ثواب جہاد کی بھی بشارت دی تھی، وہ بیت الرضوان
 میں بھی شامل نہیں ہوئے جسکی وجہ یہ ہوئی کہ رسول اللہ نے انکو مکہ میں مشرکین کے پاس یہ پیام کہنے کو
 بھیجا تھا کہ آپ جنگ کی نیت سے نہیں تشریف لائے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی جانب
 سے اپنا بایان ہاتھ قائم مقام بنا کر بیعت کر لی، وہ جنگ احد میں شریک تھے مگر شکست کھانے والوں
 کے ساتھ بھاگ کر فاختہ کو چلے گئے جو تین دن کے راستہ پر واقع تھا اسی واسطے انکے اور انکے دو کے
 ساتھیوں کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی: **الذین تولوا منکم یوم التفتی الیجمعان انما استرطعہم**
الشیطان یبعض کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم یعنی جو لوگ تمھارے گروہ میں سے دو دن فوجوں کی مدد بھیج
 کے دن بھاگ نکلے انھیں شیطان نے بہکا دیا جسکی وجہ انکے بعض اعمال تھے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے
 انھیں معاف فرما دیا ہے۔

زمانہ خلافت - یکم محرم ۳۳ ہجری کو جبکہ انکی عمر اٹھتر سال کی تھی اُسے خلافت کی بیعت

کی گئی۔ انکے عہد خلافت میں سب سے پہلے فوج کشی ہوئی، جسکے سپہ سالار ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے
 اسکے بعد مرتبہ مرتبہ اسکندریہ، شاپور، افریقیہ، قبرص، سواحل بحر روم، صطخر الآخرة، فارس الاولیٰ،
 جوف فارس الآخرة، طبرستان، دارابجور، کرمان، سجستان، بعد ازین دریا میں مقامات اساورہ، پھر افریقیہ
 حصون، قبرص، ساحل اردن، اور سب سے آخری ۳۳ ہجری میں جنگ مدو عبد اللہ بن عامر کے ہاتھوں
 فتح ہوئی۔ اسکے بعد ماہ ذی الحجہ ۳۳ ہجری میں خود عثمان رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے محاصرہ میں لے لیا جن باتوں کی
 وجہ سے لوگ عثمان پر ناراض ہوئے وہ یہ تھیں کہ انھوں نے حکم بن ابی العاص کو پناہ دیکر اُسے ایک لاکھ درہم
 عطا کیے تھے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے خارج البلد کر دیا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُسکو پناہ

نہیں دی تھی، لوگوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پروردہ کو جو مدینہ کے بازار کی جگہ پر مسلمانوں پر وقت کر دی تھی وہ زمین عثمان بن عفان بن حارث بن الحکم مروان کے بھائی کو جاگیر میں دیدی، اور باغ فدک مروان کی جاگیر میں دیدیا حالانکہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موقوفہ جائداد تھی، عثمان بن عفان فریقہ کا خمس لیکر سب کا سب مروان کو ہبہ کر دیا جسکے بارہ میں عبد الرحمن بن حنبل لکھی نے جسکو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلاوطن کر دیا تھا کہا ہے۔

لا ترک اللہ شیئاً مدی

کہ خدا نے کسی چیز کو بے معرفت نہیں چھوڑا

لکے بنتے یک اور بتلی

تاکہ تو ہماری آدماش کرے یادہ آدما جائے

منار الطریق علیہ المدی

خوب روشن کرو یا اُس راستہ کا ٹھہرا جس پر آیت کر

وما جعلہم فی الہوی

اور ایک ہم بھی فضول باتوں میں خرچ نہیں کیا

وفیہا شاولک ممن سعا

انہوں میں سے لوگوں میں سے ہے جو اپنے لئے کوشش کی

احلف باللہ رب الانام

میں پروردگار مخلوق کی قسم کھاتا ہوں

ولکن خلقت لساناً فتنۃ

مگر تو نے ہمارے واسطے ایک فتنہ پیدا کیا

فان الایمنین متینا

ایک ایسے شک نہیں کہ وہ امانت داروں نے

فما حذاورہما غیلاً

پھر انھوں نے ایک دوسرے میں بھی بدعتی سے نہیں لیا

واعطیت مروان خمساً

اور تیرے مروان کو بندگان خدا کا خمس دیدیا

عبداللہ بن خالد بن اُسید نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کچھ صلہ مانگا تو انھوں نے اُسے چار لاکھ درہم دیئے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مقام دہبہ میں جلاوطن کر دیا اور عبدالقیس کو بصرہ سے ملک شام کی جانب نکلا دیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے ان کارروائیوں کو دیکھ کر مصر کے رہنے والوں کی ایک جماعت اُنکے پاس مدینہ میں آئی جس میں حبشہ بن لوگ تھے، محمد بن ابی حذافہ بن عتبہ بن ابیہ ایک فوج میں، کنانہ بن بشرہ بن قحیبی ایک فوج میں، ابن عدیس البلوئی ایک فوج میں، اہل بصرہ میں سے حکیم بن حلیہ العبدی اور سدوس بن عبید اللہ بن شیبہ اور چند اشخاص کوفہ کے رہنے والے جن میں ایک شخص اشتر بن حارث بھی تھا

ان لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آکر ان کو ان کا رونا یوں کی بنا پر سرنش کی جو اُسے سرزد ہوئی تھیں عثمان رضی اللہ عنہ نے انکی فمائش منظور کر کے انھیں رضامند بنا دیا مگر جب یہ لوگ اُنکے پاس سے واپس گئے تو مصر کے راستہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر انھیں ہاتھ آئی جس پر اُنکی ہر چہاں تھی اور وہ تحریر مصر کے نام اس مضمون کی تھی کہ جو وقت یہ لوگ تھکے پاس پہنچیں انکی گونین مار دینا، وہ لوگ اُس تحریر کو نیکر عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ آئے عثمان رضی اللہ عنہ نے اُنسے جملہ بیان کیا کہ اُنھوں نے اس خط لکھنے کا حکم نہیں دیا ہے اور نہ اُنھیں اُنکی روائی کا علم ہے ان لوگوں نے کہا یہ تو آپ کے واسطے سخت بنیادی بات ہے کہ آپ کی مہربانی آپ کی اجازت اور علم کے یوں استعمال کر لیجائے کہ اگر آپ کا وہ حکومت میں ایسے مجبور ہو کر دوسروں کے زیر اثر آگئے ہیں تو خلافت سے دست بردار ہو جائیے، عثمان رضی اللہ عنہ نے کنا کشتی خلافت سے انکار کیا اور ان لوگوں سے جنگ کرنے پر بھی آمادگی نہیں ظاہر کی بلکہ اسکو منع کیا اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا مفسدون نے بیس دنوں سے زائد اُنکے مکان کا محاصرہ رکھا اور عثمان رضی اللہ عنہ سات سو آدمیوں کے ساتھ خاموش محاصرہ میں بیٹھ رہے، پھر مفسد لوگ بنی حتم انصاری کے گھر میں ہو کر عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچے اور بنی حتم عیاض اسلمی نے ایک چمٹے پیکان کا تیرا اُنکے چہرہ پر مارا جسکے زخم سے خون بہکر قرآن پاک پر گرا جو اُنکی گود میں رکھا تھا بعد ازاں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پر ہاتھ ڈالا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اُسے کہا میری داڑھی چھو دو ورنہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل باہر ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری میں واقع ہوا تھا، اس سال عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو فريضہ حج ادا کرایا اور مدینہ میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور خطبہ سنایا، عثمان رضی اللہ عنہ نے پوسے سو سال متواتر لوگوں کو حج کرایا تھا، اُنکے یوم قتل میں راویوں کا اختلاف واقع ہوا ہے، ابن اسحق چار شنبہ کا دن اور وقت بعد عصر بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُنکی تدفین رات کے وقت بقیع کے قبرستان میں کی گئی اور نماز جنازہ جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی، اور عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر پوشیدہ کر دی گئی تاہو لبطان کا قول ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ۳۵ھ ہجری میں جمعہ کے دن قتل کیے گئے اور حیش کو کتب نامی ایک قطعہ زمین میں مدفون ہوئے جو انھیں کی ملکیت تھی اور اُنھوں نے اپنی حیات میں اُسے خرید کر مرا کر

قبرستان بقیع میں اضافہ کرویا تھا جس کے معنی باغ کے ہیں جسکی جمع الحشاش آتی ہو اور کوکب ایک انصاری شخص کا نام ہو، اور شاعر دن نے عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل خاص عید ضحیٰ کا دن بیان کیا ہے چنانچہ فرزند کی کتاب

| | |
|---|-----------------------------|
| عثمان اذ قتلوه وانتهکوا | دس صبح لیلۃ النحر |
| عثمان رضی اللہ عنہ کو گونے قتل کیا اور گنی غیر بڑی کی | تو وہ لیلۃ النحر کی صبح تھی |
| اور ایک دوسرے شاعر کا قول ہے۔ | |

| | |
|--------------------------------|-----------------------|
| ضجوا باسمعنا عنوان السجود | یقطع السبل سببا فترنا |
| اور ام المین بن خرم کا قول ہے۔ | |

| | |
|---------------------------------|--------------------------------|
| تعاقدوا ذبحوا عثمان ضاحیۃ | فاس ذبح حرام و یحرم ذبحوا |
| ضجوا بعثمان فی اشهر الاحرام ولم | یخشوا علی مطیع الکفر الذی طمحو |
| قاسی سنتہ کفر سن اولہم | وباب کفر علی ساطع انہم فتحوا |
| قاسی تہذیبہم سیوف المسلمین علی | تمام ظلم کما یستوروا النصیح |
| ما ذاروا ذل المسلمین | بفکات الدم الذی الذی سفحوا |

ابن اسحق کا بیان ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی ولایت (خلافت) بارہ دن کم بارہ سال تھی،

عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد۔ عبداللہ الاکبر، انکی مان فاختہ، بنت غروان تھیں، عبداللہ الاکبر

رضی اللہ عنہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے، اور عمر ابان، خالد، عمرو، سعید، ولید، ام سعید، مغیرہ، عبدالملک، ام ابان، ام عمرو، اور عائشہ۔

عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ۔ انکی اولاد میں سب سے زیادہ عمرو لے اور اپنی نسل کے لحاظ

سے اشرف تھے۔ انھوں نے مقام مثنیٰ میں وفات پائی انکی اولاد حسب ذیل ہے، عثمان الاکبر، خالد،

اور عبداللہ الاکبر، انکی مان حفصہ بنت عبداللہ بن عمرو تھیں، اور عثمان الاکبر عبداللہ الاکبر، بکیر،

مغیرہ، عبیدہ، عمرو، ولید، عبداللہ الاکبر نہایت حسین آدمی تھا اور اپنی خوبصورتی کی وجہ سے "مطرب"

کے لقب سے مشہور تھے، مد رک بن حصن انکی صفت میں کہتا ہے:-

وخلت علی بن ابی طالب

کافی اذ دخلت علی بن عمر

پردہ نشین جوان عورت کے یہاں جا ہون

جب میں بن عمرو کے یہاں جا ہون تو گویا

عبداللہ بن عمرو والا کبر کی اولاد۔ خالد عائشہ، عبدالغزیز، آمنہ، اور ام عبداللہ
ہیں اور بی بی فاطمہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب کے بطن سے انکی اولاد حسب ذیل تھی محمد الاکبر
قاسم، اور زرقیہ، اور دوسری بیویوں کے بطنوں سے محمد الاکبر، عماد و سعدہ تھے محمد بن عبداللہ بن موالا
بھی بڑے تشکیل و جمیل جوان تھے جو بوجہ اپنی زیبائی کے دیباچہ کے لقب سے مشہور تھے، انکی قدر و منزلت
بہت ہوتی تھی اور انکو سنی لہجہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا، انکی ذریت میں ذریعہ حلیفہ مظلوم ہیں، وہ
بکثرت نکاح کر کے طلاق دیا کرتے تھے چنانچہ انکی ایک بیوی نے کہا تھا، انکی مثال ایسی ہے جیسے نیا
کہ انکی نعمتیں دوام نہیں رکھتیں اور انکی مصیبتیں سے مامون پہننے کی کوئی صورت نہیں ہے، ان کو
ابو جعفر منصور عباسی نے فاطمی لوگوں کے ساتھ گرفتار کر لیا تھا اور چند روز اسیر رکھ کر قتل کر دیا پھر انکا
سرترجہ کے پاس بھیج دیا، اور بطاسیر یہ مشہور کر دیا کہ یہ سر محمد بن عبداللہ بن الحسن کا ہے، محمد بن عبداللہ
بن عمرو الاکبر کی یادگار انکی نسل موجود ہے۔

انکی اولاد سے ایک ایسی لڑکی تھی جسکا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سبھوں سے ملتا
ہے، کیونکہ اسکے باپ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہم تھے، انکی ماں عثمان بن عروہ بن زبیر
رضی اللہ عنہ کی بیٹی خدیجہ تھی، عروہ کی ماں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اساتھیں، محمد بن عبداللہ کی ماں
امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ تھیں، امام حسین رضی اللہ عنہ کی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ
رضی اللہ عنہا تھیں، امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ کی ماں طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام اسحق تھیں، عبداللہ
ابن عمرو کی ماں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں،

۱۲۱ ایک قسم کا خطہ از شیعی کبریا

۱۲۱ محبوب دیا ایک شیعی کبریا کا نام

عاسم بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ ولد تھے۔ عمر بن عبد اللہ کے بیٹے عبد اللہ بن عمرو عرجی شاعر کے نام سے مشہور ہیں جسکی وجہ یہ ہو کہ وہ مقام "عرج بن جوطا" کے نزدیک ایک موضع پر رہا کرتے تھے، چونکہ وہ ابراہیم بن ہشام الخزومی کی چوکیا کرتے تھے ایسے اُسے انھیں گرفتار کر کے قید کر دیا تھا چنانچہ قید خانہ ہی میں انکی وفات ہوئی، حالت گرفتاری میں انھوں نے کہا تھا۔

کافی لم اکن فیہم وسیطاً ولم تک نسبۃ فی آل عمرو

اضاعونے دے نئے اضاعوا ایوم کر یہ وسدا لغیر

ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ ام المؤمنین عائشہ کے ساتھ جنگ جمل میں شریک تھے اور وہ بھاگنے والوں میں سے دوسرے صاحب یہی تھے ان کی ماں جندب بن عمرو بن حمزہ الدوسی کی بیٹی اور دیوانی عورت تھی وہ گوریلا کیرال اپنے منہ میں رکھ لیا کرتی اور رکتی، چاچیتک مانی فہی عمرو بن عثمان بھی اسکے بطن سے تھے۔ ابان کے جسم پر سفید داغ تھے اور وہ احوال بھی تھے اسی وجہ سے انکا لقب "بقیع" مشہور تھا، انکی بیوی "ام کلثوم" عبد اللہ بن جعفر کی لڑکی تھیں جو ابان کی وفات کے بعد حجاج کے عقد میں آئیں، ابان کی اولاد بکثرت ہو جن میں سے عبد الرحمن بن ابان نہایت عبادت گزار صاحب اجتماع تھے اُسے حدیث کی روایت بھی کی گئی ہے۔

خالد بن عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس وہ قرآن تھا جو بوقت قتل عثمانؓ کی گود میں رکھا تھا اور انکے خون سے رنگین ہو گیا تھا، پھر وہ وراثتاً انکی اولاد کے پاس منتقل ہوا گیا جو بالکل نابود ہو گئے۔

عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد زید، عاصم، اور ام ایوب تھیں، ام ایوب عبد الملک بن مروان کے عقد میں آئیں، زید بن عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ بی بی سکینہ بنت امام حسینؓ سے عقد کیا تھا۔

عاصم بن عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ عنہ سخت بخیل آدمی تھے کسی شاعر

نے انکی ہجو میں کہا ہے۔

| | |
|--|---|
| سیراً نقت جن الظلام علیکما | فلست الذی یرجو البقری عند عاصم |
| چلے چلو کہ کچھ برات کا اندھیرا چھا گیا ہے | پس تم شخص نہیں ہو جو عاصم کی مینا کے لیدار ہو |
| فما کان لے ذنب الیہ علمتہ | سوئی اننے فت ذررتہ غیر صالم |
| جہا تک مجھ کو معلوم ہو میری نزدیک بھڑکے اور کوئی | خطا نہیں تھی کہ میں نے میرا ذرہ کھلے کھلے اٹکا تھا اور کھانچا |

سعید بن عثمان رضی، ایک چشم اور بخیل شخص تھے انکے مقتول ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ خراسان میں معاویہ کی جانب سے عامل مقرر تھے، معاویہ نے انکو معزول کر دیا تو وہ مع ان پرغال لوگوں کے چہ اولاد، صفت سے انکے قابو میں تھے مدینہ پہلے آئے اور یہاں اگر ان لوگوں کو اپنی ایک راضی میں اُسی کدال سے گورٹے پر متعین کر دیا، ایک دن ان لوگوں نے موقع پا کر احاطہ کا دروازہ بند کر لیا اور سعید بن عثمان کو جو وہاں موجود تھے لپٹ کر قتل کر ڈالا، پھر جب وہ لوگ لاخوذ ہوئے تو خود کشی کے مر گئے۔

ولید بن عثمان رضیہ صاحب شراب فتوۃ تھے جسوقت انکے والد ماجد عثمان رضی مقتول ہوئے ہیں تو یہ خوشبوئیات لے ہوئے اپنے محلہ عروسی میں جلوہ فرما تھے۔

عبداللہ بن عثمان رضیہ رضیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھے اور بچپن ہی میں فوت ہو گئے بعض لوگوں نے بیان کیا ہو کہ وہ چھ سال کے ہو گئے تھے جبکہ ایک مرغ نے انکی آنکھ میں جو بیج مار دی جسکے صدمہ سے بیمار ہو کر فوت ہوئے۔

عبدالملک بن عثمان رضیہ بھی بچپن ہی میں قضا کر گئے۔

عثمان رضیہ کے موالی میں، کیسان ابو فروہ اور انکے بیٹے عبداللہ بن ابی فروہ نہایت حالی قدر تھے وہ مصعب بن الزبیر رضیہ کے صاحب امر تھے پھر جسوقت مصعب قتل ہو گئے تو یہ ان کے پاس کا تمام مال جسکی مقدار ایک کروڑ درہم تھی لیکر مدینہ کو چلے گئے، انکی اولاد کا شمار مدینہ میں ہجرت ہوا اور وہ نہایت معزز لوگ ہیں۔

خدا بن ابان، اور انکے بیٹے، اور ابو الزناد اور انکے بیٹے بھی عثمان رضیہ کے موالی میں داخل ہیں۔

علی بن ابی طالب کے حالات

نام و نسب - علی بن ابی طالبؓ ابی طالبؓ کا نام عبد مناف تھا اور وہ عبد المطلب بن ہاشم کے فرزند ہیں، وہ اپنی کنیت "ابا محسن" کرتے تھے۔

باپ، بھائی، اور بہنیں - ابو طالب کی اولاد میں عقیلؓ، جعفرؓ، علیؓ، اور طالبؓ، چار بیٹے، اور ام ہانیؓ جیسا کہ نام فاختہ تھا، اور جاثہؓ دو لڑکیاں تھیں، ان سب لڑکوں کی ماں، فاطمہ، اسد بن ہاشم بن عبد مناف کی بیٹی تھیں، اور فاطمہ کی ماں کا نام حیٰ تھا جو قریش کے بطن بنی حاتم بن لوی کی لڑکی اور ہرم بن واثق کی بیٹی تھیں، فاطمہ بنت اسد، ابو طالب کی بیوی مسلمان ہو گئی تھیں اور یہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جو ایک ہاشمی مرد سے بیاہی گئیں اور صاحب اولاد ہوئیں۔

عقیل بن ابی طالبؓ رضائے اپنی کنیت ابایرؓ کیا کرتے تھے، وہ جنگ بدر میں گرفتار ہو گئے تھے جبکہ عباس بن عبد المطلب نے بقول ابوالیقظان چار ہزار دھرم فدیہ دیکر انھیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے آزادی دلوائی۔ ابی طالب کا ترکہ صرف عقیل اور طالب دو بیٹوں کے حصہ میں آیا، علیؓ اور جعفرؓ ان کے وارث نہیں قرار پائے کیونکہ یہ دونوں مشرقت باسلام ہو چکے تھے، عقیلؓ نے جعفرؓ سے عمر میں دس سال بڑے تھے اور جعفرؓ علیؓ سے اسی قدر بڑے تھے، عقیلؓ مشرقت باسلام ہو گئے تھے، انھوں نے اپنے بھائی علیؓ کو چھوڑ کر حجاز کی جنبہ داری اور شرکت کی تھی چنانچہ یہ انھیں کی خلافت میں آنکھوں سے محذور ہونے کے بعد فوت ہوئے، ان کا ایک وسیع اور آباد گھر بقیع میں ہے، عقیلؓ نے ایک قریشی آدمی کو مستم کیا تھا جسکی وجہ سے عمر بن الخطابؓ نے انھیں شرعی سزائے تازیانہ دی عقیل کے بیٹے، مسلم، عبد اسد، محمد، ارطہ اور عبید اسد، ایک ام ولد سے ہیں، بعض موصوفین کا بیان ہے کہ مسلم بن عقیل کی ماں بطنیہ آل فرزدنا سے تھی، اور دوسری اولاد عقیل کی حسب ذیل ہے عبد العزیز، حمزہ، علی، جعفر، عثمان، دغیب، فاطمہ، ام ہانی، اور اسماء زیدہ کے لڑکیاں مختلف ام ولد لوندیوں کے بطن سے تھیں، اور یزید، سعد، جعفر، لاکبر، اور اباسعد بھی عقیل کے فرزند تھے عقیل کی بیٹی

اسا سے عمر بن علی بن ابی طالبؓ نے شادی کی تھی، عقیل کی اولاد حسین بن علیؓ کے ہمراہ گئی تھی جن میں سے نو آدمی شہید ہوئے ان میں مسلم بن عقیلؓ بہت سے بڑھکر دلیہ و جری تھے وہ حسینؓ کے مقدمۃ الجیش تھے جنکو ابن زیاد نے شہید کیا، ایک شاعر کا قول ہے:-

| | |
|--------------------------------------|--------------------------------|
| عین جو دے بعبرۃ و عویل | وانہ بی ان مہرت آل الرسول |
| اسی آنکھ آنسو بہا اور گریہ و زاری کر | اور آل رسول پر فود و فزا کر |
| سبتہ کلم لصلب علیؓ | قد اصیدوا وتسعة لعقیلؓ |
| سات شخص علیؓ کے صلب سے اور نو آدمی | عقیلؓ کے صلب سے قتل کر دیے گئے |

مسلم کی اولاد حسب ذیل تھی۔ عبداللہ اور علی، رقیہ بنت علیؓ رضی اللہ عنہا کے بطن سے، اور مسلم بن مسلم اور عبدالعزیز، اور سیولون کے بطن سے، محمد بن عقیلؓ کی اولاد۔ قاسم، عبداللہ اور عبدالرحمن، تھے انکی ماں زینب اصغری علی رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی ہیں، عبداللہ بن محمد بن عقیلؓ کے پاپہ کے نقیب تھے اور انیسے حدیث از قسم اخبار کے روایت کی گئی ہے وہ احوال تھے۔ عبداللہ بن عقیلؓ کی اولاد، محمد، رقیہ، اور ام کلثوم ہیں جنکی ماں، میمونہ بنت علی بن ابی طالبؓ تھیں۔ ابوسعید بن عقیلؓ کے ایک بیٹے محمد نامی تھے۔ عبدالرحمن بن عقیلؓ کے بیٹے سعید ہیں جنکی والدہ خدیجہ علی بن ابی طالبؓ کی بیٹی تھیں، جعفر بن ابی طالبؓ دو ہجرتیں اور ذوالحجۃ صحن کے لقب سے لقب ہیں، وہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے۔ اس لڑائی میں انکے دونوں ہاتھ کٹ گئے، سیلے جس سبب اللہ تعالیٰ نے بجائے دو ہاتھوں کے دو پر عطا کیے جن سے وہ باغ جنت میں پروا کرتے پھرتے تھے، جن دن وہ شہید ہوئے میں تو لوگوں نے انکے جسم کے اگلے حصہ میں چون زخم لٹوار کے شمار کیے تھے، جعفر بن حبشہ کے ملک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح خیبر کے دن حاضر ہوئے تھے انکو دیکھ کر حضور انورؐ نے فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ وہ باتوں میں سے کس امر کو اپنی مسرت کا باعث قرار دے جو جعفر کے آنے سے خوش ہوں یا خیبر کی فتح سے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رہنے کے واسطے مدینہ میں اپنی مسجد کے پہلو میں جگہ دی جہاں انکے گھر کی بنیاد ڈالی گئی، ابوہریرہؓ دیکھا

قول ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اونٹ کی سواری، نعلین کی پوشش اور زمین پر چلنے میں جعفرؑ کے برابر کوئی نہیں تھا۔ وہ اپنی کنیت ابا عبد اللہ کرتے تھے۔ انکی اولاد عبد اللہ، عون، اور محمد بن، جنکی ماں اسماء بنت عمیس قبیلہ خثعم کی لڑکی تھیں،

محمد بن جعفر کی اولاد۔ قاسم اور طلحہ دو لڑکے تھے، طلحہ کی صرف ایک لڑکی، فاطمہ نام کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر کے بطن سے تھی، ام کلثوم کی ماں زینب بنت علیؑ تھیں جو بی بی فاطمہؑ کے بطن سے متولد ہوئیں، فاطمہ بنت طلحہ کا عقد پہلے حمزہ بن عبد اللہ بن الزبیر سے ہوا تھا، اُس کے بعد وہ طلحہ بن عمر بن عبید اللہ کو بیاہی گئیں، جنکی کوئی اولاد نہیں ہوئی، محمد بن جعفرؑ کا مقام شہر میں شہید ہو گئے۔ عون بن جعفرؑ بھی شہر میں شہید ہوئے۔ انکی کوئی اولاد نہیں تھی مگر ایک شخص جسکو ناک روکھا جاتا تھا عبد اللہ بن جعفرؑ کے پاس آکر اس بات کا عودیا رہا کہ وہ عون کا فرزند ہو، عبد اللہ بن جعفرؑ نے اس بات کا اقرار کر لیا اور اُسے دس ہزار درہم دیے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبد اللہ بن جعفرؑ نے اپنی ایک بیٹی الزکریٰ مارہ کو بیاہ دی تھی جس کے بطن سے کوئی اولاد نہیں پیدا ہوئی، پھر عبد اللہ بن جعفرؑ کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں نے ناک روک شہر میں کر دیا جسکی اولاد ان میں رہتی ہو لیکن تو ان سے کوئی شریف خاندان اپنے لڑکوں کی شادی ان کرتا ہو اور نہ انکو لڑکیاں دیتا ہو بلکہ انکو یہ بھی نہیں کہا جاتا کہ تم لوگ خاندان قریش سے ہو۔

عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ۔ اپنی کنیت ابا جعفر کرتے تھے، انکی اولاد ملک حبش میں ہوئی، وہ اعلیٰ درجے کے فیاض عرب تھے انھوں نے مدینہ میں وفات پائی جبکہ انکی عمر بہت زیادہ ہو گئی تھی، یہ ابوالیقظان کا قول ہے اور اُس کے سوا دوسرے مورخین بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن جعفرؑ کی وفات اور تین مقام ابواہین ہوئی، یہ واقعہ سلسلہ ہجری کا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ رحلت نبویؐ کے وقت انکی عمر دس سال تھی اس حساب سے انکی ولادت سلسلہ ہجری کی پہلی ہی آہرت کے پہلے ہی سال وہ پیدا ہوئے تھے اور سلسلہ ہجری میں وفات پائی جبکہ انکی عمر نوے سال کی تھی، اُن کے جنازہ کی نماز سلیمان بن عبد الملک نے پڑھائی تھی۔

عبدالسد بن جعفر رضی کی اولاد۔ جعفر الاکبر علی، عون الاکبر عباس اور ام کلثوم بنت رسول اللہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھی، اور محمد، عبید اللہ اور ابوبکر انکی ماں حوصار بنت حفصہ تھی جو بنی تیم السد بن ثعلبہ کے گھرانے کا ایک شخص ہے، اور صالح، موسیٰ، ہارون، یحییٰ اور اسماء لڑکے لیلی بنت مسعود بن خالد لبشلی کے بطن سے تھے جس سے علی بن ابی طالب کی وفات کے بعد عبدالسد بن جعفر نے عقد کر لیا تھا اور معاویہ، اسحق، اسمعیل، اور قاسم، یہ لڑکے مختلف امہات لڑکوں کے بطن سے تھے، اور حسن، اور عون الاصف، انکی ماں، جازہ، ہیب فراری کی بیٹی تھی، اور جعفر بھی عبدالسد بن جعفر کے ایک بیٹے تھے۔ ام کلثوم بنت عبدالسد بن جعفر قاسم بن محمد بن جعفر رضی کے عقد زوجیت میں تھیں جنکے بعد وہ حجاج بن یوسف کے نکاح میں آئیں، اُسکے بعد اُنسے ابان بن عثمان بن عفان نے عقد کیا، ام اسماء، کا نکاح عبدالملک بن مروان سے ہوا تھا، اُنسے انکو طلاق دیدی جسکے بعد اُنسے علی بن عبدالسد بن العباس نے نکاح کیا اور انھیں کے پاس "ام اسماء" نے وفات پائی عبدالملک بن مروان نے انکو سلسلے طلاق دی تھی کہ ایک دن اُنسے ایک سب کو اپنے دانتوں سے کاٹ کر انکی جانب گھانے کو بھیجا، چونکہ عبدالملک کو گندہ دہنی کا عارضہ تھا اسواسطے ام اسماء نے ایک ٹھہری منگوائی، عبدالملک نے دریافت کیا پھر یہ کیا کرو گی؟ ام اسماء نے کہا، اسکی خرابی دور کروں گی پس اتنی بات پر عبدالملک نے انھیں طلاق دیدی۔

عبدالسد بن جعفر رضی کی اولاد میں نسل صرف علی، معاویہ، اسحق، اور اسمعیل سے چلی ہے۔ باقی سب لا ولد ہے معاویہ بن عبدالسد بن جعفر رضی ایک نخل شخص تھا، اسکی اولاد عبدالسد، اور محمد "ام عون" کے بطن سے ہے جو حرث بن عبد المطلب کی نسل سے تھی، اور یزید، صالح، اور حسن، یہ تین لڑکے فاطمہ بنت الحسن بن اُسن بن علی کے بطن سے تھے اور ایک بیٹے علی ایک ام ولد کے بطن سے عبدالسد بن معاویہ نے خلافت کے طالب ہو کر اصفہان اور ملک فارس کا کچھ حصہ فتح کر لیا تھا جسکو ابو مسلم نے قتل کر ڈالا، اور انکی نسل نہیں چلی۔ اسحق بن عبدالسد بن جعفر رضی کو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے شرعی سزائے تادیب دی تھی جبکہ وہ مائیں کے حاکم تھے، اسحق نے اُنسے کہا، تمھارے

ارادہ میں یہ ہر کہ رفس زمین پر کوئی قریشی خاندان کا ایسا شخص نہیں جو خدا نار کیا ہو، اس قول کی وجہ یہ تھی کہ عمر بن عبد العزیز کے باپ عبد العزیز کو بھی شرعی سزائے تازیانہ مل چکی تھی اسحق کے بیٹے قاسم بن حبکی مان "ام حکیم، قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔

علی رضی اللہ عنہ کی خلافت۔ ابن اسحق کا بیان ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کے بعد ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عام بیعت خلافت کی گئی، اُن سے بصرہ والوں نے بھی بیعت کی تھی، اور مدینہ میں طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کر لی تھی، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بصرہ سے اُسی وقت مدینہ سے باہر جا چکی تھیں جبکہ لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ پر حاصرو ڈالا تھا وہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ واپس آئی تھیں کہ مقام سرف میں انکو عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کی خبر ملی اور علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا حال معلوم ہوا، وہ اُسی مقام سے مکہ کو واپس چلی گئیں، طلحہ رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ مروان بن الحکم، عبد اللہ بن عامر اور بلع بن منبہ عامل یمن یہ لوگ بھی بنی عائشہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جاملے اور جب یہ سب لوگ مکہ میں جمع ہو گئے تو انھوں نے باجم عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے بابت مشورہ کیا اور ملک شام جانے کا ارادہ کیا جو معاویہ بن ابی سفیان کا مقام تھا، مگر عبد اللہ بن عامر نے ان لوگوں کو اس ارادہ سے باز رکھ کر بصرہ کی طرف چلنے کی رہنمائی کی اسلئے یہ سب وہاں کے عازم ہوئے، اور بصرہ میں پہونچ کر عثمان بن حنیف کو جو وہاں علی رضی اللہ عنہ کے جانب سے عامل تھا گرفتار کر لیا، اور اُسکے ساتھ کے پچاس آدمی جو بیت المال اور اُسکے علاوہ دوسری خدمتوں پر مامور تھے قتل کر ڈالے، اور بیت سے نامناسب کام کیے، علی رضی اللہ عنہ کو ان کے بصرہ جانے کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی شریعت کے ساتھ انکو روکنے کے واسطے مدینہ سے نکلے اور کوفہ سے اپنی کمک طلب کی جسکے بعد ان لوگوں کے مقابلہ کے لئے بصرہ پہونچے، علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چوہدری آدمی تھے، طلحہ رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ اور بنی عائشہ رضی اللہ عنہ بھی بصرہ والوں کی جمعیت لیکر ہر سرقابلہ آئین اور ان فوجوں میں نہایت سخت جنگ ہوئی، طلحہ رضی اللہ عنہ اس لڑائی میں مقتول ہوئے اور انکے ساتھ والوں نے شکست کھائی، زبیر رضی اللہ عنہ میدان جنگ سے ہٹ گئے مگر وہ عمیر بن جریر کے ہاتھوں اسی اسباب میں قتل ہو گئے۔ بنی عائشہ رضی اللہ عنہ میں آگئیں اور گرفتار کر لیں، علی رضی اللہ عنہ مع اپنے ہمراہیوں کے بصرہ میں

حلیہ و عمر آپ کی عمر میں لوگوں کا اختلاف ہے، ابن اسحاق کا بیان ہے کہ قتل کے وقت آپ کی عمر ^{تیس} بیس برس کی تھی، دوسروں کا بیان ہے کہ اس وقت آپ کی عمر اٹھاون برس کی تھی، آپ کے حلیہ میں بھی لوگوں کا اختلاف ہے، واحدی کا بیان ہے کہ گہرے گدھی رنگ تو تندرلے آنکھیں بڑی، صلح، اور بہت چٹ تھے۔ قیس بن ربع ابن اسحق سے روایت کرتے ہیں کہ ناٹے صلح، درشت اندام، تندرلے چٹپٹی ناک اور دونوں بازو باریک تھے، جب کسی سے کشتی کرتے تو غالب ہتے، ایک دوسرے شخص کا بیان ہے کہ ایک عورت نے انکو دیکھا تو کہایہ کون شخص ہے؟ جیسے کوئی نوکر جو زودیا گیا ہو۔

اولاد حسن بن حسین بن محمد بن حسن بن امام کاظم کبری رضی اللہ عنہم بنی حنفیہ کی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹی فاطمہ تھیں، اور محمد حنفی بن خولہ بنت ایاس بن جعفر تھیں یہ قبیلہ بنی حنیفہ سے تھیں بعضوں کا بیان ہے کہ انکی بن خولہ بنت جعفر بن قیس تھیں، اور بعضوں کا بیان ہے کہ یہ جنگ یمامہ کی ایک لوندی تھیں، علی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں، اور بنی حنیفہ کے خاندان کی ایک لوندی سندھ کی ہنہ والی سیاہ رنگ تھیں، خاص بنی حنیفہ سے یہ تھیں خالد بن ولید نے ان لوگوں سے صرف لوندی غلاموں پر مصالح کیا تھا، اور عبداللہ بن ابی

۱۷ اصلع اُس شخص کو کہتے ہیں جس کے سر کا آگے والے حصہ میں بال نہ ہوں ۱۲

ان دونوں کی ماں لیلیٰ بنت سعود بن خالد ہنشلی تھیں، اور عمر، رقیہ، ان دونوں کی ماں قبلہ بنتی تغلبہ تھیں، خالد بن ولید نے بعلت روت انکو لونڈی بنایا تھا، انسے علی رضی فرخیدا تھا، اور یحییٰ انکی ماں سار بنت عمیس تھیں، اور جعفر عباس، عبد اسد بنکی ماں ام الدین بنت حرام وحیدہ تھیں، اور رملہ، ام حسن، جنکی ماں ام سعید بنت عروہ بن سعود ثقفی تھیں، اور ام کلثوم صفری، زینب صفری، جانہ، ہیمونہ، خدیجہ، فاطمہ، ام الکرام، نفیسہ، ام سلمہ، اُمّہ، ام ایہا مختلف لونڈیوں سے۔

لڑکیاں، زینب کبریٰ کا عقد عبد اللہ بن جعفر سے ہوا تھا، انسے کئی ولادیں ہوئیں جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے، ام کلثوم کبریٰ کا عقد عمر بن خطاب رضی سے ہوا تھا انسے ایک لڑکا ہوا بعد شہادت عمر کا عقد محمد بن جعفر سے ہوا، پھر انکے مرنے کے بعد عون بن جعفر نے نکاح کیا اور انھیں کے عقد میں رہیں باقی لڑکیاں علی رضی کی سولے ام حسن و فاطمہ کے عباس رضی و عقیل رضی کی ولاد کے عقد میں تھیں ام حسن کا عقد جدہ بن ہبیرہ مخزومی سے ہوا تھا، فاطمہ کا نکاح سعید بن اسود سے ہوا تھا جو عمارت ابن اسد کے قبیلہ سے تھے۔

محسن بن علی رضی لڑکپن ہی میں انتقال کر گئے تھے۔

حسن بن علی رضی اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے علی رضی کے بعد انسے لوگوں نے کوفہ میں بیعت کی، اور معاویہ کی بیعت شام و بیت المقدس میں ہوئی اسکے بعد معاویہ کوفہ کے ارادہ سے چلے اور حسن رضی معاویہ کے مقابلہ کی نیت سے نکلے، دونوں کا کوفہ کے علاقہ میں ایک مقام پر اجتماع ہوا آخر میں حسن رضی انسے صلح اور بیعت کر لی، پھر دونوں کا کوفہ میں داخلہ ہوا، اسکے بعد معاویہ رضی شام چلے گئے، اور کوفہ کا حاکم مغیرہ بن شعبہ کو بنایا اور لصرہ کا حاکم عبد اللہ بن عامر کو، پھر دونوں کا حاکم صرف بنیاد کو بنایا، حسن رضی وہاں سے مدینہ واپس آئے اور وہیں انتقال فرمایا، بعضوں کا بیان ہے کہ انکی بی بی جودہ بنت اشعث بن قیس نے زہر پلایا تھا، انکا انتقال ماہ ربیع الاول ۱۸ھ سحری میں ہوا، اسوقت انکی عمر ۴۷ برس کی تھی، نماز جنازہ کی سعید بن عاص نے پڑھائی تھی وہ مدینہ کا حاکم تھا۔ انکی اولاد حسن تھی جنکی ماں خولہ بنت منظور بن زبان فزازی تھی، اور زید، ام حسن جنکی ماں عتبہ بن مسعود بدری کی بی بی تھی۔

اور عمر جنگی مان ثقیفہ تھی، اور حسین اثرم ایک لوندی کے بطن سے، اور طلحہ ام سہیل بنت طلحہ بن عبید اسد کے بطن سے، اور ام عبد اسد دوسری لوندی کے بطن سے، حسن بن حسن کی اولاد عبد اسد حسن، ابراہیم محمد، جعفر، داؤد اور محمد تھے۔ انہیں عبد اسد اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے، بہت بزرگ تھے، ایک بیٹے کو انہوں نے انکو موزہ پر مسج کرتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ آپ مسج کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا، یہاں ہم نے عمر بن خطاب کو مسج کرتے ہوئے دیکھا ہے، جو شخص اپنے اور اسد تعالیٰ کے درمیان عمرہ کو بتا رہا ہو وہ پکا مسلمان ہے، یہ ابو العباس خلیفہ عباسی کے ساتھ تھے وہ انکی تعظیم کرتا تھا، اور ان سے مانوس تھا، ایک دن اُس نے کچھ جواہر نکالے اور انکو دیدیے اور اپنی عمارت جو اُس نے بنوائی تھی انکو دکھا کر کہا کہ اس کے بارہ مین تھاری کیا رہے یہ انھوں نے کہا۔

| | |
|---|--|
| الم تر عو شبا اسی وینے | تصور انفعسا لنبی نسیلہ |
| حوشب کو دیکھو کہ وہ قصیرین | بنا ہوا کہ اُس سے بنی نسیلہ منتہی ہو گئے |
| یوئل ان لعمیر نوح | وامر اسد عیدت کل لسیلہ |
| وہ امید کرتا ہے کہ میری عمر نوح کے برابر ہوگی | حالانکہ خداوند تعالیٰ کا حکم ہر دن نیا ہوتا ہے |

اُس نے کہا تم ایسا کہتے ہو باوجودیکہ میرا سلوک دیکھ چکے، انھوں نے کہا کہ یہ اشعار مجھے یاد پڑ گئے، اور میری غرض اس سے بڑائی کی نہیں ہے، امیر المومنین چاہیں تو اس تصور کو معاف کر دیں، اُس نے کہا کہ میں نے معاف کر دیا، اور انکو مدینہ پہنچا دیا۔

جب زمانہ خلافت ابو جعفر عباسی کا ہوا تو اس نے حج کے زمانے میں ان کے بیٹے محمد اور ابراہیم کو تلاش کرایا مگر وہ دونوں جنگلوں میں غائب ہو گئے، اُس نے حکم کیا کہ خود ان کو اور ان کے بھائیوں حسن، داؤد، اور ابراہیم کو گرفتار کر لو اور انکو سختی کے ساتھ قید کرو اور میرے پاس بھیج دو، مقام ربذہ میں جو مکہ کے راستے میں ہے یہ لوگ اُس سے ملے، مگر باوجود درخواست باریابی کے ان سے ملاقات نہیں کی اور یہ لوگ اس طرح قید میں انتقال کر گئے، ان کے دو بیٹے محمد اور ابراہیم نے ابو جعفر کے خلاف مکہ، مدینہ اور بصرہ پر اپنا تسلط کر لیا تھا، مگر جب اُس نے لشکر کشی کی تو محمد مدینہ میں مقتول ہوئے اور ابراہیم باجمیر میں جو کوفہ سے

سولہ فرسخ پر ایک مقام ہے۔ ان دونوں کے بھائی اور میں نے انہیں اور بربرین جا کر اپنا تسلط پیدا کیا تھا۔

حسین بن علی۔ اپنی کنیت ابو عبد اللہ کیا کرتے تھے، یہ مدینہ سے بارادہ کو فراق

نکلے تو عبد اللہ بن زیاد نے عمر بن سعد بن وقاص کو ان کے مقابلہ کے لیے بھیجا، آخر شش عاشورے

کے دن سلسلہ ہجری میں سان بن ابی انس نخعی نے انکو قتل کیا، اسوقت انکی عمر ۵۶ برس کی تھی بعضوں کا

بیان ہے ۵۶ برس کی عمر تھی، یہ سیاہ خضاب لگاتے تھے، انکی اولاد علی تھے جنکی ماں مرہ بن عمرو بن نوفل

کی بیٹی تھی، اور علی صغریٰ ایک لڑکی سے، اور فاطمہ جنکی ماں ام سحر بنت طلحہ بن عبد اللہ تھی، اور سکیہ جنکی

ماں رباب بنت امرو اقیس قبیلہ بنی کلثبہ تھی، اسکے بارہ میں حسن رحمہ کا یہ شعر ہے:

| | |
|---|-------------------------------|
| العمرک انتے لاجب دارا | اتحل بہا سکیہ والرباب |
| نیری زندگی کی قسم مجھے وہ گھوڑے پسند ہے | جس میں سکیہ اور رباب رہتی ہیں |

فاطمہ کا عقد حسن بن حسن رض سے ہوا تھا، انکے بعد عبد اللہ بن عمرو بن عثمان رض کے نکاح میں رہیں، سکیہ

سے مصعب بن یزید کا عقد ہوا، انکے انتقال کے بعد عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکیم نے نکاح کیا تھا،

انکے ایک لڑکا قرین ہوا اور اسکی اولاد باقی ہے، انکے بعد اصبع بن عبد العزیز بن مروان نے نکاح کیا تھا

اسنے زفات کے قبل طلاق دیدی، اسکے بعد زید بن عمرو بن عثمان رض نے نکاح کیا، انھوں نے سلیمان بن

عبد الملک کے کہنے سے طلاق دیدی، انکا انتقال خلیفہ ہشام کے زمانہ میں مدینہ میں ہوا یہ ابو یوسف طان

کا بیان ہے، ہشتم بن عدی نے بروایت صالح بن جہان بیان کیا ہے کہ انکا عقد پہلے عمرو بن حکیم بن خرام سے ہوا

پھر عمرو بن عثمان سے، پھر مصعب بن زبیر سے۔ ابن کلیبی کا بیان ہے کہ انکے پہلے شوہر عمر بن عبد الغزیہ کے

بھائی اصبع بن عبد الغزیہ تھے اور وہ مصر میں بغیر انکو دیکھے ہوئے انتقال کر گئے، اسکے بعد زید بن عمر

ابن عثمان نے عقد کیا، اسکے بعد مصعب بن زبیر سے اسکے بعد عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکیم

نے اور انکے ایک لڑکا عثمان پیدا ہوا جسکو قرین کہتے تھے، اس سے پہلے مصعب بن زبیر سے

ایک لڑکی پیدا ہو چکی تھی، اسکے بعد ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف نے جو ابراہیم بن سعد فقیہ کے دادا

علی صغیر بن حسین رحمہ کا سلسلہ نسب انکے سوا اور کسی اولاد سے جاری نہیں ہوا

بعضوں کا بیان ہے کہ انکی ماں سندھ کی رہنے والی تھیں جسکا نام سلافہ تھا اور بعضوں نے غزالہ کہا ہے حسین کے انتقال کے بعد انکے آزاد غلام زبید نے اُسے عقد کیا تھا، اُس سے عبد اللہ ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جو علی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سوتلا بھائی تھا۔ علی بن محمد نے بروایت عثمان بن عثمان بیان کیا کہ علی بن بن حسین نے اپنی ماں کا نکاح اپنے آزاد غلام سے کر دیا اور اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر کے خود اُس سے نکاح کر لیا، اس پر عبد الملک نے انکو غیرت دلائی تو انھوں نے اس کے پاس لکھ بھیجا کہ مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی تابعداری کرنی چاہیے، آنحضرت نے صفیہ بنت حبشی کو آزاد کر کے نکاح کر لیا تھا، اور زبید بن حارثہ کو آزاد کر کے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش سے نکاح کر دیا تھا، انھوں نے بمقام مدینہ منورہ ہجری میں انتقال فرمایا، اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ یہ اپنی کنیت ابو الحسن کیا کرتے تھے، بہت پرہیزگار اور فاضل تھے، انکی اولاد حسن، محمد، علی، عبد اللہ تھی جنکی ماں ام عبد اللہ بنت حسن بن علی تھیں، اور عمر زید ایک لونڈی سے جسکا نام حیدان تھا، اور خدیجہ ایک دوسری لونڈی سے اور ام موسیٰ، ام حسن، ام کلثوم، ملیکہ مختلف لونڈیوں سے، محمد بن علی اپنی کنیت ابو جعفر کیا کرتے تھے، اور فقیہ تھے، انکا انتقال مدینہ میں ۱۱۱ھ ہجری میں ہوا، انکی اولاد جعفر اور عبد اللہ تھی جنکی ماں فردہ بنت قاسم بن محمد بن ابی صدیق رضی اللہ عنہ تھیں اور انکی ماں اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہا تھیں۔

جعفر بن محمد اپنی کنیت ابو عبد اللہ کیا کرتے تھے، فرقہ جعفریہ انھیں کی طرف منسوب ہے، مدینہ میں

۱۱۱ھ ہجری میں وفات پائی، انکی اولاد باقی ہے۔

عبد اللہ بن محمد کا لقب وصدق تھا، انھوں نے مدینہ میں انتقال کیا انکی اولاد باقی ہے، زبید بن علی بن حسن اپنی کنیت ابو الحسن کیا کرتے تھے، انکی ماں سندھ کی رہنے والی تھیں، ہشام کے زمانہ میں ۱۲۲ھ ہجری میں انھوں نے خروج کیا، انکے مقابلہ کے لیے یوسف بن عمر نے عباس فری کو بھیجا اسکے آدمیوں نے تیر چلایا اسی سے انھوں نے قضا کی اور مولیٰ پر چڑھائے گئے، زید کی اولاد سے یحییٰ، جنکی ماں لبطہ بنت ابو ہاشم بن عبد اللہ بن محمد الحنفیہ تھیں، عیسیٰ، حسین اور محمد مختلف لونڈیوں سے۔ یحییٰ نصر بن سیار کے

زمانے میں مجوز جائز مقبول ہو گئے انکی کوئی اولاد نہ تھی، عیسیٰ نے کوفہ میں انتقال کیا، انکی چند اولاد تھی نجلہ انکے احمد بن عیسیٰ ہیں۔ حسین بن دید اسے ہو گئے تھے، انکی بیٹی میمۃ مہدی کے عقد میں تھیں، علی بن علی بن حسین کا لقب افطن تھا، انکی اولاد باقی ہے، ام موسیٰ بنت علی بن حسین بن سے داود بن علی بن عباس نے عقد کیا تھا اور انکے بعد انکی بہن ام حسن سے عقد کیا تھا، اور خدیجہ سے محمد بن عمرو بن علی بن ابی طالب نے نکاح کیا تھا، محمد بن علی بن ابی طالب معروف بن خنفریہ کنیت ابو القاسم کیا کرتے تھے، عبدالمد بن زبیر کے نون سے یہ طائف میں جا کر رہے تھے، وہیں لشکر ہجری میں قضا کی، انکی عمر بیسٹھ برس کی تھی، انکی اولاد حسن عبداللہ ابوالہاشم، جعفر اکبر، حمزہ، علی (ایک لوندی سے) جعفر صغیر، عون، (ام جعفر سے) قاسم اور ابراہیم تھے، ابوالہاشم بیسے مرتبہ کے شخص تھے، شیعوں نے انکو اپنا سردار بنانا چاہا تھا مگر چانک ملک شام میں انتقال گئے انھوں نے محمد بن علی بن عبدالمد بن عباس کو اپنا وصی بنایا اور انسے کہدیا کہ تم ہی سرداری کے مستحق ہو اور تمھارے بعد تمھاری اولاد میں رہیگی اور اپنی کتاب میں انھیں دیدین شیعہ انھیں کی طرف متوجہ ہوئے، ابوالہاشم کی کوئی اولاد نہ تھی علی اور حمزہ کی کوئی اولاد نہ تھی، ابراہیم کا لقب "ثغرہ تھا قاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے فرق ہجی رہتے تھے، اندر نہیں آ سکتے تھے۔

عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لوگ حدیث روایت کیا کرتے تھے، یحییٰ بن خثعم سے روایت کرتے ہیں، انکی اولاد محمد، ام موسیٰ تھی جنکی ان اسامہ بنت عقیل بن ابی طالب تھیں، محمد کی اولاد، عمرو، عبید اللہ، عبدالمد (ان سب کی ماں خدیجہ بنت علی بن حسین بن علی تھیں)، اور جعفر تھے جنکی ماں ام ہاشم بنت جعفر بن جعدہ بن ہبیرہ المخزومی ہیں، عمر کی اولاد مدینہ میں ہے،

عباس بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یہ امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے، انکی اولاد عبید اللہ ابابنت عبید اللہ بن عباس کے بطن سے اور حسین انکی لوندی کے بطن سے تھی، انکی نسل باقی ہے، عبید اللہ بن علی بن ابی طالب ان کو مختار نے قتل کیا تھا، انکی نسل باقی نہیں ہے، جعفر بن علی بن ابی طالب انکی نسل میں کوئی نہیں۔

علی بن ابی طالب کے غلام۔ بنجدائے یحییٰ بن کثیر ہیں جن سے اوزاعی روایت

کرتے ہیں، ایوب سختیانی کا قول ہے کہ یحییٰ بن کثیر سے بڑھ کر کوفے زمین پر کوئی نہیں، انکے بیٹے عبدالستار بن یحییٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ابو اسامہ حماد بن اسامہ بن جوح بن سعد کے غلام تھے اور حسن بن سعد حسن بن علی بن ابی طالب کے غلام تھے، تو یہ حسن بن علی کے غلام کے غلام ہوئے، انھوں نے زینلہ جری میں کوفہ میں وفات پائی اسوقت انکی عمر انسی برس کی تھی۔

زیر بن عوام کے حالات

نسب۔ زیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے، انکی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی صفیہ بنت عبدالمطلب تھیں، یہ اپنی کنیت ابو عبد اللہ کیا کرتے تھے، انکے دادا خویلد جاہلیت کے زمانے میں قتل ہو گئے تھے، خویلد کی اولاد خدیجہ بن جبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی اور زیر کی چھوٹی تھیں انکی ماں عاتکہ بنت زائدہ بن صم بن، اور عوام بن خویلد بن، انکی ماں مازن بن منصور کے قبیلہ سے تھیں، عوام نجار کی لڑائی میں کام آئے، اور نوفل بن خویلد ہے، یہ قریش کا شیر کھانا تھا علی بن ابی طالب کے ہاتھ سے مقتول ہوا، اسکی نسل باقی نہیں رہی، اور حزام بن خویلد ہے، حکیم بن حزام کے باپ تھے حکیم اپنی کنیت ابو خالد کیا کرتے تھے، بدر کی لڑائی میں مشرکوں کی طرف تھے، مگر وہ مقتول ہوئے اور قید ہوئے، اسکے بعد مسلمان ہوئے اور اپنے اسلام کو درست کر لیا، یہ جب کوئی سخت قسم کھاتے تو کہتے ”قسم ہر اُس ذات کی جسے مجھ کو بدر کی لڑائی میں محفوظ رکھا“ انکی اولاد عبداللہ بن حکیم اور ہشام بن حکیم تھے، ہشام صحابی تھے اور انکی کوئی اولاد نہیں رہی، عبداللہ بن حکیم حل کی لڑائی میں عائشہ رضہ کے ساتھ کام آئے، انکا بیٹا عثمان بن عبداللہ تھا اور عثمان کا بیٹا عبداللہ بن عثمان تھا جو سکینہ بنت حمین کا شوہر تھا، اسنے ایک لڑکا ”قرین“ تھا اسکی نسل باقی ہے،

عوام بن خویلد کی اولاد، زیر، سائب ام سائب صفیہ بنت عبدالمطلب کے بطن سے عبدالرحمن اسد، اصم، اور یعلیٰ تھی، انھیں سے زیر کے سوا اور کسی کی نسل باقی نہیں رہی، سائب اصدا و خندق کی

لڑائی میں شریک تھے، یا سہ کی لڑائی میں شہید ہوئے زیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور عشرہ مبشرہ سے تھے اور مجلس شوری کے ایک ممبر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے گھوڑے کے دوڑنے کے برابر انکو زمین عطا کی تھی، انھوں نے اپنا گھوڑا دوڑایا جب وہ تھک گیا تو اپنا چابک پھیکدیا، جل کی لڑائی میں جا ہی لاؤلی سلسہ ہجری میں انھوں نے وفات پائی، انکی عمر چوبیس برس کی تھی، یہ واقعہ کا قول ہوا ابو القیطان کا بیان ہے کہ وہ اسوقت ساٹھ برس کے تھے، ابن جریر نے "وادی باع" میں انکو قتل کیا اور دین مدفون ہوئے،

حلیہ: اتدی کا بیان ہے کہ میاں قد اور بیلے تھے، انکی داڑھی کے بال کم تھے گندم رنگ اور بہت بال والے تھے یہ اپنی داڑھی میں خضاب نہیں لگاتے تھے، ابن ابی الزناد: شام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ عروہ سے کہ زیر بہت بیٹے تھے جب وہ سواری پر سوار ہوتے تو انکے پیر زمین سے لگ جاتے تھے، گرچشم تھے اور انکے بدن پر بہت بال تھے لڑکپن میں ہم انکے موٹھے کے بال کو پکڑ کے کھڑے ہوا کرتے تھے،

اولاد: انکی اولاد عبداللہ، عاصم، عروہ، منذر، ام حسن، اسما بنت ابی بکر صدیق معروف بہ ذات النطاقین کے بطن سے بنت مہب، حمزہ، رملہ، خالد، عمرو، عبیدہ، جعفر، خدیجہ، اور عائشہ وغیرہ اولاد کیا ان تھیں رملہ خالد بن یزید بن معاویہ کے عقد میں تھی، اسکے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے،

| | |
|--|--|
| تجول خلا خیل النساء ولا الے | لڑائی حسن الخی لا یجول ولا الے |
| سب رتوں کے خیل گردش کرتے ہیں مگر رملہ، | کے خیل گردش کرتے ہیں نہیں دیکھتا ہوں |
| احب بنی العوام طر الجہا | ومن اهلها احببت اخوالها کلبا |
| اسکی محبت کی وجہ سے تمام اولاد کو خوش ہوئے | اور اسکی محبت کی وجہ سے خلیہ کی کچھ عورتیں بھی |

جعفر بن زبیر بن جوفان قریش سے تھے اور عاشق مزاج تھے، انھیں کا قول ہے

ایمان مجلس شوری سے وہ مجلس مراد ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ مقرر کرنے کے لیے بھیجی تھی اور اسکے

بوجہ شریعت واجب فاطمہ فی شان الکریم الاروع
 اما مرین بعبث و بجا حستہ یساہا فی حسلوۃ و تضرع
 جعفر اور اسکی اُس مراد کے بلکہ میں جسکے لیے وہ خلوت کو پسند کرتا ہے اور زاری کیا کرتا ہے تو
 کیا حکم کرتی ہے؟

انکی نسل مدینہ میں ہے

حمزہ بن زبیر عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مکہ میں مقتول ہوئے، انکی کوئی اولاد نہیں، عمرو بن ہریرہ
 کنیت ابو الزبیر کیا کرتے تھے، یزیدی مرتبہ اور متکبر شخص تھے، اپنے بھائی عبداللہ کے خالفت تھے اور انسے
 لڑے اس کے بعد اپنے بھائی عبیدہ کی ذمہ داری پر انکے پاس آئے مگر عبداللہ نے انھیں قتل کر ڈالا
 انکی نسل باقی ہے، انکا بیٹا عمرو بن عمرو ہے جسکے باپے میں حنین دلی نے یہ شعر کہا ہے،

لوان اللوم کان مع لشریا تناول راس عمرو بن عمرو
 ملامت اگر خریا کے ساتھ ہوتی تب بھی عمرو بن عمرو کی چوٹی بکھولیتا

عبیدہ بن زبیر وہی ہے جسنے عمرو بن زبیر کو عبداللہ بن زبیر کی لڑائی کے وقت کھاتھا کہ تم میرے
 ساتھ چلو اگر انھوں نے پناہ دی تو پناہ اور نہ ہم تمکو پناہ کی جگہ میں پہنچا دیں گے، مگر عبداللہ نے انکی ناکہ کی
 کچھ پرواہ نہ کی اور اپنا بدل لیا یہاں تک کہ وہ مر گئے عبیدہ کی نسل باقی ہے، خالد بن زبیر کو عبداللہ نے میں کاؤ کم
 بنایا تھا، انکی نسل باقی ہے، ہنجلہ انکے خالد بن عثمان بن خالد بن زبیر تھا، اسنے محمد حسنی کے ساتھ خروج کیا تھا
 ابو حفص نے اسے گرفتار کر کے سولی پر چڑھایا تھا، عاصم بن زبیر لو کہیں ہی میں انتقال کر گیا تھا،
 اسکی نسل نہیں ہے،

عروہ بن زبیر فقیہ اور جلیل تھا، ابو عبداللہ اپنی کنیت کیا کرتے تھے، انکے میں
 شام میں زخم ہو گیا تھا اور وہاں یہ ولید بن عبدالملک کے پاس تھے، اسوجہ سے انکا پیر کا ناگیا،
 انھوں نے ذرا بھی حرکت نہیں کی۔ ولید کو پیر کے کٹنے کا حال بد بوئی کے وجہ سے صرف داغنے کی وقت
 معلوم ہوا۔ اس واقعہ کے بعد وہ آٹھ برس زندہ رہے، انھوں نے مدینہ میں ایک کنواں کھدوایا تھا

جس کا نام "بیر عروہ" تھا، اس سے بڑھ کر مٹی یا پانی دینے کے اور کسی کو تین کا نہ تھا، انھوں نے مدینہ کے قریب اپنے علاقہ میں سترہ ہجری میں وفات پائی، بعضوں کا قول ہے سترہ ہجری میں، اس سال کو لوگ "سنۃ اقصاء" کہا کرتے تھے، کیونکہ اس سال بہت فقیہوں نے وفات پائی تھی، انکی اولاد محمد یحییٰ، عثمان، عروہ، عبداللہ مصعب، عبداللہ اور ہشام تھی، ہشام کی ان ایک لونڈی تھی جس کا نام سارہ تھا،

عبداللہ بن عروہ بڑے خطیب و گوارا اور بلند تھے، بلاغت میں خالد بن صفوان کے ہم مثل تھے، ان سے ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ تھے دارالہجرت مدینہ کو چھوڑ دیا، تم اگر وہاں جاتے تو لوگ تم سے ملتے، تم لوگوں سے ملتے، انھوں نے کہا لوگ کہاں ہیں؟ اب لوگ تو صرف تکلیف پر خوشی کرتے اور نعمت پر حسد کرنے والے رہ گئے ہیں، مرنے سے پہلے ناپا ہوا گئے تھے انکی نسل مدینہ میں ہے، محمد بن عروہ برگزیدہ شخص تھے، انکی نسل ان لوگوں سے نہیں ہے،

عثمان خطیب و گوارا تھے، انکی اولاد مدینہ میں ہے، یحییٰ بن عروہ لوگوں کے نسبوں اور واقعات سے واقف تھے، انھوں نے ہشام بن عبدالملک کے حاکم مدینہ ابراہیم بن ہشام کا ذکر کیا تو اس نے انھیں اتنا بڑا یا کہ وہ انتقال کر گئے، انکی اولاد مدینہ میں ہے، عروہ بن عروہ عبداللہ بن زبیر کے ساتھ شہید ہوئے، انکی نسل باقی نہیں رہی، عبداللہ بن عروہ کی اولاد مدینہ میں ہے، ہشام بن عروہ اچھے فقیہ تھے، ابو جعفر کے زمانے میں یہ کو فائے تھے، کوفیوں نے ان سے حدیثیں سنیں، سترہ ہجری میں ہین انتقال کیا، انکی اولاد مدینہ اور بصرہ میں ہے، ابو منذر اپنی کنیت کیا کرتے تھے،

منذر بن زبیر اپنی کنیت ابو عثمان کیا کرتے تھے، سردار اور بردار تھے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ یہ بھی شہید ہوئے، امکارہ کا محمد بن منذر ہے، یہ قریش کے سردار کہلاتے تھے اور ابو زبیر اپنی کنیت کیا کرتے تھے، جب یہ راستہ چلتے تو لوگ انکی تعظیم و تکریم کی وجہ سے آگ بھجوا دیا کرتے تھے، ایک دن انکے ایک جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو اپنے پیروں پر چٹا ہوئے اور دوسرے کو بھی آگ بھجوا دیا اور دونوں کو چھو کر چلے گئے اور پھر نہیں پہنا، انھیں کا قول ہے "ما قل سفہا، القوم الا ذلوا"، انکی نسل باقی ہے، مصعب بن زبیر اپنی کنیت ابو عبداللہ کیا کرتے تھے، بعضوں کا قول ہے کہ انکی کنیت

ابو عیسیٰ بھی بہت اچھے عرب تھے، انکو عبدالعزیز نے کوڑا اور لہجرو کا حاکم بنایا تھا، عبدالملک بن مروان اسنے مقابلہ کے لیے نکلا اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو مقدمۃ الجیش پر مقرر کر کے روانہ کیا، مصعب بن زبیر سے اسکا مقابلہ ہوا اور مصعب مقتول ہوئے، مصعب کی اولاد عیسیٰ، عکاشہ، عمرو، جعفر، حمزہ، سعد، مصعب جو ملقب حسین تھا، اور محمد ہے،

عیسیٰ اپنے باپ کے ساتھ مقتول ہوئے، انکی کوئی اولاد نہیں، عکاشہ کی نسل مدینہ میں ہے، انکا بیٹا مصعب بن عکاشہ قدیم کے واقعہ میں مقتول ہوا، جعفر نے میکہ بنت حسن بن حسینؑ سے عقد کیا تھا اور اُسے چند لڑکیاں پیدا ہوئیں، انکی اولاد دوسری بی بی سے بھی ہے، حمزہ اور انکا بیٹا عمارہ قدیم کے واقعہ میں مقتول ہوئے، انکی نسل مدینہ میں ہے، انھوں نے ایک دفعہ شراب پی تھی جسکی وجہ سے مدینہ کے بعض سرداروں نے ان پر حملہ جاری کی تھی اور ان لوگوں کے سامنے عبرت کے لیے کھڑا کیا تھا، قدیم اُس واقعہ کا نام ہے حسین ابو حمزہ خارجی مقتول ہوا تھا، اسنے من سے خروج کیا تھا اور مکہ مدینہ پر قبضہ ہو گیا تھا، پھر شام کی طرف متوجہ ہوا اور مارا گیا

عبدالعزیز نے زبیرؓ کو اپنی کنیت ابو بکر اور ابو حبیب کیا کرتے تھے، ہجرت کے میں جینے بعد پیدا ہوئے تھے، یہ واقعہ کا قول ہے، ابوالیقظان کا بیان ہے کہ یہ اسلام میں پہلے لڑکے پیدا ہوئے تھے، انھوں نے کعبہ کو بنایا تھا اور اسکے دو دروازے رکھے تھے، خلافت کے میں ہیں اور حجاز، عراق، یمن، اور مصر اپنے قبضے میں لائے اور زبیرؓ تک خلیفہ رہے، اسکے بعد حجاج اسنے مقابلہ کے لیے آیا اور اسنے مکہ کا محاصرہ کیا، محاصرہ کے زمانے میں انکو ایک تیر لگا اسی سے وفات پائی، بخیل تھے کسی شاعر نے انھیں کے بارے میں کہا ہے،

| | |
|---|--|
| رایت ابا بکر و ربک غالب | اے امرو پیغہ انخلا ذبا لتمر |
| جینے ابو بکر عبدالعزیزؓ کو لکھا کہ ظنک چھوڑا کہ | بدلے میں طلب کرتے تھے اور تیرا بچہ نام غالب ہے |

قتل کے وقت انکی عمر تھتر برس کی تھی، جہان قتل ہوئے وہیں سولی پر چڑھائے گئے، انکی اولاد حمزہ، حبیب، ثابت، موسیٰ، عباد، قیس، عامر، عبدالعزیز، اور چند لڑکیاں تھیں،

حزہ اچھے عرب تھے اپنے باپ کی طرف سے بصرہ کے حاکم تھے، انکی نسل مدینہ میں رہے۔
 خبیب با نچھ تھے ثابت یہودہ گو زبان دراز اور بہت بڑا تھا اسکی نسل باقی ہے منجملہ انکے زیریں بن عبد اللہ
 بن مصعب بن ثابت ہے جو ہارون رشید کی طرف سے مدینہ اور یمن کا حاکم تھا۔ موسیٰ کی نسل مدینہ
 میں ہے منجملہ اسکے صدیق بن موسیٰ بن عبد اللہ بن زیر ہے جو سرداران قریش سے تھے۔ عبلوکی
 اولاد مدینہ میں ہے۔ قبس کی نسل باقی نہیں رہی۔ عامر بن عبد اللہ بڑے عابد تھے، اپنی
 بیٹیوں کا نکاح نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ انکا جو تا چوری ہو گیا، انہوں نے قسم کھائی
 کہ اب جو تانہیں خرید و نگا، تاکہ اسکے چوری کرنے سے مسلمان گنہگار نہوں۔ عبد اللہ بن
 عبد اللہ اپنے باپ کے بہت مشابہ تھے۔ عبد اللہ بن زیر نے اپنی لڑکیاں اپنے بھتیجوں
 سے بیاہ دی تھیں۔

زیر اور انکی اولاد کے موالی منجملہ انکے "ہقی" ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے
 اسکا نام عبد اللہ بن بسار ہے، اور کنیت ابو محمد، کو فہمین شہر سے تھے، اسوقت کو فہمین نے اس سے
 روایت کی تھی۔ منجملہ انکے حمید اعرج قاری ہے، یہ حمید بن قیس زیر کی اولاد کا غلام ہے۔ یہ
 کو فہمین کا قاری تھا۔ بہت حدیثیں جانتا تھا، علم فرائض اور حساب کا عالم تھا، مجاہد اور اپنے
 بھائی عمر بن قیس کا شاگرد تھا۔ حدیث میں ضعیف شمار کیا جاتا ہے۔ اسنے ایک مرتبہ مالک
 بن انس کے ساتھ گستاخی کی تھی اور والی مکہ کے سامنے کہا تھا کہ "دیکھی یہ خطا کرتے ہیں اور کبھی
 ٹھیک نہیں کہتے"، مالک نے اس سے کہا کہ "لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں"، اسنے اسکو نہیں سمجھا بلکہ
 تغافل کر گیا، اپیر مالک نے اسکو متنبہ کر کے کہا کہ "میں اس سے کبھی کلام نہیں کرونگا"، ابوالزیری
 جو جابر سے روایت کرتا ہے اسکا نام محمد بن مسلم ہے وہ زیر کے چچا حکم بن حزام بن خویلد کا غلام ہے۔

طلحہ بن عبید اللہ کے حالات

نسب طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی
 بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔ اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے۔ انکو طلحہ البخیر

طلحۃ القیاض اور طلحۃ الطلحات کہتے۔ یہ وہ طلحۃ الطلحات بنیں جن جسکے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

| | |
|---|-----------------------------------|
| رحم اللہ اعظمہ دفتو با | بجستان طلحۃ الطلحات |
| خداوند کا ان ہر پونہ رحیم کر چکے لوگوں نے | بجستان میں دفن کیا ہے وہ طلحات جو |

بلکہ یہ شخص خرواحی تھا، اور طلحہ پہلے مہاجرین سے تھے، اور ان دس لوگوں سے تھے جنکو جنت کی بشارت دی گئی تھی،۔ مجلس شوری کے یہ بھی ممبر تھے، مگر مشورہ کے دن حاضر نہیں تھے۔ احد کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے اسی دن کسی نے آپ پر وار کیا تھا اسکو انھوں نے اپنے ہاتھ پر روکا تھا جسکے وجہ سے انکا ہاتھ کٹ گیا تھا اور یہ بے ہاتھ ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے شان میں فرمایا تھا وہ طلحہ کے لیے جنت واجب ہوئی، انکے اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان آنحضرت نے بجائی چارہ کرایا تھا۔ یہ عثمان اور اپنی ماں صعوبہ بنت حضرمی پر بہت سخت تھے۔ وہ عبید اللہ کے نخل کے قتل ابوسفیان بن حرب کے عقد میں تھی، ابوسفیان نے اُسے طلاق دیدیا تھا اس کے بعد اس کے نفس نے لامت کی تو یہ اشعار کہے

| | |
|---|---|
| انی وصبتہ فمأیرے | عبیدان والوداد مترب |
| میں اور صوبہ گو دیکھنے میں | دور معلوم ہو ہیں مگر محبت ہم دونوں کو قریب ہو ہے جو |
| خان لم ین نسب ثاقب | فعد الفتاة حمال وطیب |
| اگرچہ اسکا لڑی اعلیٰ نسب نہیں ہے | لیکن اُسکے پاس خوبصورتی و پاکیزگی ہو |
| فیآل قصۃ الہا عجیبو | ہز بریصہ الغزال الزریب |
| میں و اولاد قصی حکو میں ایسے قبی کرنا چاہیو | کثیر کو لکھا لہو ہارن رو کے ہوئے ہو۔ |

جب طلحہ علی رحمہ سے لڑنے کے لیے لہو آئے تو حمل کے لڑائی میں بھی شریک ہوئے۔ مروان نے انھیں دیکھا اور چونکہ عثمان پر سختی کرنے کے وجہ سے یہ اپنے

پہلے ہی سے خار کھاتا تھا اسوجہ سے اپنے ایک تیر جلایا اور وہ انکی پٹلی میں لگا اور اسکو گھوڑے کے جانب تک زخمی کر گیا۔ یہ گھوڑے کی گردن سے لپٹ گئے اور کہنے لگے تاشہ دار ایت مصرع اسبیاح اضیع اور وفات پائی اور قرہ کے پل کے پاس دفن کیے گئے۔ اسکے تین برس بعد انکی بیٹی عائشہ نے انکو خواب میں دیکھا کہ انکی شکایت کرتے ہیں اُسنے انکے نکالنے کا حکم دیا اور وہ مری نکالی گئی، اس کام کو عبدالرحمن بن سلامہ تہی نے انجام دیا۔ اور اپنے گھوٹن بصرہ میں مدفون ہوئے انکی قبر وہاں مشہور ہے۔ طلحہ کے دو اور بھائی تھے ایک عثمان بن حید تاشہ دار تھا اور دوسرا مالک بن حید تاشہ عثمان باذہبیت مرقی بنی بنی شخص تھا اور اسکا نام کانہ بھی تھا اسکا طلحہ اور ابو بکر کو لکھا ایک سی میں باندھ دیا تھا، اسوجہ سے یہ دونوں مدقرنین کہلاتے تھے۔ زبیر کے اولاد سے کسی نے طلحہ کے اولاد میں ایسے شخص کے لیے جب کا نام طلحہ تھا اور اسکے بیٹے کا نام ابو بکر تھا یہ اشعار کہے ہیں۔

| | |
|---------------------------------------|--------------------------------|
| یا طلح یا ابن القرینین الذین ہما | مع النبی اذ لا کل جبار |
| اے طلحہ اور قرینین کے بیٹے جنھوں نے | رسول اللہ کے ساتھ ہر گز نہ ہٹا |
| ہذا المسمی بفعل الخیر نافلہ | دون الانام و ہذا صاحب الفار |
| یہ لوگوں میں اچھے کام کرنے والے مشہور | اور وہ غار کے ساتھی کہلاتے |

عثمان کی نسل باقی ہو، اور مالک کی نسل کہیں ہو۔

عمر و حلیہ انکی عمر اور حلیہ میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ ابو الیقظان کا بیان ہے کہ قتل کے وقت انکی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ وادی کا قول ہے کہ چوسٹھ برس کی عمر تھی جادی لاؤ ستمہ میں مقتول ہوئے۔ خود انکے بعض اولاد کا بیان ہے کہ باسٹھ برس کی عمر تھی۔ ہبطرح انکے حلیہ میں بعضوں کا بیان ہے کہ گندم رنگ اور بہت بال والے تھے، وہ بال نہ تو زیادہ گھونگھڑے تھے اور نہ بالکن سیدھے تھے۔ خوبصورت، باریکٹالے تھے۔ چلنے میں بہت تیزی کرتے تھے۔ بال کا خضاب نہیں کیا کرتے تھے۔ ابو موسیٰ بن طلحہ کا قول ہے کہ سفید سرخی مائل۔ نیا نہ قد تھے جو نائے پن کے طرت مائل تھا سینے کے فراخ، مونڈھوں کے چوڑے تھے۔ جب

کیسٹری دیکھتے تھے تو پورے طور سے دیکھتے تھے۔ قدموں کے بھاری تھے انہیں باریکی نہیں تھی۔ اور جب کسی کے قدموں میں باریکی نہ ہو تو اسکو داندج، کہتے ہیں فضل بن دکن قیس بن زبج سے روایت کرتے ہیں وہ عمران بن موسیٰ بن طلحہ سے، وہ اپنے باپ سے کہ طلحہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی اس میں سرخ باقوت کانگ تھا۔ انکی آمدنی روزانہ پورے ہزار درہم تھی۔

اولاد دس لڑکے اور چار لڑکیاں مختلف بیبیوں سے تھیں منجملہ انکے محمد بن طلحہ ہے محمد بنت حبش کے بطن سے اور اسکی ماں اُمیہ بنت عبدالمطلب تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپھی تھیں۔ یہ عابد تھے، انکو لوگ مدسجا، (بہت سجدہ کرنے والا) کہتے تھے۔ ابوالقاسم کنیت کیا کرتے تھے۔ جل کے واقعہ میں حاضر تھے۔ جل شو اس اونٹ کے مارنے سے منع کیا، اور کہا دیکھو اپنے کو بڑی ٹوپی والے اونٹ سے بچاؤ، اسی اثنا میں کسی نے انکو قتل کر دیا اور یہ شعار پرچہ

| | |
|---|--|
| واشت توام بایات رب | قلیل الاذی فیما تری العین مسلم |
| ہر گندہ حال کلام اللہ کے ساتھ قیام کرنا | لو کو نہ یحییٰ بن زید الا یحییٰ بن زید |
| اکنہ بالرح یحییٰ قیس | فخر قتیلہ للیدین و للغم |

میں اپنے بزرے کو سکویہ کے دونوں پہلوؤں میں مارا تو وہ مردہ منہ کے بل گر پڑا

| | |
|---|---|
| علی غیر شئی غیر ان لیس تابعا | علیا ومن لا یتبع الحق یظلم |
| یہ ساتھ غلام تھو انکو غلام کیا، مگر ان کی تلخ تھی | اور جو حق کا تابع نہیں وہ ظالم ہے |
| یانا شدنی حسم الریح شاجر | قبلا تلاحم قبل التقدم |
| جستہ بزرگ کو باد چھوڑ دے، دست بھڑکاتا، اصرار کرتا | پیش قدمی کرنا پہلے اسو مجھے کیون نہیں کہا |

محمد بن طلحہ کا بیٹا ابراہیم تھا۔ انکے سر کا اگلا حصہ بالوں سے صاف تھا۔ لنگڑے اور سردار تھے حجاز کے شیر کھاتے تھے۔ عبد اللہ بن زبیر نے انکو کوفہ کا تحصیلدار مقرر کیا تھا۔ انہوں نے مکہ میں، احرام کی حالت میں وفات پائی۔ ابراہیم کے بیٹے عمران اور یعقوب تھے۔ ان دونوں کی ماں اسماعیل بن طلحہ کی بیٹی تھی، اور اسکی ماں لمبا بہ بنت عبد اللہ بن عباس تھی۔ عمران کا بیٹا

محمد بن عمران تھا، جو ابو جعفر کے زمانے میں مدینہ کا قاضی تھا اور بخیل تھا جب لوگوں نے بحالت کے بارے انکو بڑا بھلا کہا تو انھوں نے کہا انی لا اجد عن اسحق ولا اذوب نے الباطل اور منجملہ اولاد طلحہ کے عمران بن طلحہ ہے، اسکی ماں حمہ تھی، اسکے عقد میں ام کلثوم بنت فضل بن حباس تھی اسکی نسل نہیں رہی۔ اور منجملہ انکے عیسیٰ بن طلحہ ہے، یہ بخیل اور حاجہ تھے۔ یہ عمر بن عبدالرحمن بن حو کے ساتھ عبدالملک بن مروان کے پاس بھیجے گئے تھے۔ اُس سے حجاج کی موقوفی کی نسبت گفتگو کی یہاں تک کہ حجاج حجاز سے موقوف کیا گیا عمر بن عبدالعزیز کے خلاف میں انھوں نے وفات پائی۔ انکی اولاد باقی ہے۔ اور منجملہ انکے یحییٰ بن طلحہ ہے۔ یہ طلحہ کی تمام اولاد سے بہتر تھی۔ انکے بیٹے اسحق بن یحییٰ سے لوگ فقہ روایت کرتے ہیں اسحق کی ماں ام یاس بنت ابی موسیٰ اشعری تھی۔ اور منجملہ اُسکے اسمعیل بن طلحہ ہے یہ سردار تھے۔ انکی کے عقد میں لبا بنت عبداللہ بن حباس تھیں۔ اور منجملہ اُن کے اسحق بن طلحہ ہے۔ معاویہ نے انھیں اور سعید بن عثمان کو خراسان کا حاکم مقرر کیا تھا اسی میں وفات پائی۔ انکی اولاد بہت ہے اور منجملہ انکے یعقوب بن طلحہ ہے۔ ”حرۃ“ کے لڑائی میں قتل ہوئے۔ انکی نسل باقی ہے منجملہ انکے ابو یعرب ہے جو ابو جعفر کے طرف سے بحرین کا حاکم تھا۔ اور منجملہ انکے موسیٰ بن طلحہ ہے یہ بھی طلحہ کے تمام اولاد سے اچھے تھے۔ ذی مرتبہ اور ذی شجرت تھے۔ کوفہ میں سلاطین میں قضا کی۔ ابو عیسیٰ اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ اپنے دانتوں کو سونے کے تار سے باندھا کرتے تھے اور سیاہ خضاب استعمال کرتے تھے۔ انکے بیٹے محمد بن موسیٰ کی ماں عبدالرحمن بن ابوبکرؓ کی بیٹی تھیں۔ اسکو عبدالملک بن مروان نے شبیب کے مقابلہ میں بھیجا تھا اُس نے انکو قتل کیا اور انکے بیٹے عمران بن موسیٰ کی ماں لونڈی تھی۔ اور یہ بھی تھے انکی نسل باقی ہے۔ اور منجملہ انکے زکریا بن طلحہ ہے۔ اسکی ماں ام کلثوم بنت ابی بکرؓ تھیں اور سگی بہن عائشہ بنت طلحہ تھی۔ یہ سخی تھے انکی نسل باقی ہے۔ اور منجملہ انکے صالح بن طلحہ ہے۔ انکی ماں تغلیبہ ہے۔ اور طلحہ کی لڑکیوں سے ام اسحق بنت طلحہ ہے۔ حسن بن علی کے عقد میں تھیں جن سے طلحہ بن حسن پیدا ہوئے اور لوگوں ہی میں وفات پائی۔ اسکے بعد انے حسین بن علی نے عقد کیا، اور اُسے فاطمہ بنت حسین پیدا ہوئیں اور

عبداللہ بن حسین کی ان میں۔ اسکے بعد اسے عبداللہ بن محمد بن ابی عقیق نے نکاح کیا اور امیر لڑکی پیدا ہوئی۔ اور طلحہ کی بیٹیوں سے عائشہ بنت طلحہ ہے۔ عبداللہ بن عبد الرحمن بن ابوبکر نے اسے عقد کیا تھا اور اسکے بعد مصعب بن زبیر نے اور ایک لاکھ درہم انکو دیا۔ انس بن زبیر نے اسی کے بارے میں اپنے بھائی سے کہا ہے۔

| | |
|---------------------------------------|---|
| البلغ امیر المؤمنین رسالۃ | من ناصح ملک لا یرید خدا |
| امیر المؤمنین کو ایک پیغام | ایسے ناصح کی طرح نہ ہو پنا دو جو دھوکا دینا چاہتا |
| بغض الغناہ بالغ الف کمال | وتمیث سادات الجیوش جیاہا |
| عورت کی شرگاہ پورے لاکھ بی خریدی جائے | اور سرداران لشکر جو کے بسر کریں |
| لولا ابو حفص اقول مقاسلے | واقص شان حدیثیم لارتما عا |

ابو حفص سے عمر بن خطاب مراد ہیں۔ جب مصعب قتل ہوئے تو عصمر بن عبید اللہ بن معمر تمیمی نے عقد کیا، مگر عبداللہ بن عبد الرحمن کے سوا اور کسی کی اس سے اولاد نہیں ہوئی۔ اور طلحہ کی بیٹیوں میں مصعب ایک لونڈی سے اور مزیم دوسری لونڈی سے ہے۔

طلحہ کے غلام انکے موالی سے مسلم بن یسار تھے۔ یہ اپنے زمانے میں سچوں افضل تھے جب یہ زیادہ غصہ ہوتے تو کتے و بیتی و بینک جب یہ کتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ اب اسکے بعد کچھ کتنے کی ضرورت نہیں۔ انکا بیان تھا کہ جب ہم اپنے واسطے سے کتاب لینے کا قصد رکھتے ہیں اسوقت اس سے اپنی شرگاہ کو چھوٹا بڑا سمجھتے ہیں۔ ایک دفعہ یہ کسی مسجد میں گئے اسوقت مؤذن نے اذان دی، یہ وہاں سے واپس چلے گئے۔ مؤذن نے دریافت کیا کہ کس نے آپ کو واپس کر دیا۔ انھوں نے کہا تو نے۔ یہ کسی چیز کو لعنت نہیں کرتے تھے۔ جب چوپائے پر غصہ ہوتے تو کتے و مار ڈالنے والا ہر تو نے کھایا جو ہر ہستہ ہر ہستہ میں انھوں نے فغاکی۔ انکا بیٹا عبداللہ بن مسلم بن یسار ہے۔ اس سے لوگ روایت کرتے ہیں اور موالی طلحہ سے ابو نعیم فضل بن دکین بن حماد محدث تھے۔ ثوری اور اعمش سے حدیث روایت

کرتے ہیں۔ کوفہ میں سلسلہ حمین وفات پائی۔ اور حمید طویل طلحہ الطلحات خزاعی کے غلام تھے نہ طلحہ بن عبید اللہ تمیمی کے۔

عبدالرحمن بن عوف کے حالات

نسب عبدالرحمن بن عوف بن عبدعوف بن عبدالحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔ جاہلیت کے زمانے میں ان کا نام عبدالحارث تھا اور بعضوں کا بیان ہے کہ عبدعمر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن رکھا۔ انکے باپ عوف جاہلیت کے زمانے میں غصیصاء میں قتل ہوئے تھے۔ جذیمہ کی اولاد نے قتل کیا تھا۔ انکی ماں کا نام شفاء تھا اور وہ بھی زہرہ ہے۔ عبدالرحمن کے کئی بھائی تھے۔ ایک عبداللہ بن عوف سرداران قریش سے تھے۔ اور انکے بیٹے طلحہ بن عبداللہ بن عوف کی اولاد مدینہ میں ہے۔ دوسرا سود بن عوف ہے صحابی تھے۔ عمر بن خطاب نے انکو مکہ میں شراب پینے ہوئے پایا تھا، جبکہ وجہ سے حداری بھی جبل کے لڑائی میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریک تھے اور اس میں مقتول ہوئے۔ انکی نسل باقی ہے۔

عبدالرحمن اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے۔ یہ بھی ان دسوں میں ہیں جنکو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ مجلس شوری کے چھ ممبروں سے ایک یہ بھی ہیں۔ انکے بدن میں تل کے داغ تھے۔ واقعہ کا بیان ہے کہ عبدالرحمن سال قبل کے دس برس بعد پیدا ہوئے تھے اور سلسلہ حمین انھوں نے وفات پائی۔ عمر پچھتر برس کی تھی۔ ابوالیقظان کا بیان ہے کہ عثمانؓ کے خلافت میں انتقال کیا۔ اور انکا ترکہ ستواڑھ حصوں پر تقسیم ہوا۔ اور ہر ایک لڑکی کا حصہ اتنی ہزار درہم ہوا۔ انھوں نے ایک دن قرین غلام آزاد کیے تھے۔ انھوں نے وصیت کی تھی کہ جنازہ کی نماز عثمان بن عفان پڑھائیں۔

حلیہ واقعہ کا بیان یہ ہے کہ لمبے، خوبصورت، نرم بدن، کوزہ پشت، سفید سرخی مائل تھے۔ بالوں کا خضاب نہیں کرتے تھے۔ سہیل بنت عاصم بن عدی کا بیان ہے کہ انکی آنکھیں

اور ناک بڑی تھیں اور سامنے والے اوپر کے دونوں دانت لمبے تھے جبکی وجہ سے کبھی انکے ہونٹھ زخمی ہو جا کر رتے تھے۔ انکے سر کے بال کا لون سے نیچے اور اُنسے پلٹے ہوئے تھے۔ انکے منہ کے دیکھے ہوئے معلوم ہوتا تھا کہ اس میں پانی کا حباب ہو۔ انکا پیر بھاری لمبہ گلیان مولیٰ تھیں۔

اولاد انکی اولاد محمد، ابراہیم، حمید، زید، ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کے بطن سے، ابو سلمہ، تماضر بنت اصغ کلبی کے بطن سے، مصعب ایک بیٹی عورت سے، سیل، ایک دوسری بیٹی عورت سے، عثمان سواد اور عمرو وغیرہ اور چند لڑکیاں۔

محمد بن عبد الرحمن بہت غیرت دار تھے، انکا لڑکا حبلہ لوا حد ہو اور اسکی نسل باقی ہو۔ ابراہیم بن عبد الرحمن قوم کا سردار اور نانا تھا، اسنے شکینہ بنت حسین سے عقد کیا تھا، اگرچہ کہ بنو ہاشم راضی نہ ہوئے اس وجہ سے اُسے طلاق کر لیا۔ ابو اسحق اپنی کنیت کیا کرتے تھے، شمشہد میں اسنے وفات پائی، عمر پچیس برس کی تھی۔ انکا بیٹا سعد بن ابراہیم تھا جسکی ماں سعد بن ابی وقاص کی بیٹی تھی۔ یہ ہشام کے زمانے میں مدینہ کے قاضی تھے۔ اسکی نسل باقی ہے۔ اسی کے بارے میں موسیٰ نے یہ شعر کہا ہو۔

| | |
|---------------------------|-------------------------|
| یبقی اناس فحشہ و اذہ | مثل ما یتقون بول الحمار |
| یہ لوگ ایسے فحش و اذہ ہیں | جی طرح گدھے کے پیٹاب سے |

لا یفرک سجدۃ بن عیینہ عذارے و منها فرارے

انکے دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کا نشان دیکھ کر دھوکا کھائے ہیں بچہ اور بھاگو

بعضوں کا بیان ہو کہ ایک شخص انکے بیان آیا اسکو انھوں نے درے مارے اسنے دریافت کیا کہ مجھے کیوں درے مارے انھوں نے کہا بد صورتی کے وجہ سے۔ اسپر کسی نے مدینہ میں یہ شعر کہا تھا۔

حبسہ الحاکم سعد بن سلیم نے السماجہ

بد صورتی کے وجہ سے سعد بن ابی سلیم نے درے لگا

| | |
|------------------------------|-------------------------|
| فقتضی اللہ سعد | من امیر کم کل حاجبہ |
| خدا نے تمھارے امیر سے سعد کی | تمام حاجتیں پوری کر دیں |

| | |
|------------------------------|---|
| ایما الملک الشریا سہیل : | عمرک اشترکیت یلتقیان |
| اے سہیل شریا سے نکاح کرنے دے | خدا تیری عمر دے گا زکری تم دونوں کیوں ملے گے ہو |
| ہی شامیہ اذا الاستقلت | وسہیل اذا استقل یسانے |
| ٹریا کا مستقل مقام شام ہے | اور سہیل کا مستقل مقام یمن ہے |

سہیل کی اولاد مدینہ میں ہو۔ بخملہ انکے حقیر بن سہیل جو، یہ شریا تھا اسی کے بارے میں کسی شاعر نے لکھا ہے

اذا انت نادمت العیر وذا الندی جبیر و عاطیت الزجا جہ خالد
جب تیرا عیر کا مصاحب اور اکی جس دانوں کا جو جبیر ہے اور جب خالد کو تو شیشہ دے

جبیر امین کا بیٹا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کی دانی کھلائی تھی۔ اور خالد ابوالیوب انصاری کا بیٹا تھا۔ عمر بن عبد الرحمن قریش کے چالا کون سے تھے۔ انھوں نے بھی حجاز کے مدینہ سے موقوف کرنے کے بارے میں گفتگو کی تھی، یہاں تک کہ عبد اللہ نے اسکو موقوف کر دیا۔ انہی کے اولاد سے محمد بن عبدالعزیز بن جو ابو جعفر کے زمانے میں مدینہ کے قاضی تھے۔ انکی نسل باقی ہے۔ زید بن عبدالرحمن کی نسل نہیں رہی۔ مسور بن عبدالرحمن درجہ کے واقعہ میں مقتول ہوئے۔ عثمان بن عبدالرحمن کی اولاد بصرہ میں ہے۔

سعد بن ابی وقاص کے حالات

نسب سعد بن مالک بن اسیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہو۔ اپنی کنیت ابو اسحق کیا کرتے تھے۔ اعلیٰ مان حمزہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس میں۔ انکے دو بھائی اور تھے۔ ایک کا نام عتبہ تھا اور دوسرے کا عکرمہ عتبہ کا بیٹا یا شرم بن عتبہ تھا اور کانعا اور علی کے ساتھ صفین کی لڑائی میں شریک تھا۔ بھیا اور تھا اسی قول پر۔

احور یسنے اہل محلہ قد عالج الحیاة حتی لا لا بد ان یغسل او یغلا

نے اپنی اہل کو کھوت نہ رہے چالا اور زندگی کی پوری کوشش کی کہ نہ کامیاب نہ ہو۔ اسی طرح جو کہ جو کہ وہ بنے یا لوگ اسے پناہ دے

عمیرہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔

یہ اُن دس لوگوں میں سے ہیں جنکو جنت کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اور مجلس شوری کے ممبروں سے ہیں۔ یہ بڑے تیر انداز تھے۔ انکے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاکی تھی اور فرمایا تھا "وہ اسے اللہ اسکی دعا قبول کرے، اسکے تیر کا نشانہ ٹھیک فرما" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ اور ان دونوں کو انکے لیے حج کیا تھا اور فرمایا تھا "تیر بھیک میرے باپ اور ان تیر فدا ہوں" آپ نے فرمایا تھا "یہ میرے امون ہیں کوئی ایسا مومن نے تو آئے؟" عمو بن خطابؓ انکو کوفہ کا حاکم بنایا تھا وہ قادیسیہ کے لڑائی میں سالار لشکر تھے، اگرچہ نک زخمی تھے اس لیے لڑائی میں شریک نہ ہو سکے اور دوسرے کو اپنا جانشین بنا کر بھیج دیا تھا۔ اور قادیسیہ فتح ہو گیا۔ اسی بارے میں بحیلہ کے ایک شخص نے کہا کہ

| | |
|--|---|
| الم تر ان اللہ انظر دینہ | وسعد باب القادیسیہ مُعَصَّم |
| تھے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب کیا | بجائیکہ سعد موت قادیسیہ کے روزہ پنجو طابوین |
| فاما وقد ایت نسا رکشیرة | ونسوة مع لیس منہن اہم |
| ہیں لوٹے ہم اور بہت عورتیں انہ ہو گئیں | حالانکہ سعد کی کوئی عورت راند نہیں ہوئی |

اور سعد نے اسکے لیے بد دعا کی اور کہا دای اللہ اسکے ہاتھ اور زبان کے لیے تو کافی ہو، اس شخص کو اس بد دعا کے اثر سے ایک تیر لگا جسکی وجہ سے وہ گونگا ہو گیا اور اسکا ہاتھ سوکھ گیا۔ اسکے بعد کوفہ والوں نے حضرت عمرؓ سے انکی شکایت کی، اس وجہ سے وہ معزول کر دیے گئے انکے بعد کوفہ کے حاکم عثمان ہوئے اور وہ بھی موقوف کیے گئے۔ بعد ازاں ولید بن عقبہ ہوئے۔ جب یہ کوفہ آئے تو انے سعد نے دریافت کیا کہ وہ اسی ابو وہب کیا تم میری نصیحت میں حقلند ہو گئے؟ یا تم تمھاری نصیحت میں بیوقوف ہو گئے؟ تو ولید نے کہا کہ "درد نہ ہم حقلند ہوئے ہیں اور ہم موقوف ہوئے، لیکن بات یہ ہے کہ قوم نے مجھے پسند کیا ہے" اسکے بعد اور کچھ باتیں ہوئیں سعد نے اپنے محل میں جو مدینہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام عقیق میں واقع تھا قضا کی، اور لوگوں کے کندھوں پر اٹھا کر مدینہ لائے گئے۔ انکی وفات شنبہ میں ہوئی۔ عشرہ مبشرہ میں انھوں نے سب سے پہلے وفات پائی۔ انکے جنازہ کی نماز مروان بن حکم نے پڑھائی جو اسوقت مدینہ کے

طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ انکی عمر کچھ اوپر انتی برس تھی یا کچھ اوپر نثر برس۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہم انیس برس کے بن میں مسلمان ہوئے تھے۔

حلیہ و اندی کا قول ہے کہ انکی بی بی عائشہ کا بیان ہے کہ میرے باپ اور کے دھڑے نائے اموٹے، بڑے سروالے اور سخت انگلیوں والے تھے۔ حامز بن سعد کا بیان ہے کہ سعد کے بال گھونگھدار تھے۔ انکے بدن میں بہت بال تھے گندم رنگ اور لمبے تھے۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ اولاد انکی اولاد عمر، محمد، عامر، موسیٰ، مصعب اور عائشہ وغیرہم ہیں۔ عمر بن سعد حسین بن علیؑ کا قاتل ہے۔ عبید اللہ بن زیاد نے اسکو انکے مقابلہ کے لیے بھیجا تھا۔ جب مختار کا زمانہ ہوا تو اسنے بچیلہ کے غلام ابو عمرہ کو عمر بن سعد کے مقابلہ کے لیے بھیجا، اسنے جا کر اسکو قتل کیا اور اسکا سر مختار کے پاس لے آیا۔ جب قت مختار کے پاس اسکا سر آیا تھا اسوقت اسکا بیٹا حفص بن عمر بن سعد بھی موجود تھا، مختار نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کس کا سر ہے؟ اسنے کہا ابو حفص کا۔ مختار نے حکم دیا کہ حفص کے سر کو ابو حفص کے سر سے ملا دو، چنانچہ وہ بھی مقتول ہوا۔ عمر کی نسل کو فہمین ہے۔ محمد بن سعد نے ابن اشعث کے ساتھ خروج کیا تھا، اس بنا پر حجاج نے اسکو قید کر کے قتل کر دیا۔ بیٹا اسمعیل بن محمد بن سعد قریش کے فقیہوں اور ذی مرتبہ شخصوں سے تھا، حامز بن سعد سے لوگ حدیث روایت کرتے تھے۔ سلمہ بن ابی ہریرہ نے انتقال کیا۔ مصعب بن سعد کے حالات میں لوگوں نے ذکر کیا کہ یہ جب اپنے باپ کے مرنے کے وقت رونے لگے تو انھوں نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو، میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے خداوند تعالیٰ عذاب نہیں کرے گا۔ مصعب کا انتقال سلمہ میں ہوا۔ موسیٰ بن سعد کی اولاد باقی ہے، مگر انکے بچاؤ میں موسیٰ ہے۔

سعید بن زید کے حالات

نسب سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن قرط بن رباح بن عبد اللہ بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ ہے۔ عمر بن خطابؓ انکے باپ کے چچے ہوتے تھے۔ نفیل کے دو بیٹے تھے ایک عمرو بن نفیل دوسرا خطاب بن نفیل۔

یہ اُن دس لوگوں میں سے ہیں جنکو جنت کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اور مجلس شوریٰ کے ممبران سے ہیں۔ یہ بڑے تیر انداز تھے۔ انکے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاکلی تھی اور فرمایا تھا کہ اسے اللہ اسکی دعا قبول کرے، اسکے تیر کا نشانہ ٹھیک فرما، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ اور ان دونوں کو انکے لیے جمع کیا تھا اور فرمایا تھا تیر بھیک میرے باپ اور ان تیر فدا ہوں، اللہ آپ نے فرمایا تھا یہ میرے امون ہیں کوئی ایسا امون نے تو آئے، عمر بن خطابؓ انکو کوفہ کا حاکم بنایا تھا یہ قادیسیہ کے لڑائی میں سالار لشکر تھے، مگر چونکہ زخمی تھے اس لیے لڑائی میں شریک نہ ہو سکے اور دربارے کو اپنا جان نشین بنا کر بھیج دیا تھا۔ اور قادیسیہ فتح ہو گیا۔ اسی بارے میں بجلہ کے ایک شخص نے کہا کہ

| | |
|---|---|
| الم تر ان اللہ اظہر دینہ | وسعد باب القادیسیہ معصم |
| تخفی نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کو غالب کیا | بجائیکہ سعد موت قادیسیہ کے دروازہ پر غوطہ کھینچیں |
| فاما وقد ایت نسا وکثیرہ | ونسوة معد لیس منہن اہم |
| ہیں بوٹے ہم اور بہت عورتیں اندھو گئیں | حالانکہ سعد کی کوئی عورت راند نہیں ہوئی |

اور سعد نے اسکے لیے بددعا کی اور کہا کہ ای اللہ اسکے ہاتھ اور زبان کے لیے تو کافی ہو، اس شخص کو اس بددعا کے اثر سے ایک تیر لگا جسکی وجہ سے وہ گونگا ہو گیا اور اسکا ہاتھ سوکھ گیا۔ اسکے بعد کوفہ والوں نے حضرت عمرؓ سے انکی شکایت کی، اس وجہ سے وہ معزول کر دیے گئے، انکے بعد کوفہ کے حاکم عثمان ہوئے اور وہ بھی موقوف کیے گئے۔ بعد ازاں ولید بن حقبہ ہوئے۔ جب یہ کوفہ آئے تو انے سعد نے دریافت کیا کہ وہ ای ابو وہب کیا تم میری نصیحت میں عقلمند ہو گئے؟ یا تم تمھاری نصیحت میں بیوقوف ہو گئے؟ تو ولید نے کہا کہ در نہ ہم عقلمند ہوئے ہیں اور ہم بیوقوف ہوئے، لیکن بات یہ ہو کہ قوم نے مجھے پسند کیا ہے، اسکے بعد اور کچھ باتیں ہوئیں۔ سعد نے اپنے محل میں جو دین سے دس میل کے فاصلہ پر مقام عقیق میں واقع تھا قضا کی، اور لوگوں کے کندھوں پر اٹھا کر مدینہ لائے گئے۔ انکی وفات شنبہ میں ہوئی۔ عشرہ مبشرہ میں انھوں نے سب سے پہلے وفات پائی۔ انکے جنازہ کی نماز مردان بن حکم نے پڑھائی جو اس وقت معاویہ کے

طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ انکی عمر کچھ اوپر انتی برس تھی یا کچھ اوپر نثر برس۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہم انیس برس کے بن میں مسلمان ہوئے تھے۔

حلیہ و اتدی کا قول ہو کہ انکی بیٹی عائشہ کا بیان ہو کہ میرے باپ اوپر کے دھڑ سے
 نائے اموٹے، بڑے سروالے اور سخت انگلیوں والے تھے۔ حامر بن سعد کا بیان ہو کہ سعد کے
 بال گھونگھوار تھے۔ انکے بدن میں بہت بال تھے گندم رنگ اور لمبے تھے۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے
 اولاد انکی اولاد عمر، محمد، عامر، موسیٰ، مصعب اور عائشہ وغیرہم ہیں۔ حمز بن سعد حسین
 بن علیؑ کا قاتل ہو۔ حبیب اللہ بن زیاد نے اسکو انکے مقابلہ کے لیے بھیجا تھا۔ جب مختار کا زمانہ ہوا تو
 اسنے بجیلہ کے غلام ابو عمرہ کو عمر بن سعد کے مقابلہ کے لیے بھیجا، اسنے جا کر اسکو قتل کیا اور اسکا سر
 مختار کے پاس لے آیا۔ جب قت مختار کے پاس اسکا سر آیا تھا اسوقت اسکا بیٹا حفص بن عمرو بن سعد
 بھی موجود تھا، مختار نے اس در یافت کیا کہ یہ کس کا سر ہو؟ اسنے کہا ابو حفص کا۔ مختار نے حکم دیا کہ
 حفص کے سر کو ابو حفص کے سر سے ملا دو، چنانچہ وہ بھی مقتول ہوا۔ عمر کی نسل کو ذہین ہو۔ محمد
 بن سعد نے ابن اشعث کے ساتھ خروج کیا تھا، اس بنا پر حجاج نے اسکو قید کر کے قتل کر دیا یہاں
 بیٹا اسمعیل بن محمد بن سعد قریش کے فقیہوں اور ذی مرتبہ شخصوں سے تھا، حامر بن سعد سے لوگ
 حدیث روایت کرتے تھے سلمہ بن ہریرہ انتقال کیا۔ مصعب بن سعد کے حالات میں لوگوں نے ذکر کیا ہے
 کہ یہ جب اپنے باپ کے مرنے کے وقت رونے لگے تو انھوں نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو، میں
 خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے خداوند تعالیٰ عذاب نہیں کرے گا۔ مصعب کا انتقال سلمہ میں ہوا۔
 موسیٰ بن سعد کی اولاد باقی ہے، بنو امیہ کے بنو امیہ بن موسیٰ ہے۔

سعید بن زید کے حالات

نسب سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیز بن قرط بن رباح بن عبد افہر
 بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔ عمر بن خطابؓ
 انکے باپ کے پیچھے ہوتے تھے۔ نفیل کے دو بیٹے تھے ایک عمرو بن نفیل دوسرا خطاب بن نفیل۔

خطاب کی مان قبیلہ فہم سے تھی، عمرو نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اُس سے نکاح کر لیا تھا۔ اور اُسی سے
 سکائیہ زید بن عمرو۔ زید بنون کی عبادت سے بیزار ہو کر کسی دین کے طلب میں رہا کرتے تھے یہاں تک
 کہ انکی ملاقات درجزیرہ میں ایک شخص سے ہوئی، اسنے اسے دین ابراہیم کی بہت تعریف کی اور کہا کہ
 تم اپنے وطن کو لوٹ جاؤ کیونکہ نبی کے ظاہر ہونے کا نذر قریب ہو اور جب وہ ظاہر ہوں تو تم اُن کی
 تابعداری کرنا، زید وہاں سے آکر انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اپنے
 بیان کیا کہ میں واپس تو چلا آیا مگر بیان کچھ بھی نہیں دیکھتا ہوں۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 مبعوث ہونے سے پہلے کا ہے۔ پھر وہ وہاں سے شام آئے وہاں کسی عیسائی نے انکو قتل کر دیا۔ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی شان میں فرمایا ہوا نہ یبعث امتہ و حدۃ۔ یعنی قیامت کے دن اکیلے
 ایک امت ہونگے۔ انہی کے شان میں ورقہ بن نوفل نے کہا ہے۔

| | |
|---|---|
| رشدت و انعت ابن عمرو و انما | تجنبت تنورا من النار حامیا |
| تمہنے راہ راست پائی اور انعام حاصل کیا ہے ابن عمر | اور بچک تمہنہ کی آگ (جہنم) سے محفوظ رہو |

اور زید بن عمرو نے خود کہا ہے۔

| | |
|----------------------|---------------------------|
| اسلمت و ہی لمن اسلمت | لہ المزن تحمل عذابا دلالا |
|----------------------|---------------------------|

میں نے اپنے منہ کو اس شخص کی طرف متوجہ کیا ہے، جسکی مزن بڑے بھاری ہے پانی کو اٹھا ہوئے ہو تو جو کیا ہو

زید کی اولاد سعید اور عاتکہ تھی۔ عاتکہ عبد اللہ بن ابی بکر کے عقد میں تھیں۔ انکے بعد عمر
 بن خطاب کے عقد میں رہیں، اور انکے بعد زبیر کے عقد میں۔

سعید بن زید اپنی کنیت ابوالاعور کیا کرتے تھے۔ مہاجرین اولین سے تھے۔ عمر رض کے بعد بیان
 لائے تھے۔ اُن دس شخصوں سے ہیں جنکو جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ معاویہ کی خلافت تک زندہ
 رہے۔ انکی نسل کو فرین بہت ہے۔ انکی ایک بیٹی حسن بن حسن بن علی کے نکاح میں تھی اور ایک بیٹی
 منذر بن زبیر کے عقد میں اور ایک بیٹی عاصم بن منذر کے عقد میں۔ انہی کے اولاد میں محمد بن حمید و اشتر
 بن سعید جو شاعر تھے اور جنھوں نے زبیر کے شان میں حرزہ کے دن یہ شعر کہا تھا۔

له
قوله ليست
في سترك
كافي المدي
لكعبة العظيمة
شرفها لله تعالى

| | |
|--|--|
| اهلاً بضيحك يا سعاد ومرحبا جئنا اليك ما سمحت بنظرة اهل الكارمدينهما ان يكرموا وصل وصدد رافة وقاوة خالف المواعيد شيمه مذمومة او تشمين وانت من بيت العلا مصباح بيتك كان نور مروءة اتحفك جوهر عجبني فتقبل صرفت عيوني درها وعميقها قد ارجفت السفهاء في واكثروا ليس المشوق من السلافة فمبزي ان الزمان لمظلم متعكدر لا تطلبين من الكواكب حاجة دور النجوم ثينة لهنها عري الا رامل خالعة صديقه اهل القناعة ما قل كفافهم ازاد افعى في الصباية عمر | هو عندنا الحل من الانصاف شئخ البخيل قيامته الاضياف ضيفا فكيف رضيت بالاختلاف ما المبتغى من هذه الاوصاف اياك يا سلعى من الاخلاف عاد عليك شمائل الاجلاف او تطفئين لواصع الاسلاف ومن الوداد تجشم الاتحاف ما نحن قط نهاية الاسراف لله لا تصنع لكل جزاف نقد الدراهم عمدة الصراف الله يخطينا بوقت صاف ما في السماء طبيعة الاسعاف لم تنفصل عن هذه الاصداف محفوظة عن خيفة الاثلاف للبيت في سنة كساء كافي رجواه من مولا اجروا في |
|--|--|

وقال متغزلا

| | |
|--|---|
| لقد طال اشجائي بطول مطالك ولو انصبت الدهر انصير على النوى وما ابتغى والله مالا ودولة | فقطعا على المملوك يا ابنة ملك لقد عمر الحبر وتداروصالك ملاك رجائي نظرة من نوالك |
|--|---|

هبي لي من عين العناية نظرة
 علام أبك المشتكى ان نسيته
 اداني بريئاً عن صد وخطيئة
 اتفقتني عن رحبة الدار جنة
 وكنت هلاكاً شم ابدرت فانهض
 عتيب وذتنا منك اي خلاوة
 مرضت ولا اخشى على منية
 اري البدر في اوج الدلال لعله
 نزلت بالحق الغريزي لا يما
 ذوابك الطولي سواد مفصل
 ولما شمت العطر في سنة الكرى
 سمجوع الحسى ان الزمان فراحه
 ولا نفع في شكواك عنه الى متى
 ايايسة الطرفاء شيتني اسى
 ويا قاعة الوعساء هجر كمولم
 سحابة رضوى انت ذات مروة
 وفي كبدى نار الا وام ذكيت
 اسير الهوى انا دزيد غرامه

وشجتي وقال المستعان بهالك
 ومن انا حتى اخطرت بهالك
 في انت قولى ما وجوه ملاك
 تضررك بين الناس شهوة ذلك
 لتكمل تقصا في بحق كمالك
 جمال وايضا الله خلف جلالك
 اروم من المنان صحة حالك
 الى الان ملاقي بديع جمالك
 يكون غريباً وهو حسن دلالك
 لحسنك والجمال نقطة خالك
 تحملت ودليل طيف خيالك
 حريص على ايقاعنا في المهالك
 تضعين نقد الوقت في غصن ضالك
 فحسن سوادى زائل كغلالك
 تنفرت على النوم مثل غزالك
 وفيضك سار في جميع الممالك
 متى يرتوى الصادى بفيض زلالك
 تحشى بعون الله خير المسالك

لعل الشك
 صدق

لعل
 ان الدلال
 طلع غريبي
 وما ليس من
 الحظوظ غريبي
 فلت تغفرت
 بالجل الغريبي
 عن الجلى غريبي
 نعم غريبي
 حسن غريبي

وقال متغزلاً

اجيد تناعل العبد القدير
 بشير صاحب الفيض العليم

ايدها ثوباً عطر الشيم
 يقول الناس انك في البرايا

وعظرتني بشئ من شميم
فلمنا الى الهجر الا ليم
وسلم في ديار بني تميم
مثنوباً بالدجى مثل البريم^{له}
لقد رزقوا باصناف النعيم
وهذا عكس اصحاب الروتيم
سقام العبد باللحظ السقيم
وحق للغريب على المقيم
الام ازور جدان الحريم
غريب جاء بالقلب السليم
وما ارناني جنابك بالاشيم
وامثلت النوال من اللسيم
ولا انتاح في شكل العقيم
ولا يهنأ له جود الكريم
بغير الماء في الصيف الصميم
بغيت ما اطل محي الرميم
يلوح على السماء مع النجوم
فيجعل من في حكم العديم
على سلك الصراط المستقيم

أسيل الماء من طرف بكى
 تراحت نار قلبي في عيوني
 لقد شملت اميمة كبرياء
 على اغارت البطرأء ليلاً
 جراحات بقلبي مولى مات
 لقد عزم الفراق على هلكي
 وما عدل المقيم عن رضاها
 الا عتب الخراشيد عين لطف
 الى العمران تطلبي حسان
 الا يا ايها اللماء وادى
 ظفرت على عدول مستبد
 يدل المستعالم على التلى
 بنفسى غادة جاءت عشاء
 لقد قبلت منتشياً لماها
 ظباء المنحنى يخطر نتيها
 اتى فصل الربيع وقد رأينا
 اراني واردة لسؤ قلبي
 رأيي بروضة الدناء يوماً
 وقالت روية الازهار غنم
 اتى اذا وحلاق البرايا

لعل طبيعة الحسناء تصفو
 كبرق في خلال الغيم يخفو
 وزعنى انها باللطف تحنو
 الى من ايها الجيران اشكو
 هل الحسناء ذات الطب تاسو
 متى عذراء ذات البان تدنو
 علام تغض مقلتها وتحفو
 لذا يقق العتاب المر يحلو
 وغزلان الى الصحراء تدعو
 ضراماً في حشا المشتاق يدكو
 بتقوية الهوى والحق يعلو
 ويزعم ان نار الوحيد تخبو
 لها شهب على الافلاك تغنو
 وارجوانها تغضى وتعفو
 وحين يبرينها ميساء تحنو
 بحسن ادائه الباميز هو
 وكيف به عن الحسناء اسلو
 مطوقة بغضن البان تشد
 فان ذبوتها جاء سيسطو
 كمال الفضل والاخصان يربو

وقال متغزلاً

ارى فوادى ذكر النجد يُنجيه
 ما باله حركات البان حزجه
 شمر الجليلون ربح الاحتراف به
 يا اهل بابل انتم صاجوا شر
 سقى الاله جريحات ام مثلاً
 متيم تعجب العشاق حالته
 الدهران ناله المطلوب خادماً
 لم يشف خاطره بدو ولا خضر
 يخال شيئاً فشيئاً لا وجود له
 يُرتب الشكل من اشياء سولها
 تبكى للشوق خيالات وتضحكه
 يرى من البعد انساناً في صُده
 يرنو الى الافق ظناً ان خلفها
 تنزل السيد رب الغبراء متنع
 واهاله قصر امال مشؤلة
 كانت من الزمن الفتان قسمته
 فالوا مضلته والله جارتته
 جاء الربيع فاضحى النور مبسماً
 ضاءت بنى سلفنار وانسها
 يعيش فى راحة عظمى الى ابد
 حديث صاحبة البطحاء يُعجبه

له
 عليه السلام
 قالوا يا الله
 جيلك حزين
 متعلق به
 وله اشعار
 معه طويلاً

له
 الخمر الصديق
 للذات الكافى
 ١٧

يا ايها القوم قولوا كيف اسلمه
 وبرق سارية الحجر عام يوريه
 وايقوا ان نار فيه تصليه
 هل عندكم رقية غلغلة تشفيه
 وظبية المنحنى باللمحظومه
 ما من اسير الهوى الا ويفديه
 والموت فى صورة اخرى متمم
 لا علم لى اياما شئ يسلمه
 مستيقنا ان شئ يسلمه
 مستخرجاً عنه مطلوباً يرجيه
 يبكى احباءه من حالة فيه
 خياله انها اسماء تأتية
 نجم سيطوا على الدنيا تجليه
 فما لهد الفتى المجنون يغيه
 على رمال من الافهام بينيه
 ان التى ودها فى الهم تلقية
 وما دروا ان طرف المرء مغويه
 ونوح ساجعة الوعاء يبكيه
 من بالعراق فاهما كيف تكويه
 موقوف من يد الالام يُنجيه
 من الذى من رواة الحى يوريه

وما عصى الغاوة البيضاء عذو وشجن
قال الاناس سديمي ذات مرجة
سكلم الغير عمدا عند روينه
فالت هنا رجل بالحب متصفك
بمجتى ظبية تهوى متيمها
تهوى من الاجر ما لمر تد رغايت
لقد اتوا بالسيح الحب راقية
ان ادركته على فور فمر حبة
كولا بشير الصبا ياتي بنفحتها
فقدت يا قوت قلبي يوم ذى سلم
يا جارة عرفت جدا طبعتها
لا يسال المعتقى مالا ومملكة
لم يقترن هائم الجرعاء معصية
من ليمع المشكى منى ويرحمى
يجوم حول خيام الحى فى قلق
قالوا يعادى اسود حولها ربهوا
فقال ما انا افشى ما سيهمكنى
لقد قضى مفرم الزيان فى عطش
همت بقتل وترجومه منفعه
قالت فتاة لها اضنى اخاوله
لقد اتى سوحها الفيحاء ما يتجأ

علام دارة البيضاء تنقب
ينحل هذا المعنى يوم نرضيه
بأتى فخر وقاهما الله تؤذيه
لها لسان دلال لا تسقيها
لكنها بجاء النفس تخفيه
ان اصبحت بكرى الوصل تخفيه
لعلها بكمال اللطف ترقيه
والله ما هو بعد الا ان تلقيه
لما ترقب ان الهجر يقويه
فأتى شئ الى الحسناء أهديه
حقى عليها عظيم هل تؤديه
لقبيل يا قوتها البسم يغنيه
فعه مغرورة الجرعاء تقليه
جناب سيدتى فى نشوة التيه
اربة الخيمة الخضراء تؤويه
فما لصاحب سر العشق يبيديه
الا ترى بارق الانجاد ليفشيه
لعل مرجة اللبىاء تخفيه
فاستفسر كيف هذا الامر يجنيه
قالت لها عجلا بالعين اضنيه
لم يدرا ان العيون السود تصميه

دارة البيضاء
داؤى شات
البحر من بحر
تؤذيه

ولا عطوف رقيق القلب يرثيه
ولا أمر في يدك العليا قرنيه
فانت في العنان الى الحسنى واسليمه
فساعة في صلاة النجد خليمه
فهل سحابة ذات الشجر ترويه
لقطرة من دلال الفيض تكفيه
منزل الغيث عذب الماء يسقيه
فمن الى دارة الحسناء يهديه
يا ليت غانية الوعساء تشريه

مات المحب عن الاوطان مبتعدا
يا ظبية البان فدوافك مكسبي
يزداد حسن التي تسلى اخا حزن
يبغى الاسير من الصراخ منقرجا
الى متى يغتدى الظمان مضطربا
ان امسكت عند حدها فواجبا
ادرى بقلبي غضا الزوراء لا عجة
ان لم يلك في العشا يابرق كاظمة
ازاد عبد رخيص فائق ادبا

وقال متغزلا

وعطرت المحافل بالشذى
شفين لسيح دامة بالزقى
اذا نشد مطوقة الاثنتي
اذا انا ذبت في نار الهوى
عليك عليك الهفاء الغنى
وكيف يزول عنه نقش كى
ولا يلتام جرح رثا الغنى
وما نزع صبوق هوى بنى
طبيعى لنا حب الحلى
شفاء الناس نص فى الانى
تد اركه بد ياك اللتى

سرت نسمات ذبيك الحسى
نسائم هن فينا نافات
آجن الى العقيق وساكنها
قد استقيت من برق العوالى
اغيم المنحنى احسن الينا
ذهاب العشق عن قلبى محال
جراحات السنان لها التيام
الا انا سيدة والمحب ديفى
امتنعنى العواذل عن لماها
ومن يا قوتها ارجو شفائى
غدا احيى فى ذوقى مريرا

قاله
البيضا
غاية
فانكره
لا
اشاوه
صغار النخل
او عامته
الرمز
مصدر
كالرمز
مقرون
عن
لا
الاربع
او
مولى

وكيف تنام عيني عن هواها
طويبت العمر في هـٍ و غير
سطا وقت الشباب على شيبك
وما في الخجد غير اومن يد او ي
اتكر ظبية الوعاء قتل
عيوني يا حكياء ناظرين
وليس النفع في طرف بك
ولا يكلف بعيني غير سهد
عصبي الكرم في نظري حقير
اعين ازاد يا من ذاق حبًا

يَهِيحُ الشَّوْقَ وَسَوَّاسَ الْحُلَى
بِحَبِّ خَرِيدَةٍ مِنْ آلِ طَى
فَعَطْفًا يَا سَعَادَ عَلِيٍّ الْفَتَى
أَحْسَنَ فُجُودِي بِالذُّوَى
وَقَدْ حَضَبْتُ يَدَيْهَا بِالذُّمَى
الْأَمْرُ لَوْحٌ سَاكِنَةُ الْخَبَى
لَمَّا سَوَّرَ الْهُوَى مِنْ بَعْدِي
غَسَلْتُ بِأَدْمَعِي نَقْشَ الْكُرَى
شَرِبْتُ الْكَاسَ مِنْ مَقْلِ الرُّشَى
وَإِدِّ عَنَانَةَ حَقِّ الْآخَى

وقال امتثلوا لله عليه وسلم في ذي القعدة سبج وثمانين ماء الف

فادأله سدابقيع الغرقد
 ورعى الميمن بقعة رضراضها
 لاغروان ابنى العقيق على الثرى
 ماء العقيق كرامة صميدة
 وعلى تذكر مائه وهوائه
 انا خائف من ان يصير ذلاله
 سوح المدينة ما اجل ترايبها
 وغبارها المحسوس فوق هوائها
 نصبك لمن ضل الطريق بسوها
 اشجارها قامت على ساق الهدى

تخصيصة يلعب من مثل الفرق
تحكى جواهر في نحو الخرد
فاق الجلامد وهو بعض الجلامد
القوي به المرضي شفاء الاكبد
هجمت مدامع مقلتي وتنهدى
من غيرا من ادمع المتنهد
يجد البصائر فيه فعل الاثم
كحل اليقين لعقلة المتردد
علم الهدى من اصبح المتشهد
وظلاهما ماوى الرجال السجد

١٤
 صناديد الخواص
 ١٥
 الخمر كرم
 ١٦
 جمع شريفة
 ١٧
 ومي غدا
 ١٨
 فتكامل الحليم
 ١٩
 العقيق
 ٢٠
 مضجع مؤمن
 ٢١
 بالبرية مؤمن
 ٢٢
 مؤمن مؤمن
 ٢٣
 الاستقام
 ٢٤
 الفروا
 ٢٥
 التمنع
 ٢٦
 التاوه

املاك اطباق السماء طيورها
جبريل نزل من مصلى ومسيح
قلبي حاتم بالمدينة طائر
قالت لطرفاء الفلاة حاتم
قالت لها او ما ترين مكانتي
غوث الوري غيث المدي غرض المني
كحل العيون غبار نعل المصطف
ان الذين عيونهم مملوءة
اوى اليه الفقير فقرا ساذجا
سواه رب العرش غيثاهاطلا
عطفت النبي على العفاة كرامة
اسنى رسول الله مرتبة الهادي
شهب السماء باسرها مصنوعة
يا ايها المولى الرفيع محله
ازاد يرجو من جنابك نظرة
وصافك القراء هن كواكب
يارب اهدله سلاما ناضرا

وصفيرا ذا كرا لا له السرمد
لله صوتها مها المتغرد
لكن جسمي موشق في مصيد
لم ترجين وتفخرين فارشدي
قد كان صنما مثيرا للمحمد
كهف الارامل ملجأ المسترفد
وشرا كها متمسك المستنجذ
متمسكون بحبله المستحصد
ورمي النعال على جبال العجاء
غات الخلائق في المكان الاجح
نجني الجنا من غصن التخود
فانت جلالتك مقام السود
من نور هدا الكوكب المتوقد
انت القدير على نفاذ المقصد
انجح مرام السائل المتردد
احصاؤها اعيى لسان المنشد
ما نضل الامطار نبت الانجد

وقال صمد عالم الله عليه وسلم وانما نظمها في يومين هما السابعة عشر
والثامن عشر من حجب سنة سبع وثمانين ومائة والف بحمد ابا

هل في قبائل اهل النجد مسؤل
وعن بصائركم لم يخف مجهول

يا قوم ملقئ على الوعاء مقتول
قولوا لنا كيف هذا الامر منكم

صمدو صلا الله عليه
 صلحان من الفاروق
 الخاقان جابر بن مؤنة
 تالت لبرسول الله اجل
 لفي شيا نفعه عذرون
 انفسه اغار قاتل من
 فلت التبدور والاس
 بهال رسل هو الله
 ليهل عليه الى مؤنة
 نو غارامت العجا
 بيل الى عواد الجلس
 انهن انا كملت الناس
 فونه فنهاس ظفر
 اذ فمهم اجار
 انما احترق الشجر
 نالوا عافيا فنعما
 والله في البيت مكان
 نالوا للموزن ١١
 من المستند للمنتج
 نعين ١٢
 قصد بالادخله
 من الابن الى
 انفسه لا يات فيه
 من النجود الى
 من النجود الى
 من النجود الى

اني لا اعرف اعرابية قتلت
 لكنني اين وسعي ان ابوح به
 قتالة دم من ينشئ سريرتها
 كيف التي فعلها القليل منكرو
 اتا مرين يد في الجسم في حدث
 راس المتيم يوم القتل منقطع
 فرغيت عن ذبح صيد لا حراك به
 قالت التحني للمعرو تالة
 فثم هت عن التشنيع منفعلا
 بي طبية صدغها المسكى مندل
 جل الضفا ثمنها كيف ينفعني
 لقد شكوت الى سلمى وقلت لها
 قالت انت في الغزلان راحة
 اين الغياث وافي مشكي حزني
 قال الوشاة سلا اذ اغانية
 العشق شئ لذ يذ كيف اتركه
 لا يقدي رسن العشاق فتقضا
 حب الوفاء من الغزلان فتقضا
 كانهي ساجع من صبح مولده
 حصلت من طرفها المراض عافية
 كانهما ناطر الحسنا مكفلا

متي ادمه المسفوح مظلوم
 هذا دم من لسان الخلق مغسول
 بين الوري بدم المقتول موصول
 وذيلها بدم المظلوم مبلول
 الى م يلبث في الرضاء مملول
 وقلبه من زمان العشق مبتول
 فقيم حيلك فوق الخد مسدل
 وانما تال لعشاق عقيبول
 اذ الزمتني من البرهان عطبول
 هذا العمري للأساد احببول
 فيها فوادى على ما كان مكبول
 ظلمتني ففواد العبد متبول
 هذا الكلام وايم الله معقول
 جود الخرائد عند الله مقبول
 باد معي ان هذا القول مجبول
 مر الهوى في مذاق الصب محسول
 حب الهوى باليد البيضاء مقبول
 حب لغرام من العشاق محبول
 الى زمان يدوق الموت مغلول
 لقد شفاني من الاسقام مغلول
 بترب نعل رسول الله مكحول

الطريق كان بالدم
 هذا دم من لسان الخلق مغسول
 بين الوري بدم المقتول موصول
 وذيلها بدم المظلوم مبلول
 الى م يلبث في الرضاء مملول
 وقلبه من زمان العشق مبتول
 فقيم حيلك فوق الخد مسدل
 وانما تال لعشاق عقيبول
 اذ الزمتني من البرهان عطبول
 هذا العمري للأساد احببول
 فيها فوادى على ما كان مكبول
 ظلمتني ففواد العبد متبول
 هذا الكلام وايم الله معقول
 جود الخرائد عند الله مقبول
 باد معي ان هذا القول مجبول
 مر الهوى في مذاق الصب محسول
 حب الهوى باليد البيضاء مقبول
 حب لغرام من العشاق محبول
 الى زمان يدوق الموت مغلول
 لقد شفاني من الاسقام مغلول
 بترب نعل رسول الله مكحول

على المفلول من الغل وهو طوق الممر من السقام الملائع المرسوق الموهوم المله المعول من لسان الخلق مغسول على مفلول من الغل وهو طوق الممر من السقام الملائع المرسوق الموهوم المله المعول من لسان الخلق مغسول

ما رد احمد ساء لا يصغر انعم
 لا غروان رد النبي بصارة
 او ما يعيد النبي الاسفي على
 اعلى رسول الله نوعا سافلا
 رد الغزالة في السماء فعنده
 من مرق البدن المضي فحين
 سكن الملائك في حواط بيته
 وقفوا كما يقف الشموع بسوحيه
 جلسوا على بطا الوتر تادبا
 يا ايها المولى يزال اذا دنا
 انت القدير على اقاله عثري
 اوصاف رب العالمين كثيرة
 يا رحمة للعالمين جميعهم
 فارحم فقيرا جاء سوحك راجيا
 انا عبدك والعلاوة انه
 هو للعبادة والنسبة جامع
 سلمان منك وكان مملوكا فقط
 ملا منوار السلام الهنا
 ملاك الله منعاك

هو غير منصور عن الاحسان
 مفقودة من اعين العميان
 قمر الحاق اضاء الصيسان
 وافاده شرفا على الاخوان
 سهل رجوع غزاله القيعان
 تمريقه الملاك الذي هو جاني
 مثل الحمام في كوى الجدان
 ودموعه في غايه العملان
 تسى الجناح طريقة الطيران
 يوم القبه احرف القرآن
 فازل حروف صحيفه العصيان
 واما مثل الرحمن في القرآن
 اصبحت خيرا مظاهر الرحمن
 انت الحري بجرمة الضيفان
 لجنا بك العالي من الولدان
 وهو الذي فيه التقى لوصفان
 انا يا ابي احرف بهذا الشأن
 ما صينت الانما في الاردان

وقال الكعبين في الله تعالى سبع وستين ومائتين
 وقال الكعبين في الله تعالى سبع وستين ومائتين

الله غانية من البطحام
 محبوة في الحلة السوداء

اصفه مثله
 الخلق يقال جبل من
 الشمس على
 اسهل الدنيا يدان
 على الاعين جاز الصا
 ما تخطى قول الحق
 الاضاء وهي في الملائك
 النفع الساقان
 وهو انك لا تفرح الا
 في كبريائه الشمس
 الغزال التي في الشمس
 على راسه من يد الصبا
 على من فوق الربد
 لا تحرف في كبريائه
 وتفرق الصبر
 الكوي مع نور من
 لوت القرآن
 الى السماء اذا فرت
 في اقاله العثر
 المعصية غفوا
 قولوا لها الرض
 الامام بكبريائه
 الله تعالى اول صف
 في القرآن العظيم
 قولوا له اني لا
 ليغني التقادير
 لا يوجد الا في
 معلومة المعق

وَقَالَ مُتَغَرَّلًا وَفُشَّالًا سَبِّحْ وَنَدِّمِ بَيْنَ الْفَتَى

قَالَ التَّوَافِقُ فِي الْعِشَاقِ وَالْحُبِّ
فَضْلُ الْهَامِ عَلَى الْعِشَاقِ لَا عَجَبُ
رَأَيْتُ سَابِجَةً بِالْفَصْنِ لَاعِبَةً
قَالَتْ جَمَالَ الْفَصُونِ الْحَضْرُ مَغْتَمٌ
أَطِيرِينَ أُتِيلَاتِ الْمَتْنِ وَغَدَاً
عَشَقْتُ فِي قَاعَةِ الْوَعَسَاءِ غَانِيَةً
وَأَمَّا حَسْبُ الْحَسَنَاءِ يَنْتَبِتُ مِنْ
كَانَ الرَّقِيبُ هَوَاءَ بَاءٍ ثُمَّ مَضَى
أَشِيمُ بَرَقَا عَلَى الْإِمَاضِ مَفْتَحَرًا
سَمِعْتُ مَسْئُولَ الْوَاشُونَ بِأَرْحَتِهِ
شَتَّفَتِ سَمْعَكَ الْأَعْلَى بِزُخْرِ قَوْمِهِ
اتَّكَسَرِينَ زَجَلَجَلَ الْقَلْبِ عَامِدَةً
زَجَاجَةً فِي صَفَاغِهِ الصَّبِيحِ لَامِحَةً
رُوحِي فِدَاءُ نَسِيمٍ قَاصِدٍ مَرِيضٍ
طَوَى سَهْوًا وَاجِبًا لَوَاوُدِيَّةً
حَارًا لِاصْحَاءٍ فِي تَصْمِيمِ نَيْتِهِ
فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَالرَّكْنِ الرُّكَيْنِ إِلَى
مَا بِالْإِبْنِيَةِ الزَّلْفَاءِ مَا بَقِيَتْ
وَالدَّهْرُ صَدَّعَ جَدْرَانَا مُنْقَشَةً

غَنِمَةٌ صَحْبَةُ الْوَرَقَاءِ وَالْقُضْبِ
لَا نَظَرَ فِيهِمْ صَاحِبُ الذَّنْبِ
فَقُلْتُ شَتَانُ بَيْنِ الصَّبِّ وَاللَّعِبِ
أَمَّا تَصْدِيرُ غَدَا مِنْ حَزْمَتِهِ الْحَطْبِ
يَطِيرِينَ أُتِيلَاتِ الْحَمَى زَغْبِي
تَنِيهِ بِالنَّسَبِ الْمَقْرُونِ بِالْحَسَبِ
أَرَا حَةَ الْعَاشِقِ الْمَقْرُونِ بِالْكَرْبِ
يَاشْمَعَةُ الْمُنْتَضَى لَوْحِي مِنَ الْحُجْبِ
عَلَيْكَ أَنْ تَبْطُلَ الدَّعْوَى مِنَ الشُّبِّ
حَتَّى كَسَرْتَ فَوَادَّ الْعَبْدَ بِالْقَضْبِ
عَارَ عَلَيْكَ اتِّخَاذَ الْوَلُؤِ الْكَذِبِ
وَمِثْلُ ذَلِكَ لَا تَلْقَيْنِ فِي حَلْبِ
أَبِيعَهَا مِنْكَ مَجَانًا بِلَا ذَهَبِ
سَرَى مِنَ الْهَنْدِ مُشْتَاقٌ إِلَى الْعَرَبِ
وَكَا بَدَّ الْأَمْدَ الْأَقْصَى مِنَ التَّعَبِ
طَوَى الْوَفْءَ الْفَلَا فِي جَالَةِ الْوَصْبِ
أَنْ نَالَ فِي الطُّوفِ الْأَقَامِ مِنَ الطَّرِبِ
أَلَامَعَالِمُهَا فِي مَوْضِعِ خَرَبِ
كَمَا يُمَرِّقُ أَوْرَاقُ مِنَ الْكُتُبِ

٤٤
٤٥
٤٦
٤٧
٤٨
٤٩
٥٠
٥١
٥٢
٥٣
٥٤
٥٥
٥٦
٥٧
٥٨
٥٩
٦٠
٦١
٦٢
٦٣
٦٤
٦٥
٦٦
٦٧
٦٨
٦٩
٧٠
٧١
٧٢
٧٣
٧٤
٧٥
٧٦
٧٧
٧٨
٧٩
٨٠
٨١
٨٢
٨٣
٨٤
٨٥
٨٦
٨٧
٨٨
٨٩
٩٠
٩١
٩٢
٩٣
٩٤
٩٥
٩٦
٩٧
٩٨
٩٩
١٠٠
١٠١
١٠٢
١٠٣
١٠٤
١٠٥
١٠٦
١٠٧
١٠٨
١٠٩
١١٠
١١١
١١٢
١١٣
١١٤
١١٥
١١٦
١١٧
١١٨
١١٩
١٢٠
١٢١
١٢٢
١٢٣
١٢٤
١٢٥
١٢٦
١٢٧
١٢٨
١٢٩
١٣٠
١٣١
١٣٢
١٣٣
١٣٤
١٣٥
١٣٦
١٣٧
١٣٨
١٣٩
١٤٠
١٤١
١٤٢
١٤٣
١٤٤
١٤٥
١٤٦
١٤٧
١٤٨
١٤٩
١٥٠
١٥١
١٥٢
١٥٣
١٥٤
١٥٥
١٥٦
١٥٧
١٥٨
١٥٩
١٦٠
١٦١
١٦٢
١٦٣
١٦٤
١٦٥
١٦٦
١٦٧
١٦٨
١٦٩
١٧٠
١٧١
١٧٢
١٧٣
١٧٤
١٧٥
١٧٦
١٧٧
١٧٨
١٧٩
١٨٠
١٨١
١٨٢
١٨٣
١٨٤
١٨٥
١٨٦
١٨٧
١٨٨
١٨٩
١٩٠
١٩١
١٩٢
١٩٣
١٩٤
١٩٥
١٩٦
١٩٧
١٩٨
١٩٩
٢٠٠
٢٠١
٢٠٢
٢٠٣
٢٠٤
٢٠٥
٢٠٦
٢٠٧
٢٠٨
٢٠٩
٢١٠
٢١١
٢١٢
٢١٣
٢١٤
٢١٥
٢١٦
٢١٧
٢١٨
٢١٩
٢٢٠
٢٢١
٢٢٢
٢٢٣
٢٢٤
٢٢٥
٢٢٦
٢٢٧
٢٢٨
٢٢٩
٢٣٠
٢٣١
٢٣٢
٢٣٣
٢٣٤
٢٣٥
٢٣٦
٢٣٧
٢٣٨
٢٣٩
٢٤٠
٢٤١
٢٤٢
٢٤٣
٢٤٤
٢٤٥
٢٤٦
٢٤٧
٢٤٨
٢٤٩
٢٥٠
٢٥١
٢٥٢
٢٥٣
٢٥٤
٢٥٥
٢٥٦
٢٥٧
٢٥٨
٢٥٩
٢٦٠
٢٦١
٢٦٢
٢٦٣
٢٦٤
٢٦٥
٢٦٦
٢٦٧
٢٦٨
٢٦٩
٢٧٠
٢٧١
٢٧٢
٢٧٣
٢٧٤
٢٧٥
٢٧٦
٢٧٧
٢٧٨
٢٧٩
٢٨٠
٢٨١
٢٨٢
٢٨٣
٢٨٤
٢٨٥
٢٨٦
٢٨٧
٢٨٨
٢٨٩
٢٩٠
٢٩١
٢٩٢
٢٩٣
٢٩٤
٢٩٥
٢٩٦
٢٩٧
٢٩٨
٢٩٩
٣٠٠
٣٠١
٣٠٢
٣٠٣
٣٠٤
٣٠٥
٣٠٦
٣٠٧
٣٠٨
٣٠٩
٣١٠
٣١١
٣١٢
٣١٣
٣١٤
٣١٥
٣١٦
٣١٧
٣١٨
٣١٩
٣٢٠
٣٢١
٣٢٢
٣٢٣
٣٢٤
٣٢٥
٣٢٦
٣٢٧
٣٢٨
٣٢٩
٣٣٠
٣٣١
٣٣٢
٣٣٣
٣٣٤
٣٣٥
٣٣٦
٣٣٧
٣٣٨
٣٣٩
٣٤٠
٣٤١
٣٤٢
٣٤٣
٣٤٤
٣٤٥
٣٤٦
٣٤٧
٣٤٨
٣٤٩
٣٥٠
٣٥١
٣٥٢
٣٥٣
٣٥٤
٣٥٥
٣٥٦
٣٥٧
٣٥٨
٣٥٩
٣٦٠
٣٦١
٣٦٢
٣٦٣
٣٦٤
٣٦٥
٣٦٦
٣٦٧
٣٦٨
٣٦٩
٣٧٠
٣٧١
٣٧٢
٣٧٣
٣٧٤
٣٧٥
٣٧٦
٣٧٧
٣٧٨
٣٧٩
٣٨٠
٣٨١
٣٨٢
٣٨٣
٣٨٤
٣٨٥
٣٨٦
٣٨٧
٣٨٨
٣٨٩
٣٩٠
٣٩١
٣٩٢
٣٩٣
٣٩٤
٣٩٥
٣٩٦
٣٩٧
٣٩٨
٣٩٩
٤٠٠
٤٠١
٤٠٢
٤٠٣
٤٠٤
٤٠٥
٤٠٦
٤٠٧
٤٠٨
٤٠٩
٤١٠
٤١١
٤١٢
٤١٣
٤١٤
٤١٥
٤١٦
٤١٧
٤١٨
٤١٩
٤٢٠
٤٢١
٤٢٢
٤٢٣
٤٢٤
٤٢٥
٤٢٦
٤٢٧
٤٢٨
٤٢٩
٤٣٠
٤٣١
٤٣٢
٤٣٣
٤٣٤
٤٣٥
٤٣٦
٤٣٧
٤٣٨
٤٣٩
٤٤٠
٤٤١
٤٤٢
٤٤٣
٤٤٤
٤٤٥
٤٤٦
٤٤٧
٤٤٨
٤٤٩
٤٥٠
٤٥١
٤٥٢
٤٥٣
٤٥٤
٤٥٥
٤٥٦
٤٥٧
٤٥٨
٤٥٩
٤٦٠
٤٦١
٤٦٢
٤٦٣
٤٦٤
٤٦٥
٤٦٦
٤٦٧
٤٦٨
٤٦٩
٤٧٠
٤٧١
٤٧٢
٤٧٣
٤٧٤
٤٧٥
٤٧٦
٤٧٧
٤٧٨
٤٧٩
٤٨٠
٤٨١
٤٨٢
٤٨٣
٤٨٤
٤٨٥
٤٨٦
٤٨٧
٤٨٨
٤٨٩
٤٩٠
٤٩١
٤٩٢
٤٩٣
٤٩٤
٤٩٥
٤٩٦
٤٩٧
٤٩٨
٤٩٩
٥٠٠
٥٠١
٥٠٢
٥٠٣
٥٠٤
٥٠٥
٥٠٦
٥٠٧
٥٠٨
٥٠٩
٥١٠
٥١١
٥١٢
٥١٣
٥١٤
٥١٥
٥١٦
٥١٧
٥١٨
٥١٩
٥٢٠
٥٢١
٥٢٢
٥٢٣
٥٢٤
٥٢٥
٥٢٦
٥٢٧
٥٢٨
٥٢٩
٥٣٠
٥٣١
٥٣٢
٥٣٣
٥٣٤
٥٣٥
٥٣٦
٥٣٧
٥٣٨
٥٣٩
٥٤٠
٥٤١
٥٤٢
٥٤٣
٥٤٤
٥٤٥
٥٤٦
٥٤٧
٥٤٨
٥٤٩
٥٥٠
٥٥١
٥٥٢
٥٥٣
٥٥٤
٥٥٥
٥٥٦
٥٥٧
٥٥٨
٥٥٩
٥٦٠
٥٦١
٥٦٢
٥٦٣
٥٦٤
٥٦٥
٥٦٦
٥٦٧
٥٦٨
٥٦٩
٥٧٠
٥٧١
٥٧٢
٥٧٣
٥٧٤
٥٧٥
٥٧٦
٥٧٧
٥٧٨
٥٧٩
٥٨٠
٥٨١
٥٨٢
٥٨٣
٥٨٤
٥٨٥
٥٨٦
٥٨٧
٥٨٨
٥٨٩
٥٩٠
٥٩١
٥٩٢
٥٩٣
٥٩٤
٥٩٥
٥٩٦
٥٩٧
٥٩٨
٥٩٩
٦٠٠
٦٠١
٦٠٢
٦٠٣
٦٠٤
٦٠٥
٦٠٦
٦٠٧
٦٠٨
٦٠٩
٦١٠
٦١١
٦١٢
٦١٣
٦١٤
٦١٥
٦١٦
٦١٧
٦١٨
٦١٩
٦٢٠
٦٢١
٦٢٢
٦٢٣
٦٢٤
٦٢٥
٦٢٦
٦٢٧
٦٢٨
٦٢٩
٦٣٠
٦٣١
٦٣٢
٦٣٣
٦٣٤
٦٣٥
٦٣٦
٦٣٧
٦٣٨
٦٣٩
٦٤٠
٦٤١
٦٤٢
٦٤٣
٦٤٤
٦٤٥
٦٤٦
٦٤٧
٦٤٨
٦٤٩
٦٥٠
٦٥١
٦٥٢
٦٥٣
٦٥٤
٦٥٥
٦٥٦
٦٥٧
٦٥٨
٦٥٩
٦٦٠
٦٦١
٦٦٢
٦٦٣
٦٦٤
٦٦٥
٦٦٦
٦٦٧
٦٦٨
٦٦٩
٦٧٠
٦٧١
٦٧٢
٦٧٣
٦٧٤
٦٧٥
٦٧٦
٦٧٧
٦٧٨
٦٧٩
٦٨٠
٦٨١
٦٨٢
٦٨٣
٦٨٤
٦٨٥
٦٨٦
٦٨٧
٦٨٨
٦٨٩
٦٩٠
٦٩١
٦٩٢
٦٩٣
٦٩٤
٦٩٥
٦٩٦
٦٩٧
٦٩٨
٦٩٩
٧٠٠
٧٠١
٧٠٢
٧٠٣
٧٠٤
٧٠٥
٧٠٦
٧٠٧
٧٠٨
٧٠٩
٧١٠
٧١١
٧١٢
٧١٣
٧١٤
٧١٥
٧١٦
٧١٧
٧١٨
٧١٩
٧٢٠
٧٢١
٧٢٢
٧٢٣
٧٢٤
٧٢٥
٧٢٦
٧٢٧
٧٢٨
٧٢٩
٧٣٠
٧٣١
٧٣٢
٧٣٣
٧٣٤
٧٣٥
٧٣٦
٧٣٧
٧٣٨
٧٣٩
٧٤٠
٧٤١
٧٤٢
٧٤٣
٧٤٤
٧٤٥
٧٤٦
٧٤٧
٧٤٨
٧٤٩
٧٥٠
٧٥١
٧٥٢
٧٥٣
٧٥٤
٧٥٥
٧٥٦
٧٥٧
٧٥٨
٧٥٩
٧٦٠
٧٦١
٧٦٢
٧٦٣
٧٦٤
٧٦٥
٧٦٦
٧٦٧
٧٦٨
٧٦٩
٧٧٠
٧٧١
٧٧٢
٧٧٣
٧٧٤
٧٧٥
٧٧٦
٧٧٧
٧٧٨
٧٧٩
٧٨٠
٧٨١
٧٨٢
٧٨٣
٧٨٤
٧٨٥
٧٨٦
٧٨٧
٧٨٨
٧٨٩
٧٩٠
٧٩١
٧٩٢
٧٩٣
٧٩٤
٧٩٥
٧٩٦
٧٩٧
٧٩٨
٧٩٩
٨٠٠
٨٠١
٨٠٢
٨٠٣
٨٠٤
٨٠٥
٨٠٦
٨٠٧
٨٠٨
٨٠٩
٨١٠
٨١١
٨١٢
٨١٣
٨١٤
٨١٥
٨١٦
٨١٧
٨١٨
٨١٩
٨٢٠
٨٢١
٨٢٢
٨٢٣
٨٢٤
٨٢٥
٨٢٦
٨٢٧
٨٢٨
٨٢٩
٨٣٠
٨٣١
٨٣٢
٨٣٣
٨٣٤
٨٣٥
٨٣٦
٨٣٧
٨٣٨
٨٣٩
٨٤٠
٨٤١
٨٤٢
٨٤٣
٨٤٤
٨٤٥
٨٤٦
٨٤٧
٨٤٨
٨٤٩
٨٥٠
٨٥١
٨٥٢
٨٥٣
٨٥٤
٨٥٥
٨٥٦
٨٥٧
٨٥٨
٨٥٩
٨٦٠
٨٦١
٨٦٢
٨٦٣
٨٦٤
٨٦٥
٨٦٦
٨٦٧
٨٦٨
٨٦٩
٨٧٠
٨٧١
٨٧٢
٨٧٣
٨٧٤
٨٧٥
٨٧٦
٨٧٧
٨٧٨
٨٧٩
٨٨٠
٨٨١
٨٨٢
٨٨٣
٨٨٤
٨٨٥
٨٨٦
٨٨٧
٨٨٨
٨٨٩
٨٩٠
٨٩١
٨٩٢
٨٩٣
٨٩٤
٨٩٥
٨٩٦
٨٩٧
٨٩٨
٨٩٩
٩٠٠
٩٠١
٩٠٢
٩٠٣
٩٠٤
٩٠٥
٩٠٦
٩٠٧
٩٠٨
٩٠٩
٩١٠
٩١١
٩١٢
٩١٣
٩١٤
٩١٥
٩١٦
٩١٧
٩١٨
٩١٩
٩٢٠
٩٢١
٩٢٢
٩٢٣
٩٢٤
٩٢٥
٩٢٦
٩٢٧
٩٢٨
٩٢٩
٩٣٠
٩٣١
٩٣٢
٩٣٣
٩٣٤
٩٣٥
٩٣٦
٩٣٧
٩٣٨
٩٣٩
٩٤٠
٩٤١
٩٤٢
٩٤٣
٩٤٤
٩٤٥
٩٤٦
٩٤٧
٩٤٨
٩٤٩
٩٥٠
٩٥١
٩٥٢
٩٥٣
٩٥٤
٩٥٥
٩٥٦
٩٥٧
٩٥٨
٩٥٩
٩٦٠
٩٦١
٩٦٢
٩٦٣
٩٦٤
٩٦٥
٩٦٦
٩٦٧
٩٦٨
٩٦٩
٩٧٠
٩٧١
٩٧٢
٩٧٣
٩٧٤
٩٧٥
٩٧٦
٩٧٧
٩٧٨
٩٧٩
٩٨٠
٩٨١
٩٨٢
٩٨٣
٩٨٤
٩٨٥
٩٨٦
٩٨٧
٩٨٨
٩٨٩
٩٩٠
٩٩١
٩٩٢
٩٩٣
٩٩٤
٩٩٥
٩٩٦
٩٩٧
٩٩٨
٩٩٩
١٠٠٠

هو بيت من الأفلاك في أسفل الثرى
هو كرم سقط ١٣
وما أنا من نطف المهيمن فأنطا
أياربّة التقيّة على تعظّي
فديّك أوفى بالعهد وكرامة
نتائج صدق الوعد أحسن بشائها
وشئى بى لتحريك الفساد مثلث
أصدق فى أقواله كل قائل
مباحث أرباب النسيب أنيقه

تذيب البرايا خطيتي في النكاح^{٥٦}
 سينقذ من ايدي الخطوب الكوارث^{٥٧}
 جنائبي^{٥٨} من بيت الكرام الملائكة
 ولا تصبى معدودة في الموالث^{٥٩}
 ولا يختص انتاج شكل النواكث^{٦٠}
 فلا تنثنى عني بقول الخنايا^{٦١}
 فلا بد من تحقيق قول المحادث^{٦٢}
 تغزلنا انراد تاج المباحث

وَقَالَ مُتَغَرِّلاً فِي شَوَّالٍ سَمِعْتُ ثَمَانِينَ مَاءً وَالْعَيْنَ

تعال يا صاح تطوى اليوم في رغد
العيش في وسط الوقتين مفتحة
لا تنتظريها العطشان لافضة
وَذُقْ من الراحة ما بقى الزمان الى
لا تعتزل يا ربك الله في دعة
خللت ليكة ليل ^{الليلة} ايام ^{الايام} سارية
قلنا لها حومة الارباع واجبة
قالت عفوت المحل القفر عامدة
رايت ورد ابنا را الغيط مشتعلا
والطير بعد وقوع القيد يشكره
ليس المتيم عن نار الهوى وجلا

لا أعلم ما يفعل الا قد اصبحت غدا
لا تلتق دولتك والعظمى الى الامد^{٤٥}
واقنع بما هو موجود من التمدد
ان يقضى الناظر المحروم في الجسد
وانهض الى المقصد الاعلى على الرشده
وخربت اربع الغزلان بالتحمد
فكيف افنيتها بالبرق والتفرد
لاخبر في المنزل الخالي عن المحرود^{٤٦}
قضى بتطويق جيد الطائر الغرير
هذا العمرى فعل العاشق الفرح
ان الفلش لمقدام على الوقف^{٤٧}

٤٤ الخطل بضم الخاء
 المعجمة أو القصر
 ٤٥ الكسوت جمع
 فلتة وهو فسطاط
 ٤٦ الكور من
 الغم اشتد عليه
 ٤٧ السقياء الضعفاء
 ٤٨ موضع بين المدن
 ٤٩ وادى الصفا
 ٥٠ بلوان من ملك
 ٥١ وعد أكمل في الظاهر
 ٥٢ الوفاء
 ٥٣ من تكلم في حق
 ٥٤ المتكلم
 ٥٥ عند السلطان
 ٥٦ ثلاثة فسطاط
 ٥٧ الأضواء
 ٥٨ أربع الخراف
 ٥٩ الحشا إذا ضاقت
 ٦٠ بذلك كس على
 ٦١ مضيق في قول
 ٦٢ معو أبا طم
 ٦٣ كرواه محمد بن
 ٦٤ لغوه
 ٦٥ حكمة خبيثة
 ٦٦ الخطة بضم الخاء

انت الكريم وادحق مودتي
نجل بن نجلى صفوة بن سلالتي
اقراء عليه تحية مسنونة
بلغ اليه رسالة من جده

واذهب الى الغصن الرطيب الاخضر
مصباح ياتي من ضياء العنصر
مخضرة فيها اريج المنب
نشا شتى يسلا له المنعطر

وقال متغزلا في محرم سنة تسعين ومائة والف

عين الصواب جناية الحسنة
ترجيم قبرى بعد دفن الجثمان
نبكى على قتل النساء ترجماً
تعدو على العشاق غزالان الحمى
جور البطوال في الاباح شائع
حكم الجأذريك ينفذ في انقا
ليست على وجه الغزال طلاوة
ان الغزال لمن دهاقين الفلا
ماكان في رشأ الفلاة تغبر
البد ترتجلمقلة الراعى فقط
ابصارنا عند اللقاء تعطلت
الليلة الليلاء يوم مشمس
ما اوجد الخلاق مثلى عاشقا
لا استريح من التفكير ساعة
سهم المحاظ اصابتنا في مرتبة
ظفري على اللقيان غير ميسر

قتل المحب عناية الحسناء
 رُجِحَ الغدير عاية الحسناء
 شتم القَتيل رثاية الحسناء
 هذا الجفاء بناية الحسناء
 سند لمن بدأية الحسناء ^{مصدر البناء}
 ان النقا لولاية الحسناء
 حرمت عليه حكاية الحسناء ^{التسليم}
 جازت عليه زراية الحسناء
 عمل الدلال هداية الحسناء
 والى القلوب سراية الحسناء
 سلب العقول دراية الحسناء
 هذا التصرف آية الحسناء
 انا في الغرام كفاية الحسناء
 شوك الفواد كناية الحسناء
 ما في الرماة رماية الحسناء
 بيض الكماة وقاية الحسناء

[illegible]

فهرست کلیت کتب چاپ شده در این مجله

| ردیف | نام کتاب | تعداد | ردیف | نام کتاب | تعداد | ردیف | نام کتاب | تعداد |
|------|------------------------|-------|------|-----------------|-------|------|-------------|-------|
| ۱ | حدیث شریف | ۱۰ | ۱۱ | تفسیر قرآن مجید | ۱۰ | ۲۱ | تاریخ اسلام | ۱۰ |
| ۲ | مستدام و نظیر شرح | ۱۰ | ۱۲ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۲۲ | تاریخ ایران | ۱۰ |
| ۳ | تفنیق نظام بر حاشیه | ۱۰ | ۱۳ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۲۳ | تاریخ جهان | ۱۰ |
| ۴ | مشکوٰۃ شریف | ۱۰ | ۱۴ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۲۴ | تاریخ اسلام | ۱۰ |
| ۵ | بعض الناس | ۱۰ | ۱۵ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۲۵ | تاریخ ایران | ۱۰ |
| ۶ | انجام السؤل | ۱۰ | ۱۶ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۲۶ | تاریخ جهان | ۱۰ |
| ۷ | علم ادب | ۱۰ | ۱۷ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۲۷ | تاریخ اسلام | ۱۰ |
| ۸ | الطریق فی الادب | ۱۰ | ۱۸ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۲۸ | تاریخ ایران | ۱۰ |
| ۹ | المنطق فی الفرق | ۱۰ | ۱۹ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۲۹ | تاریخ جهان | ۱۰ |
| ۱۰ | سفینه الایمان | ۱۰ | ۲۰ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۳۰ | تاریخ اسلام | ۱۰ |
| ۱۱ | مکرم الفوائد | ۱۰ | ۲۱ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۳۱ | تاریخ ایران | ۱۰ |
| ۱۲ | زینة الدار | ۱۰ | ۲۲ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۳۲ | تاریخ جهان | ۱۰ |
| ۱۳ | الکرامات فی غیر الفریض | ۱۰ | ۲۳ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۳۳ | تاریخ اسلام | ۱۰ |
| ۱۴ | فرق الطالب فی الادب | ۱۰ | ۲۴ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۳۴ | تاریخ ایران | ۱۰ |
| ۱۵ | علم الادب | ۱۰ | ۲۵ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۳۵ | تاریخ جهان | ۱۰ |
| ۱۶ | جلستان | ۱۰ | ۲۶ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۳۶ | تاریخ اسلام | ۱۰ |
| ۱۷ | علم منطق بطرز جدید | ۱۰ | ۲۷ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۳۷ | تاریخ ایران | ۱۰ |
| ۱۸ | المنطق الجدید | ۱۰ | ۲۸ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۳۸ | تاریخ جهان | ۱۰ |
| ۱۹ | محتاج المعرج | ۱۰ | ۲۹ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۳۹ | تاریخ اسلام | ۱۰ |
| ۲۰ | شرح حقایق | ۱۰ | ۳۰ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۴۰ | تاریخ ایران | ۱۰ |
| ۲۱ | فقه اصول فقه | ۱۰ | ۳۱ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۴۱ | تاریخ جهان | ۱۰ |
| ۲۲ | فقه فرائض | ۱۰ | ۳۲ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۴۲ | تاریخ اسلام | ۱۰ |
| ۲۳ | فقه عقود | ۱۰ | ۳۳ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۴۳ | تاریخ ایران | ۱۰ |
| ۲۴ | فقه حاکم | ۱۰ | ۳۴ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۴۴ | تاریخ جهان | ۱۰ |
| ۲۵ | فقه حاکم | ۱۰ | ۳۵ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۴۵ | تاریخ اسلام | ۱۰ |
| ۲۶ | فقه حاکم | ۱۰ | ۳۶ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۴۶ | تاریخ ایران | ۱۰ |
| ۲۷ | فقه حاکم | ۱۰ | ۳۷ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۴۷ | تاریخ جهان | ۱۰ |
| ۲۸ | فقه حاکم | ۱۰ | ۳۸ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۴۸ | تاریخ اسلام | ۱۰ |
| ۲۹ | فقه حاکم | ۱۰ | ۳۹ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۴۹ | تاریخ ایران | ۱۰ |
| ۳۰ | فقه حاکم | ۱۰ | ۴۰ | تفسیر المیزان | ۱۰ | ۵۰ | تاریخ جهان | ۱۰ |

العدد ١١٥١ (١١٥١)

البيا

• مجلة علمية، اخبارية، تاريخية، سياسية •

تصدر مرة في الشهر

لنشأ

عبد الله العجادي

المحرر بالمجلة: السيد سليمان آفندي

صاحب الامتياز جناب القاري عبد الولي

بذل الاشتراك

عشر سنتين ثلاث روبيات في السنة و١٠ شلينا في الخارج

العتوان: دار البيان بكمبوتون الهند

فہرست مضامین باہر ذیقعد و ذیحجہ

| صفحہ | مضامین | (نمبر شمار) |
|--|--|-------------|
| ۲۰۰۰۰۱ | ادنیثوریل نوٹس | ۱ |
| ۱۱۰۰۰۰۳ | عرب و علم جغرافیہ | ۲ |
| ۲۱۰۰۰۰۱۲ | ابوالعلازالمعری | ۳ |
| ۲۸۰۰۰۰۲۲ | قطب شمالی | ۴ |
| ۲۹۰۰۰۰۲۹ | اپنے لڑکوں کو کس طرح پڑھاتے ہیں اور ہمارے لڑکوں کو کس طرح پڑھاتے ہیں | ۵ |
| ۴۰ | شوشن القمر کے کنڈر | ۶ |
| " | علی انعامات | ۷ |
| " | گولی سے بچانے والی زرہ | ۸ |
| " | نئی ٹوپ | ۹ |
| ۶۳۰۰۰۰۴۲ | عصر کھڑی | ۱۰ |
| ۶۸۰۰۰۰۴۲ | امام غزالی کے زمانہ کی رفتار سے مقابلہ | ۱۱ |
| ۱۵۳ ۱۹۴ | ضمیمہ البیان ترجمہ معارف ابن قتیبہ | ۱۲ |
| ۵۱ | ضمیمہ البیان دیوان آزاد بلگرامی | |
| <p>خلا کا شکر ہے سال گذشتہ جلد ہشتم کے ۹ نمبر جو شائع نہ ہو سکے تھے اس نمبر پر پورے ہو گئے انشاء اللہ تعالیٰ ۲۹ محرم تک محرم شدہ کا نمبر شائع ہو جائیگا اسکے بعد سے پرہ منینہ کا مہینہ پر شائع ہوتا رہیگا البیان کے معاونین سے اہماس ہے کہ بقایا قیمت حنا فرمائیں۔</p> <p>فیچر رسالہ</p> | | |

بسم الله الرحمن الرحيم

البيان

هذا بيان للناس

شهر ذيقعدة وذيقعدة سنة ١٣٢٤ للهجرة النبوية

اخبار الهند

الذين تم انتخابهم حتى الآن سبعة.

قد سكنت النزاع السياسية بالهند بعد ما تم انتخاب
الاعضاء في مجالس الولايات ورؤساء ولاياتها وقد انعقد
مجلسها الاول في وائل شهر يناير والى الولاية الرؤساء
خطباء الدين فيها ما يشهدهم تاليف تلك المجالس
والخطبة التي سلكها الامالي في انتخابهم حيث
هم ذو كفاءة وتجربة وحداثة ورفعة وصلاح ثم ذكر
المسائل وعرضت الامور وكثر ما لا يحصى بان
نعموا جانب التفات.

يا سفي على الجناة السياسيين الذين زين لهم
الشيطان سوءا عمل فيقتلون امرءا للحكومة
حق واخرا روت عنهم الجرائم حادثة قتل متصرف
في مدينة فلبيك من اقبال عباى الا ان ما وقعت
الجنود رمت على القاء القبض على قاتل هو لا هم
الذين يرمون قتل الحكومة واستقلال البلاد وان
يخرجوا على الحكومة لا انكارية ويطلقوا نوراها
ولما لم تناوش من مكان بعيد

قد حذر في المجلس المذكور عدد من اعضاؤه
وسيتم انتخاب عدد ايام قلائد وعين المسلمين

قد نشبت الحرب على الشخوذ المندمة
الاغنياء بين بلوچون من بلوچون الافغان

وزعم أنهم قارعون جهدهم ليصلحو بين مجموع
 ان الذي زاد دول اوربا قوة وباسا والنق
 العرب في قلوب عدلها هو مصافاة ومهاداة
 ومقابلة ملوك قد اتحدت ملتهم ونحلتهم فم امام
 الاعداء كنفس ولحدة في اجتماع الاهداء
 وكابسان المشط في الاستواء
 ملوك الاسلام وان كان اكثرهم محدين ينبغي
 وبلديات لاتعارف بينهم فضلا عن المصافاة و
 المهادة والمقابلة ولكن ستكشف الغم حيث
 ان بعضهم قد اتخذ وسائل المعرفة والود لجلالة
 تلك الاقنان قد سمح بتوظيف اثنين من الاتراك
 في حكومتهم ومنهم الميعزة بك رئيس الدائرة فيها
 وهو الان يريد الشفوص الى بلاده وقد امر بجلالة
 الملك ان يأتي من تركيا رجال علم من الاتراك
 للعساكر الافغانية
 قد اصبحت الهند من اعوام يلاذ فقر وجذب
 ارضها ونجحت سماءها فكم فيها من الفلاحين لا يملكون
 بيوتهم يفتقون بها كما يجدون رقعة يسترون بها و
 مصلح الرى من اعظم مصالح الحكومة ليرتق فقرهم وشعب
 صدهم قد استسما الحكومة في بعض الولايات ولكنها
 لثلاثة حلل او قلته زرع لا تنقيهم ولا تنضج حلتهم
 اية ان يجانب من احسن الايات الهندية
 رياتناست فيها مصلحة الرى سنة ١٨٢٣ م
 وتزاد كل سنة فروعها ورياراتها وغللاتها
 هذا اخيلها مصداقها وقد بلغت نفقاتها
 في مارس سنة ١٩٠٩ م ١٥٦٨٠٠٠٠٠ روبية
 ولكن مع ذلك حتى الان لم تبلغ المصلحة حدا
 تقوم بها جتهم
 قد قامت الحرب العوان بين مجلس الامم
 ومجلس المبعوثين لكلا في شاميرانية عام ١٩١٠ حتى
 جلست في اسبوع واحد بضعة وعشرون الف
 حفلة ضد الاعيان الذين خالفوا رغوب المبعوثين
 ولذلك تاخر المصادقة على الميثاقية وستعرض
 ميزانية الهند في نوفمبر في ٢٥ فبراير المقبل
 من اهم القرارات التي صادق عليها المؤتمر السياسي
 الهندي الاقتراح من الحكومة ان تنتصر للهنود
 الذين هم قاطنون في المستعرات لاسيما
 الهنود الذين يحملون الخسف والضخم
 والذل في ترنسوال
 لا يعقد المجلس للملك الا بعد ابرياء برهان
 الاعضاء لم يستيا تقاها في بعض الولايات
 حتى الان ،

علم الجغرافیا والعرب

خلق الله الانسان وبقده جلا وتسلا فتولد
وتناسلوا واصبحوا شعوبا وقبائل متبوعين في همة
من الارض يخافون كل ما يبذل لهم ويخشون
كل ما يروهم لمجملهم بالكون وما فيها من العجائب
وقضوا ايجالا طولا على ذلك وهم لا يعرفون
الارض اصقاعها وبقاعها ولا ممالكها وممالكها
غير بلاد توارثوها عن ابائها حزا اذا تكاثروا
وتوافروا وتياغضوا وتحاسدوا واضاعت جمع
البقعة وانخلقت عليهم ابواب الرزق فتفرقوا اليك
سبا وذهب كل اناس الى ماسا قهر الجهادي القدر
ومد نوا المدين ومقروا الامصار وجرعوا البياض
من الارض فلم لا يعرفون اخراهم ولا اوطاعهم
ثم اعظمتم الرحلات الى مفاوز الافاق ومنتم
مراعى السفر الى الممالك والمسالك الوعرة
فصربوا في الارض وركبوا متون البحار وطلعوا
كل بخاد وهد بطواكل وهداد ونقبوا في كل
بلاد فاتسع نطاق معرفتهم وقرت لذبحهم
خزائن العلوم

وهناك تلك من الامساك التي حصتهم على النقل
في البلدان واضطرهم الى التطوع في الامصار

عرب اور علم جغرافیہ

خدا نے انسان کو پیدا کیا اور مرد و عورت بنا کر تاکہ پیدا
آئیں میں تو اللہ متاسل ہوا اور وہ مختلف خاندان و قبائل
بن گئے جو زمین کے کسی حصہ میں سکونت پذیر تھے کائنات اور
عجائبات کائنات کی ناقصیت کی وجہ سے ہر چیز سے وہ ڈرتے
تھے اس حالت پر ایک مدت گذر گئی اور انکو زمین اور زمین کے
مقالات قطع راستے ملک سے بالکل واقفیت نہ تھی سوا
ان شہروں کے جنکو انھوں نے اپنے بزرگوں سے وراثت
میں پایا تھا جب ملکی تعداد بہت ہو گئی اور آپس میں بغض و عدوت
ہونے لگی تو زمین کا وہ حصہ انہیں تنگ اور رزق کا دروازہ نہ رہا
بند ہو گیا وہ بالکل منتشر ہو گئے اور ہر گروہ ادھر گیا جہاں اسکو قدرتی
اور انھوں نے شہر بنائے، ملک بنائے، ویران زمین آباد کی،
اور وہ اور بھائیوں سے اور ان کے وطن سے بے خبر تھے تو سفر نے
انکو دور و دراز مقامات کے ویران راستوں میں ڈال دیا اور
سفر کے گنجین نے ان کو خوفناک مقامات اور دشوار گزار
راستوں میں پھینک دیہ زمین میں چلے، دریا پر سوار ہوئے
ٹیلوں پر چڑھے غاروں میں اترے، شہروں میں گئے
جس سے ان کا علم وسیع ہو گیا اور ان کے پاس علم کا خوانہ
دافر ہو گیا،

وہ اسباب جنھوں نے انکو ملکوں اور شہروں میں آوارہ
کر دی یہ مجھ پر کیا تین ہیں،

| | |
|---|---|
| <p>اول :- کسب اور تجارت کو ترقی دینا خبیثہ فیئینشین قولہ کو پیش آیا،</p> | <p>الاول :- الا لتزاق بومہ اسباب التجارة، كما اتفق لاهل فينيقية،</p> |
| <p>دوم :- جنگ اور دشمنوں پر غلبہ پانا اور ملکوں کے بیچ لڑائی خود ہش جیسا کہ سکندر بن نیلپ کے سفر جنگ سے ظاہر ہوتا ہے،</p> | <p>الثانی :- شہنشاہ الحرب و قہر الاعداد و رغبة الاستيلاء على البلاد كما يظن من هجمات اسکندر بن فیلوقس و غزواته،</p> |
| <p>سوم :- سیاحت اور ملکوں میں سیرو سفر جیسے اگر سیاح ہیرودٹس - ارٹھینس وغیرہ اس سفر سیاحت سے زمین کے مقامات اور ملکوں کی اطلاع اور واقفیت بہت بڑھ گئی اور انھوں نے ایک علم بنایا جس کا نام انھوں نے جغرافیہ رکھا،</p> | <p>الثالث :- السیاحۃ فی البلاد و التنزه فیہا مثل اکثر السواح ہیرودٹس و تھوکیڈس و غیرہما فکثر من هذه الاسفار و الرحلات الاطلاع على بقاء الارض و امکنتها و وضعواله علماً ادعوه الجغرافیا،</p> |
| <p>جغرافیہ کے معنی جغرافیہ پر تالی جکے معنی، زمین کی تصویر کے ہیں جیسا کہ یاقوت بن عبد اللہ حموی نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے اور اس کے معنی "زمین پر گنگناؤ، یاد قطع زمین" کے کہ زمین میں جیسا کہ سعودی نے بیان کیا ہے،</p> | <p>معنی الجغرافیا - والجغرافیا کلمۃ یونانیۃ معناها صورة الارض كما قال یاقوت بن عبد اللہ الحموی فی مقدمته و لیس معناها هو القول على الارض و قطع الارض كما زعم المسعودی،</p> |
| <p>فینیشین اور سب سے پہلی قوم جس نے اس علم میں سب سے پہلے حصہ لیا فینیشین ہیں جن کی تجارت میں نہایت تہمت تھی اور اسی میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور چونکہ وہ دریائے ایش کے ساحل میں رہتے تھے انھوں نے دریا بہاڑے اور ان کی موجودگی کو یاد کیا اور ان کی شکلات کو بے حقیقت سمجھا انھوں نے ان کی عورت کو بچ کیا اور ہندوستان ایش و اندلس و بلاد الفرس و الافریج و ریمت تجارتی و توفرت لہم معارف الجغرافیا</p> | <p>بسم اهل فينيقية الذين نبغوا في صناعة التجارة وبرزوا في كل التبريز و لما كانوا من سكان شواطئ البحر لا يبيض بخروا البحار و ركبوها و صاوجوا و تهاونا اهلها و ظفوا الى البلاد و بلغوا الى ارض الهند و اندلس و بلاد الفرس و الافریج و ریمت تجارتی و توفرت لہم معارف الجغرافیا</p> |

ولكن لم يوثقهم مصنف في هذا الباب في ذلك ما يرجح
ليكن ان سے کوئی تصنیف منقول نہیں ہے جس سے یہ گمان نہ ہو

الظن انهم لم يضعوا الجغرافيا علماً،
قوی ہوتا ہے کہ انھوں نے جغرافیہ کو مدون نہیں کیا،

امة اليونان من الذي يجهل ان
یونانی - یہ کون نہیں جانتا کہ یونانیوں کا علوم و فنون

اليونانيين طمعا ياد بيضاء في تدوين المعارف
کی تدوین و تصنیف میں بہت بڑا اسان سہ وہ تمام کوشش

وتقيد العلوم ووضع الكتب فعماسد الامم
قوموں میں زیادہ صحیح الراے زیادہ تیز عقل زیادہ

القديمة رأيا وارحما عقلا واخوئها فطنة
قوی ذہن اور علوم کی تدوین میں یہ طوی رکھتے تھے

واطوطا باعافى قيد الاوابد من العلم ولقد بدوا
تمام قوموں کو انھوں نے فلسفہ کی تحصیل و اشتغال

كل الامم في الاشتغال بالفلسفة والناس عيال
میں شکست دی اور تمام لوگ اس بارہ میں ان کے

عليهم فيها،
عیال ہیں،

ومع كل امتداد اياه من بسطة في العلم والجسم
اور باوجود ان تمام باتوں کے جس سے وہ قلم و

لم يتصدروا الوضع الكتب في الجغرافيا حتى ظهر
قوت میں متنازعہ انھوں نے فن جغرافیہ میں تصنیف و

فيهم اسكندر الذي دوح البلاد وقهر العباد وطوى
تالیف کی طرف رخ نہیں کیا یہاں تک کہ ان میں اسکندر

البلدان الى اقصى الصين والهند وارض الفرس
پیدا ہوا جس نے شہر و نیکو چھان ڈالا قوموں پر غالب آیا

وفعل الافاعيل وكان معه رط من العلماء
ملکوں کو اقتضائے چین، ہندوستان فارس تک رفتہ والا

فلما قفلوا الى مسقط رؤسهم جمعوا اخبار
اور واپس بڑے کام کیے اور اس کے ساتھ اپنی علم کی بھی ایک کتاب

غزوهم واخوال ذلك ببعض لا يهملها حتى يروك
غز و اقوام و اخوال ذلک ببعض لا ہنملھا حتی یروک

عن مسارح غزوهم ومسارح رجلاهم ونخ
جس کیے اور اس کے آئنے بیان میں بعض معلومات اپنے

بعد ذلك رجال من فحول العلماء ككشفوا الغطاء
مقاتلات جنگ اور راہ سفر کے متعلق لائے اس کے بعد بعض

عن هذا العلم وصنفوا كتباً في الجغرافيا منهم
بڑے طلبہ پیدا ہوئے جنھوں نے اس علم سے بہرہ اٹھا

هيدراطستين المتوفى سنة ۱۹۶ ق م صاحب
اور جغرافیہ میں تصنیفین کین انہیں سے ارآتھینس المتوفى سنة ۱۹۶

كتاب الجغرافيا وكان اسكندر من الذي
قلم اور اثر یونانی صاحب کتاب جغرافیہ کی کتابت اس سے ہوئی

رسم صورة الارض واسطرانوج السیاح وبلبلون
 زمین کا نقشہ بنایا اور بلبلون جس جغرافی اور بلبلون
 الجغرافی وبلبلون من کتاب الجغرافیا والمجسطی
 کتاب جغرافیہ اور مجسطی جس کی شہرت تمام دنیا میں پھیلی
 الذی طبق ذکره الخافضین ہوئی ہے،

اہل مصر - اہل مصر وہاں کا نوا اقدم
 اہل مصر - اگرچہ باعتبار تمدن و تہذیب کے سب سے
 الا مہ حضارۃ و اوسعہم خبرۃ بالحرف والمعارف
 قدیم ہیں اور علوم اور صنعت و حرفت میں انکی واقفیت سب سے
 ولكن لم یقفہم للجغرافیا قائمۃ الارض الباطلۃ
 لیکن جغرافیہ کا ان میں رواج نہوا لیکن خاندان بطالہ کے
 الذین استولوا علیہم بعد ما مات اسکندر
 زمانہ میں جو اسکندر کی موت کے بعد مصر پر قابض ہو گئے تھے،
 والقت علیہم تشعم رحلہما، فاقاموا فیہا
 انھوں نے وہاں علمی درگاہیں کھولنے کا مقصد کیا تھا
 معاهد للعلم و خزائن للکتب فاقاموا فیہا
 علم دور دور سے وہاں آتے تھے اور اپنی سواریاں دہر
 و ضربوا الیہا الابد الابد و ازادانت بھا ارض
 بنگا تے تھے مصر کی سرزمین ان سے مزین ہو گئی اور علم
 مصر و عذبت فیہا موارد العلم و ذلک علی
 کے سرخسے شیرین ہو گئے اور یہ سب ان کے اول بادشاہ
 محمد اول ملوکہم بطلیوس السوطی و خلفہ
 بطلیوس السوطی کے عہد میں ہو اور اس کے بعد اس کا بیٹا
 بعد ابنہ بطلیوس فلا دلت و قد کانت عند
 بطلیوس فلا دلت ہو اس بادشاہ کو علم ہیئت میں بہت
 الملك يد طولی فی علم الفلاک الذی ساعدہ
 کمال تھا جس نے اسکو جغرافیہ کی تصنیف میں اس کو
 علی التصنیف فی علم الجغرافیا و سہل لہ صعبا بہت مدد کی اور اسکی سختیاں آسان کر دیں اور ایک
 قوضع لہ کتابا کتاب لکھی،

امۃ الرومان - وہم کانوا اشد خلق اللہ باسا
 اہل روم - اہل روم نہایت پر قوت اور سلطنت و حکومت میں
 واغلبہم سلطانا و انفذہم کلمۃ محرم و اعدا طویلۃ نہایت قوی اور زبردست تھے ان کی عمر بہت بڑی ہوئی

سہ قدامت بطلیوسان علی اکثر اہل الارض شیخ کلام القوم انھم جہاد جلا واحد انفا و ابلیوس صاحب المجسطی ملک مصر
 فہذا خطا فاح فان صاحب المجسطی لم یکن ملکا و ملک مصر لیس صاحب المجسطی و قد کان یحکم ذلک فی صدری حتی
 رأیت فی اخبار النکماء للوزیر جمال الدین القفطی و فی مقدمۃ یحیی البلدان لشیخہا الدین یاقوت بن عبد اللہ الحموی
 ما یشیہ مدد مدد یق ردا و الثبوت فہذا خطا انما انما و بلادہا و موضوع مضغیرہا، و علانہا کتبہ الاستاذ

فعاثوا نحو الفاستسوا فيها البلاد احسن
سیاستہ وکانت طم جہتہ عالیۃ فی العلم و ملصکھم
قسطنطین الثانی من الذین اشتد غرامهم بالعلم
و کلفوا به حبا فاصبحت العلوم فی یادهم زلفہ
ناضرة و منها الجغرافیا فعنوا بکتب بطليموس و تفصیلا
و صور و الاراض و لکن لم یدیکر لہم تہذیف
فی الجغرافیا

ہذا ما کان علیہ علم الجغرافیا قبل غرضۃ العرب
و هؤلاء المعد و دین علی الانامل کا نواقد برعوا فیہ
و یظہر من خلال سطون ان علم الجغرافیا لم یکن لہ
شان عند غیر یونانیین فالفیثقیون و المصریون
و اللوامیون الذین ذکرناہم من المحبین بعلم
الجغرافیا و المعتنین بہ لم یوترعنہم مصنف فیہ
سواء لم یتیسر لهم التصفیة فیدام صنفوا فلیت
بہ ایدی الہرام کان موجودا متقبلا بلغة اجنبیة
فلم یعثر العرب علیہ لہ تسفر عن وجہہ

هذا و غیر هؤلاء الامم المدکورین من الفرس اهل
الهند الصين الذین حازوا قصیة التبحر فی العلم و الحفظ
فکما یام الخالیة و لخذ منهم العرب لای نجد فیہم اثر الجغرافیا
اما مصنفات یونانیین فلم یظفر العرب بشئ منها
حیکما یالجغرافیا بطليموس لہی کان عرجة و ثقہ
ان اقوام مذکورہ کے سوا اہل فارس اہل ہند اہل چین و
گزنہ زمانہ میں علم و تہذیب میں بڑے ہوئے تھے اور جس
عربوں نے لیا عربی زمین جغرافیہ کا کوئی اثر نہیں پاتے
لیکن تصنیفات یونان تو عربوں کو ان میں سے بطیموس
کی کتاب الجغرافیہ کے سوا اور کوئی کتاب نہیں ملی

| | |
|--|---|
| <p>الجغرافیین قبل فخذت العرب وقطباً تدو علیہا جس پر عربوں سے پہلے جغرافیہ دانوں کا دار مار تھا یہ کتاب عربی یسی بخشم نقل ملک الکتاب لا العربی فی القرن الثالث^{للملح} صدی ہجری میں عربی میں ترجمہ ہوئی،</p> | <p>دکرا بن النعمان فی القرن الثالث من المقالة السابعة من کتاب الفهرست مصنفات بطليموس ومنها کتاب الجغرافیا فی المعور وصفة الارض هذا الکتاب</p> |
| <p>ابن ندیم نے کتاب الفهرست کے فن ثانی مطالعہ میں من تصنیفات بطليموس کا ذکر کیا، یں انھیں میں سے ایک کتاب</p> | <p>ثان مقالات نقل ولا للکندی فی نسوة العرب نقلادیدیکالایروای الخلیل ثم نقله ثابت بن قرة یہ ترجمہ برا تھا جو بائیں کو نہیں سمجھا تا تھا پھر ثابت نے اس کا عمدہ</p> |
| <p>کتاب الجغرافیا فی المعور وصفة الارض هذا الکتاب ثمان مقالات نقل ولا للکندی فی نسوة العرب</p> | <p>نقلادیدیکالایروای الخلیل ثم نقله ثابت بن قرة یہ ترجمہ برا تھا جو بائیں کو نہیں سمجھا تا تھا پھر ثابت نے اس کا عمدہ</p> |
| <p>مقالے پر عرب کے پہلے کنہی فیلسوف عرب کیلئے ترجمہ کیا</p> | <p>نقلادیدیکالایروای الخلیل ثم نقله ثابت بن قرة یہ ترجمہ برا تھا جو بائیں کو نہیں سمجھا تا تھا پھر ثابت نے اس کا عمدہ</p> |
| <p>سے پہلے کتاب ترجمہ ہوئی اور یہی سب سے آخری</p> | <p>ف الجغرافیا نقل الی العربیة وأخیر مات الکندی سنة ۲۴۰ للمحجہ وولد ثابت سنة ۲۳۱ وتوفی سنة ۲۸۸، فظهر من ذلك ان العرب</p> |
| <p>کنہی کی وفات ۲۴۰ سنہ میں ہوئی، ثابت ۲۳۱ سنہ میں پیدا ہوا اور ۲۸۸ سنہ میں وفات ہوئی اس سے ثابت ہوا کہ عربوں</p> | <p>لم یطالعوا علی شئ من علم الجغرافیا الیونا فی قول ریح القرن الثالث ومع ذلك نجد فیہم قبل ذلک جغرافیین ذوی اطلاع واسع ومعارف عنیرة واسفار جلیلة</p> |
| <p>اگر کوئی نامی علم جغرافیہ پر ۲۴۰ صدی کی جو کتاب سے پہلے تک</p> | <p>امثال بابی سعید الاصحی المتوفی سنة ۲۱۵ ص ۲۱۵ کتاب جزیرۃ العرب وسعدان بن المبارک صاحب</p> |
| <p>اور یہ سے تعانیف کے مالک تھے اُن میں سے ابو سعید</p> | <p>المتوفی سنة ۲۱۵ ص ۲۱۵ کتاب جزیرۃ العرب وسعدان بن المبارک صاحب</p> |
| <p>کتاب الارضین والمیاء والجبال والبحار لی بن الندیم</p> | <p>کتاب الارضین والمیاء والجبال والبحار لی بن الندیم</p> |
| <p>اس کتاب کا حصہ دیکھا تھا اور شام کی متوفی ۲۱۵ سنہ مصنف کتاب</p> | <p>قطع حوضه وهشام الکلبی المتوفی سنة ۲۰۶ صاحب کتاب البطلان الکبیر و کتاب البطلان الصغیر و کتاب</p> |

| | |
|--|---|
| وابتدعوها وما تطفوا عليها نعم لم يلبث العرب | اور دوسری قوم سے نہیں دیا لیکن اسکے تھوڑے ہی دن کے بعد یونانی |
| بعد ذلك ان امروا النقلة بترجمة جغرافيا اليونان | مترجمین کو یونانی جغرافیہ کے ترجمہ کا حکم دیا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان |
| كما قدمنا ذكره فساعد ذلك علماء العرب | کیا اس نے عربوں کو علم جغرافیہ میں کمال پیدا کرنے میں امداد دی اور |
| بالتبرز في علم الجغرافيا والتقدم فيه فاصبحوا | اس میں ایرانیوں کے بعد جو اس مسابقت میں اول تھے دوسرے درجہ |
| المصلين بعد اليونانيين السابقين بل سبقوهم فعملوا | پر مہرے بلکہ ان سے بڑھ گئے پس ان دور دراز کو انھوں نے کھٹکھٹایا |
| فيه ابوابا لم يقرعوه وبلغوا شأوا لم يبلغوه فجاؤا لصالك | جنگوں انھوں نے نہیں کھٹکھٹایا تھا انھوں نے غیر ملوک راستوں کو قطع کیا ان |
| خذراو وهالك لم يمتد اليها القطا واجتازوا لبلاد | بہاروں پر چڑھے جو آسمان باتیں کرتے تھے اور دیا کے جوہر کو چھو گیا اور |
| شاسعة قاصية ومالك تازحة نائية | دور دراز ملکوں کو طے کیا اور دور دور کے شہروں تک پہنچے، |
| ولم كان علم الجغرافيا عبارة عن معرفة الاقاليم | اور چونکہ علم جغرافیہ عبارت ہے اقالیم اور ملک کی واقفیت کا |
| ماكلها والعرب بادق مرهم ما كانوا عارفين بغير ظنهم | اور عرب بتدبیر میں غیر ملکوں کی واقعہ نہیں سمجھتے ایسے علم جغرافیہ کی ابتدا |
| وبلادهم فابتدئ الجغرافيا عندهم من ذكر البقاع العتيبة | ان کے نزدیک عربی مقامات اور ان کے پہاڑ پانی وادی کے بیان |
| وجبالها ومياها واوديتها، والذين جمعوا ذلك | سے ہوئی اور جن لوگوں نے اکثر اس میں کتابیں لکھیں وہ اہل ادب |
| في كتبهم اكثرهم طبقة اهل الادب كره ما قوت في مقد | کا طبقہ جو جنگ یا قوت نے مجھ کے مقدر میں ذکر کیا ہوا وہ وہ لکھ |
| مجده، وهم ابوسعيد الاصمعي قال يا قوت ظفر | میں ابوسعید اصمعی نے لکھا ہے کہ جو جنگو یہ کتاب بن درید کی |
| برروايت لابن دريد عن عبد الرحمن عن عمه، | روایت سے اور انکو عبد الرحمن سے اور انکو اپنے چچا سے علی ابوسعید |
| وابوسعيد السكوني والحسن بن احمد الهمداني له | سکونی، حسن بن احمد ہمدانی اسکی تصنیف جو ذریعہ العرب ہے، |
| كتاب جزيرة العرب وابو اسحق الكندي في جبال | ابو اسحق کنندی اسکی تصنیف تمامہ کے پہاڑوں کے بیان میں ہے |
| قائمة وابوسعيد السيرياني له كتاب جزيرة العرب | ابوسعید سیریانی اسکی تصنیف کتاب جزیرہ العرب، ابو جعفر اسد اللہ |
| وابو محمد الاستو الغندجانی له كتاب في مياہ العرب | عرب کے تالابوں کے بیان میں اسکی تصنیف ہے، ابو زید الکلابی |
| وابوزيد الكلابي ذكر في نوادره من فضل الصالحا | انھوں نے اپنے نوادر میں عرب کے جغرافیہ کا بڑا احصیہ بیان |
| وقف يا قوت علی اکثره ومحمد بن ادریس بن ابن حفصه | کیا ہے یا قوت کو یہ کتاب علی تھی، محمد بن ادریس بن ابی حفصہ |

| | |
|---|--|
| <p>۱۔ کتاب تہذیب العرب و ہشام بن محمد الکافی وقت ایک کتاب و کئی ہجرت کا نام اشتقاق البلدان ہوا القاسم بن غفری الزعفرانی لکھا ہے طبع فی ذلک و ابو الحسن العزانی تلمیذ الزعفرانی وقف علی کتاب شیخہ زاد علیہ راہ یا قوت و ابو عبیدہ الیکبری لکھا ہے کہ کتاب ماہ مجسم ما استجمع من اسماء البقاع راہ یا قوت بعد البحث عنہ و التطلب لہ و ابو بکر محمد بن موسی الحجازی لکھا ہے ما اختلف ما اختلف من الاسماء و ابو الفتح نصر بن الاسکندر الخوی لکھا ہے ما اختلف ما اختلف من اسماء البقاع و اختصار الحافظ ابو موسی محمد بن عمر الاصفہانی فی علیہ الخوی و احمد بن محمد بن حارث المتوفی سنہ ۴۸۸ المتوفی سنہ ۲۵۸ لکھا ہے کتاب المسالك والممالك ذکرہ ابن النديم</p> | <p>۲۔ کتاب کا نام عرب کے گھاٹ ہیں ہشام بن محمد کبی یا قوت نے لکھی یا قوت علی کتاب لہ سماء اشتقاق البلدان و ابو القاسم الزعفرانی لکھا ہے طبع فی ذلک و ابو الحسن العزانی تلمیذ الزعفرانی وقف علی کتاب شیخہ زاد علیہ راہ یا قوت و ابو عبیدہ الیکبری لکھا ہے کہ کتاب ماہ مجسم ما استجمع من اسماء البقاع راہ یا قوت بعد البحث عنہ و التطلب لہ و ابو بکر محمد بن موسی الحجازی لکھا ہے ما اختلف ما اختلف من الاسماء و ابو الفتح نصر بن الاسکندر الخوی لکھا ہے ما اختلف ما اختلف من اسماء البقاع و اختصار الحافظ ابو موسی محمد بن عمر الاصفہانی فی علیہ الخوی و احمد بن محمد بن حارث المتوفی سنہ ۴۸۸ المتوفی سنہ ۲۵۸ لکھا ہے کتاب المسالك والممالك ذکرہ ابن النديم</p> |
| <p>۳۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عرب کے مقامات اور بدوی مکانات اور ان کے دشوار گزار صحرا پہاڑ پانی کا ذکر کیا ہے بعض اہل ادب و تاریخ ایسے ہیں جنہوں نے عرب کے شہروں میں سے صرف ایک شہر کا ذکر کیا ہے جیسے ازرقی المتوفی سنہ ۲۲۲ لکھی تصنیف مکہ اور اس کے حالات دیہاؤ وادی کے ذکر میں ہے اور ابو الحسن مدنی مصنف فتوحات اس کی کتاب مدینہ کے چار گاہ پہاڑ اور وادیوں کے بیان میں ہے اہل ان سب میں سب بڑا ابن فقیر ہمدانی المتوفی سنہ ۳۳۳</p> | <p>۴۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عرب کے مقامات اور بدوی مکانات اور ان کے دشوار گزار صحرا پہاڑ پانی کا ذکر کیا ہے بعض اہل ادب و تاریخ ایسے ہیں جنہوں نے عرب کے شہروں میں سے صرف ایک شہر کا ذکر کیا ہے جیسے ازرقی المتوفی سنہ ۲۲۲ لکھی تصنیف مکہ اور اس کے حالات دیہاؤ وادی کے ذکر میں ہے اور ابو الحسن مدنی مصنف فتوحات اس کی کتاب مدینہ کے چار گاہ پہاڑ اور وادیوں کے بیان میں ہے اہل ان سب میں سب بڑا ابن فقیر ہمدانی المتوفی سنہ ۳۳۳</p> |
| <p>۵۔ مصنف کتاب جزیرۃ العرب اور اکلیل بن یحییٰ ہمدانی نے اپنی تصنیفات میں عرب کے شہروں</p> | <p>۶۔ مصنف کتاب جزیرۃ العرب اور اکلیل بن یحییٰ ہمدانی نے اپنی تصنیفات میں عرب کے شہروں</p> |

وجباہلومیامہامو معادغاواطللہاوساکن امہا
الباحیة ونقوش ابحارہم واحصارہم واللہ انی عظیمۃ
عندہ علماء اللغات النقاہین عن الآثار القدیمۃ لنداکہ
الکتابات العتیقۃ بالخط المسند الحدیوی وینجلی من
کتابہ ان الحمد انی قد نقب عن آثار الامم العربیۃ
البادیۃ واطلع علی الاشکال المحفورة فی انقاض
مسکنہم ودیارہم وقرع خطہم المحفور فیہا
ونقل فی کتابہ کایفعا علماء اوربا الباحثین عن
الآثار القدیمۃ فی ثلاث الايام

بہارکون ، تالابون ، کانون ، کھنڈرون ، اور اقوام فانیہ
کے حالات اور انکے پتھرون کے نقوش لکھے ہیں ہمدانی کی
علای زبان و آثار قدیمہ کے نزدیک بڑی قدر ہے کیونکہ اسنے قدیم
کتابات جو مسند حمیری کے خط میں تھی لکھی ہو اور اسکی کتاب
ظاہر ہو تا ہو کر اسنے عرب کے فانی اقوام کے آثار کی جستجو کی
اور انکے مساکن و مقامات میں جو حروف کندہ ہیں ان سے
اسکو واقفیت تھی اور ان منقوش خطوں کو پڑھا تھا اور
اسکو اپنی کتاب میں نقل کیا ہو جس طرح یورپ کے علماء
آثار آج کل کرتے ہیں

قد جرى ذکرة يومًا عند شيخنا العلامة شبلي النعماني
فقال الشيخ يثني علي ان جغرافي و رابع علو كعبهم
في المعارف الجغرافية و طول باعهم في البحث عن الآثار
القدیمة لا یستطيعون ان یصفوا جغرافیت العرب فی
الهمدانی طبع کتاب جغرافیت جزیرۃ العرب فی
سنة ۱۹۱۱م ضبطها وصحبها داود مولر الألماني
ونسخ الخطیة توجد فی مكاتب القسطنطینیۃ
ولوندرہ وبارلین قسطنطین و برلین
واما علماء الجغرافیا من العرب الادیب کروا
اقالیم الارض مملکها واتوافیها بنظر فنی
الکلام علیہم وموعده العدم القدام بر شہدہ اللہ

حضرت الاستاذ علامہ شبلی نے ہمدانی کی تعریف میں
فرمایا کہ یورپ کے ماہرین جغرافیہ باوجود جنرانی معلومات کے
دست اور آثار قدیم کی کثرت واقفیت کے عرب کا جغرافیہ
اس سے زیادہ بہتر نہیں لکھ سکتے

اسکی کتاب جغرافیہ جزیرۃ العرب لیڈن میں ۱۹۹۱ء میں
چھپی ہو اور اسکی تصحیح داؤد مولر ایک جرمنی عالم نے کی ہو اسکے
قلمی نسخہ بھی قسطنطینیہ ، لندن ، پیرس ، شرببرگ اور برلین
کے کتب خانوں میں موجود ہیں

لیکن وہ عرب کے علما جغرافیہ جنھوں نے ان میں کچھ اقلیم
اور ممالک کو ذکر کیا ہو اور عجیب تحقیقات پیش کی ہیں تو
انکا ذکر آئندہ آئیگا

السید سلیمان معلم العربیۃ
فی دلائل العلوم

ابوالعلاء المعری

تابع مآقلہ

مذہبہ واعتقاده

قد اشتهر بیت الناس سائر كل مثل الشاعر
ان ابوالعلاء كان ملحداً انما يقا جاهد ان الشائع
والرسل وقد صرح بذلك الذہبی وهو يحسب
ملحد حيث يقول في ترجمته ابوالعلاء التنوخي
المعري اللغوي الشاعر المشهور صاحب النصايف
المشہورة والندوة الماثورة وقال ايضا انه لما
خرج من وطنه الى طرابلس لاجازيا للاذقية
نزل حيركان به راهب ليعلم باقا ويل فلاسفة
فجمع ابوالعلاء كلامه فحصل له بشكوك ولوبكر
عنده ما يرفع به ذلك فحصل له بعض المخلال
واودع من ذلك بعض شعره

وسوء الظن الذي شاع بين الناس كان من
معظم اسبابه ثلثة امور

الاول انه وضع كتابا لملاوة القرآن سماه بالفصول
والغايات في محاذاة السور والآيات

الثاني ابيانه التي انتداه وقد صرح فيها بانكار الرسل
والنبوة والتوحيد والحشر والنشر

والثالث تحريمه اشياء اعلمها الشرع عن نفسه
لانه لم يكن يكلل لحماً ولا بيضا ولا لبناً ولا سمكا

ابوالعلاء المعري

متعلق از مآقبل

مذہب و اعتقاد

لوگوں میں یہ بات مشہور ہو اور ضرب المثل کی طرح پھیل گئی ہو کہ
ابوالعلاء بعد از زندقہ شریعتوں اور رسولوں کا منکر تھا چنانچہ یہی
نے انکی تفسیر کی ہے اور وہ اسکو ملحد ہی خیال کرتے ہیں جبکہ وہ اسکی
لافت میں لکھتے ہیں ابوالعلاء تنوخی معری اللغوی شاعر مشہور
تعايف والا اور معروف زندقہ والا نیز کہا ہے کہ وہ جب اپنے
وطن سے مملطرابلس کو جاتا تھا اور اذقیہ سے گذرنا تھا تو ایک
عبادت خانہ میں اترنے کا اتفاق ہوا جان ایک راہب رہتا
تھا جسکو فلاسفہ کے اقوال بہت یاد تھے ابوالعلاء نے اس کا
کہہ دیا اور اسکو کچھ شکوک پیدا ہو گئے اور اس کے پاس ایسا سرمایہ
نہ تھا جس سے وہ شکوک اٹھا سکتا اس لیے اس کے دل میں کچھ خلل
پیدا ہو گیا بعض اشعار میں بھی اس کا ذکر کیا ہے

وہ بدگمانی جو لوگوں کے درمیان پھیلی اُس کے بڑے شہسب
تین سبب تھے

پہلا یہ کہ اُس نے ایک کتاب قرآن شریف کے مقابلہ میں
الکحی جسکو الفصول والغايات فی محاذاة السور والآيات کے نام سے موسوم کیا

دوسرا اس کے وہ اشعار جو اس پر حکمرانوں اور مسلمانوں
اور نبوت توحید حشر و نشر کا صراحتہ انکار کیا ہے

تیسرا بعض اُن چیزوں کا جو شرع نے حلال کیا ہے ابوالعلاء کا
اپنے اور چورم کر لینا اس لیے کہ وہ گوشت اڑا اور مچھلی وغیرہ نہ کھاتا تھا

بل كان يقتصر على النبات كان ايلام الحيوان عند
 حراما قطعيا لانه كان يرى راي البراهمة ولا ذر هو
 نبات ايلام الحيوان عندهم من كبر الجنيات
 انما حيوان انكس نردك بركنا هو

وقد قال بعض شعراء اللغة الفارسية ما تعربيه
 سمعت شويهة تبكي فتشكو
 الى الجزار جزعاً من الحياة

فما بال الذين عند بلح
 وهذا ما ارتعيت من النبات

فندرج ههنا شطر من ابائنا التي تاشلح
 سوء الظن به في افئدة الناس فتال
 صروف الزمان مفرق الالفين
 فاحكم الحى بين ذاك وبينى

انخيت عن قتل النفوس تعدا
 وبعثت انت لقبضها ملكين

وزعمت ان لها معاداً ثانيا
 مكان اغناها عن الحالىن

قران المشتري زحلا يترجى
 لا يقاظ النواظر من كراها

تقضى الناس جبال بعد جيل
 وحذنت النجوم كما تراها

مشتري کا زحل سے فنا امید کیا جاتا ہے
 تاکہ آنکھیں اپنی نیند سے بیدار ہوں

لوگ گروہ بمبر گروہ گذر گئے
 اور ستارے ہی مرجھ گئے جیسے تو دیکھتا ہو

موسے صاحب التوراة پہلے گزر گئے
اور اُسکے متبع کرنے والے کو نقصان میں ڈال گئے
اُنکے معتقد یہ کہ یہ وحی جو اُنکے پاس تھی
اور دوسروں نے کہا بلکہ بتان باندھ لیا ہو
میں اُس گھر کے پھر دن کا کسباج کروں
جس کی پناہ میں شراب کے پیالے پئے جاتے تھے
جب حکیم اپنی عقل کی طرف رجوع کرے
تو شریعتوں کو حقیر و ذلیل سمجھے گا

تقدّم صاحب التوراة موسیٰ
واقع بالخسار من اختراها
فقال رحباله وحی استاء
وقال الآخرون بل اخترها
وما حجی الی احبار بیت
کوؤس الخمر تشرب فی ذراها
اذا رجع الحکیم الی حجاب
تھا ون بالشرائع وازدرها

ہم ہنستے اور ہمارا ہنسنا بیوقوفی سے تھا
زمین کے رہنے والوں کو چاہیے کہ رو دین
ہمیں زمانہ نے توڑ دیا یہاں تک کہ گویا ہم
ایک شیشہ میں لیکن یہ شیشہ دوبارہ نہیں لگیگا

ضحکنا وکان الضحاک مناسفاہ
وحق لیسکان البسیطة ان ینکوا
تخطئنا الایام حح کاننا
زجاج ولکن لا یعاد لہ سیک

دین خفیہ والے بیوقوف ہو رہے اور نصاریٰ ہدایت پاتے ہیں
اور یہودی حیران ہو گئے اور مجوس گمراہ ہیں
زمین کے باشندے دو قسم ہیں عقل والے اور دین کے
دیکھو دیندار اگر اُن کو عقل نہیں

هفت الخفیة والنصارى ما اھندت
ویہود حارت والمجوس مضللا
انسان اھل الارض ذو عقل بلا
دین واخسر دین لا عقل لہ

تھے کہا ہمارا خالق جو قدیم
تھے سچ کہا ہم بھی ایسے ہی نہیں
تم کہتے ہو وہ بلا زمان اور بلا مکان
اس کلام کے کوئی پوشیدہ معنی نہیں یا تم میں بھی عقل نہیں ہو

قلتم لتخالق قدیم صدقم ہکذا نقول
ذمتوہ بلا زمان ولا مکان الا فقولوا
ھذا کلام لہ خفی معنا ہلست لکم عقل

دین و کفر و نباء فقال و قدر
 فان ينص و توراة و انجيل
 فكل جيل اباطيل يدان بما
 فعل تفرد يومًا بالهدى جيل
 وقد قال النووى في جوابه
 نعم ابوانا قاسم الهادى و امته
 فزاد الله ذلًا يا دجج جيل

لوگ کہتے ہیں دین ہے کفر ہے خسرین ہیں
 فرقان منحصر ہے توحید ہے انجیل ہے
 ہر گروہ میں خرافات ہوتے ہیں جسکو دین بنایا جاتا ہے
 کیا ہدایت کے ساتھ بھی کوئی گمراہ کسین منفر ہو سکتا ہے
 نووی نے اُسکے جواب میں کہا ہے
 ان ابوانا قاسم رہنا اور اُس کی امت
 اسے چھوٹے دجال خدا تجھے اور زیادہ دلیل کرے

فلا تحسبوا ان الرسل حقًا و لكن قول زور و سطر
 و كان الناس في عيش رغيد فجاؤا بالاحمال فكدرت
 قال الخطيب ابو ذكرويا التبريزي لما قرأت
 على ابي العلاء بالمعرة قوله

يبل بنحس مئي من عسجد قديت
 ما بالها قطعنت في ربيع ديتار
 تناقض ما لنا الا السكوت له
 وان نعود بمولانا من البشار

سالتهم معناه فقال هذا مثل قول الفقهاء
 عبارة لا يعقل معناها قال الذهبي قلت لو اسرأ
 ذلك لقال تعبد ما لنا الا السكوت له

رسول کی بات کو سچ نہ جان وہ ایک جھوٹی بات پر غور نہیں کرتے
 لوگ ایک عمدہ پیش میں تھے رسول نے ایک جھوٹی بات کہہ کر لوگوں کو
 خطیب ابو ذکریا تبریزی کہتے ہیں کہ جب میں نے ابوالعلاء کے
 سامنے اُس کا یہ کلام پڑھا،

وہ ہاتھ جھکا فدیر پاں سودینار سے ادا کیا جائے
 وہ ایک چوتھائی دینار میں کیونکر کاٹ لیا جاتا ہے
 یہ ایک تناقض ہے جو عین ہم سوئے سکوت اور بچہ بن کر کہہ
 اور یہ کہ ہم اپنے خدا سے آگ سے بنا دماغین

تو میں نے اُس سے اسکی معنی دریافت کیے کہ انقبائے قول کے
 مطبق یہ ایسی عبارت ہے جسکے معنی مجھ میں نہیں آتے ذہبی کہتے
 ہیں اگر یہ مراد ہوئی تو یوں کہتا تعبد ما لنا الا السکوت

۱۱۔ یعنی اگر کوئی انسان ایک انسان کا ہاتھ کاٹ لے تو بائس دینار میں اور وہی ہاتھ چوری میں ریع دینار کے عوض کاٹ لیا جائے ۱۲

ولما عترض على الله بالبيت الثاني قال السلف ان قال
 هذا الشعر معقده امعناه فالنار صاواه وليس له
 في الاسلام نصيب
 اور دوسرے شعر میں خدا پر اعتراض کرتے اسلانی نے کہا ہر اگر شعر
 معنی کا اعتقاد رکھ کے کہا ہو تو اس کا ٹھکانا جہنم میں ہو اور اس کا
 اسلام میں کچھ حصہ نہیں ہو

انی عیسیٰ فبطل شرع موسیٰ
 وجاء محمدًا بصلوة خمس
 وقالوا الانبیاء بعد هذا
 فضل القوم بین غد وامن
 ومهما عشت فذنیك هندی
 فما تخلیك من تدم وشمس
 عیسیٰ نے اگر نبی کی شریعت کو باطل کر دیا
 اور محمدؐ پانچ نماز میں لائے
 لوگ کہتے ہیں ان کے بعد نبی نہوگا
 اس لیے قوم کل آئندہ اور کل گذشتہ میں گمراہ ہو گئی
 اگر تو اس دنیا میں زندہ رہے گا
 تو ماہ و مہرے ملحدہ نہیں ہو سکتا

اذا قلت المحال رفعت صوتی
 وان قلت الصحيح اطلت همی
 ولما فرغ من کتابہ الفصول والغايات في محاذاة
 السور والآیات وكانه عارض به كلام الله قبل
 له ابن هذا من القرآن فقال ما تصقله المحارب
 اربع مائت سنة
 جب میں کوئی مجھوئی بات کہتا ہوں تو آواز بلند کر لیتا ہوں
 اور اگر سچی بات کہوں تو آواز پست کر لیتا ہوں
 جب اہل کتاب الفصول والغايات فی محاذات
 سے فارغ ہوا گویا اس نے اس کلام کے ذریعہ کلام اللہ کا مقابلہ
 کیا ہو تو اس سے کہا گیا کہ قرآن شریف میں اور زمین تو برابر فرقی ہے
 اسے کہا کہ اس کو چار سو برس عمر لیجئے یہ کیسا بڑی بات ہے کہ زمین میں

ولكن من كلامه ايضا ما يدل على صحة الاعتقاد
 والايمان ويلقى فيه اثر من الاثر بعون الناشر
 والرسول وقد وضع كتاب في هذا الموضوع
 اذيل فيه ما يزن به من الزندقة والاحاد اسمها
 دفع التحري عن اصول الاسلام وقد عزي صاحب كتابه
 لیکن اس کا بعض کلام ایسا بھی ہے جو حجت اعتقاد پر دل ہے
 اور اس میں شرائع اور اصول کے اقرار کا اثر پایا جاتا ہے جس میں ضیاع
 پر ایک کتاب بھی لکھی گئی ہے جس میں زندہ اور اموات کی خصوصیات
 اذیل فیہ ما یزن بہ من الزندقة والاحاد اسمہا
 دفع التحری عن اصول الاسلام وقد عزی صاحب کتابہ

هذا الكتاب حصته كمال الدين بن العديم المتوفى
بسنه ۶۶۰ وقال لا ينبغي صاحب مدينة العلوم ان
تصنيف ابن العميد يمكن ان يشترك كتابا في اسم
ان حكاكشافون اظهر اسمهم في العلم والتحري

وبالجملة قال صاحب مدينة العلوم تافلا عن
الكتاب ان بعض الناس من الحساد المعاصرين كانوا
يقولون ثلاث الاشعار وليس بها الي حسد امه عليهم
ويزيدون بين الناس ان يترك البعث بعد الموت
ويجحد بالشرائع والانبياء

وتؤيد ذلك ما رواه الذهبي عن ابى نصر المنازى
الشاعر قال اجعت باجى العلاء فقلت له
ما هذا الذى يروى عنك ويجكى

قال حسدنى وكذا بوا على فقلت على ماذا
حسدوك فقد تركت لهذا الدنيا والاخرة فقال
والاخرة قلت اى والله مشرد كما الذى

عن القاضى ابى الفتح يقول دخلت على
ابى العلاء التتوخي بالمعرة ذات يوم في وقت
خلوة بغير علمه ومنه كنت اشد دال على اقرب
عليه سمعته وهو ينشد من قبله

كم غودرت غادة كعاب
وحمرت امها العيون

اس كتاب کو صاحب کمال الدین بن عظیم متوفی سنہ ۶۶۰ کی طرف منسوب
کیا ہو اور از قبی صاحب مدینۃ العلوم کہتے ہیں کہ یہ کتاب ابن العمید
کی تصنیف ہے لیکن یہ کہ ایک نام کی دو کتابیں ہیں گویا کہ ابن العمید
نے اس کا نام وضع العلم والتحری طاری کیا ہو

حاصل یہ ہو کہ صاحب مدینۃ العلوم نے اس کتاب سے نقل کیے
بیان کیا ہو کہ ابو العلاء کے بعض ماسد ما صریح اشعار کہہ کر انکی طرف
منسوب کر دیا کرتے تھے اور یہ صرف حسد کے باعث تھا اور
لوگوں میں مشہور کرتے تھے کہ وہ بعث بعد الموت اور شرائع کا
انکار کرتا ہو

ذہبی نے ابو نصر منازی شاعر سے جو روایت کی ہو وہ
اس قول کی تائید کرتی ہو کہ ابو نصر کہتا ہو کہ میں ابو العلاء سے ملا
میں نے کہا کہ یہ کیا آپ کی جانب مشہور ہو گیا ہو اور بیان کیا جاتا ہو

اُس نے کہا کہ لوگوں نے حسد کی راہ سے مجھ پر بتان بلذہب
کہ اس چیز پر مجھے حسد کیا تو نے تو دنیا اور آخرت دونوں کے لیے مجھ پر
ہیں اپنے کہا آخرت بھی میں نے کہا ہاں خدا کی قسم اسکے بعد ذہبی نے

قاضی ابو الفتح سے روایت کی ہو وہ کہتا ہو میں ابی نصر ابو العلاء
تتوخی کے پاس معرو میں خلوت کے وقت گیا اور اسکو میرے شیخ
علم نہ تھا میں اُسکے پاس آیا جا کر تا تھا اور کچھ بڑھا کر تا تھا میں
نے سنا کہ وہ پہلے سے یہ شعر پڑھتا تھا

بہت مرتبہ نازک انام جوان صورت ہوا گئی
اور اس کی مان بڑھیا عمر دی گئی

| | |
|---|--|
| احرزها الولدان حذرًا والقبر حذر لہا حریز | اُسکے ماں باپ نے اُس کی حفاظت کی تھی حالانکہ قبر اُس کی حفاظت گاہ ہے |
| یحوزان تبطن المنايا والخلد فی الدہر لا یحوز | یہ ہو سکتا ہے کہ موتیں دیر کر دیں مگر زمانہ میں ہمیشہ نہیں رہا جا سکتا |
| ثم تاوہ مزارات وتلألأ فی ذلک لایۃ لمن خاف عذاب الاخرة ذلک یوم مجموع | پھر اُس نے کئی مرتبہ آہ کھینچی اور یہ آیت پڑھی بیشک اس میں نشانی ہے اُسکے لیے جو عذاب آخرت سے ڈرے |
| لہ الناس وذلک یوم مشہود وما نوخرا الا لاجل معدود یوم باقی لا تکلم نفس | یہ دن ہے حسین لوگ جمع ہو گئے اور یہ دن ہے حسین حاضر ہو گئے اور اُسے ہم نہ ہٹائیں گے مگر ایک مدت عینہ تک کیونکہ |
| الابادۃ فمتہم شقی وسعید فصرح وبکی بکاء شدیداً وطرح وجہہ علی | کہ سوئے ہو اسکی اجازت کے کوئی بات نہ کر سکیگا بعضے انہیں بہت ہیں بعضے نیک بہت پھر جنت ماری اور بہت رویا اور بنا پر |
| الارض زمانا ثم رفع راسہ وصرح وجہہ فقال سبحان من تکلوم هذا فی القدم سبحان | دیر تک زمین پر ڈالے رکھا پھر سر اٹھلایا اور منہ پوچھا اور پڑھا کہ وہ ذات پاک جس نے قدم میں اسکے ساتھ حکم کیا وہ ذات |
| من هذا کلامہ فصبرت ساعۃ ثم سلمت علیہ فرخ فقال متی اتیت فقلت الساعۃ | پاک ہے جگہ یہ کلام ہے میرے کچھ دیر تو صبر کیا پھر میرے اُسکو سلام کیا اُس نے جواب دیا اور کہا تو کیا یامین نے کہا ابھی پھر میں نے |
| ثم قلت یا سیدی اری فی وجهک اثر غیظ فقال لا یا ابا الفتح بل انشدت شیئاً | کہا حضرت میں آپ کے چہرہ پر کچھ غصہ کا اثر پاتا ہوں اُس نے کہا ابو الفتح نہیں بلکہ میں نے کچھ مخلوق کا کلام پڑھا پھر کچھ خالق کا |
| من کلام المخلوق وتلوت شیئاً من کلام المخالف فلحقہ ما تری فتعقبت صحۃ ینہ وقوۃ یقینہ | اُس کلام پڑھا اس سے میری بر حالت ہو گئی تلوذ بکھتا ہے تو ب سے مخالف فلحقہ ما تری فتعقبت صحۃ ینہ وقوۃ یقینہ |
| فلا یعلم قطعاً ما کان مذہباً انتقادہ وکان الروایات فیہ متناقضۃ وکلامہ متعارض | اب یقینی یہ زمین معلوم ہو سکتا کہ اس کا مذہب تھا عقائد کیا تھا کیونکہ روایات متناقض ہیں اور کلام متعارض ہے |
| وبالجملة کان من فحول الشعراء المجیدین | حاصل یہ ہے کہ ابوالعلاؤ ان بڑے شعرا میں سے تھا |

علی اسالیب الکلام ماهر احاذق الجید السلیک
 والصیغۃ متقلبا فی شوارع الصناعات والبلاغات
 ذالفضل الباهر والادب الوافر والمعرفة
 بالنسب وایام العرب قرء القرآن بر وایلت
 وسمع الحديث بالشام علی ثقات وله فی
 التوحید واثبات النبوة وما یخص علی الزهد
 اجماع طرق الفتوة والمروءة شعر کثیر ولعمری ما قال
 فیہ البخاری حین یقول ضربیر مالہ فی الادب
 ضربیک ومکفوف فی قمیص الفضل ملفوف
 ومحبوب خصمه الا لدی محجوج قد طل فی ظل
 الاسلام انا وھ ولكن ربما رشح بالاحقاد
 انا وھ مات ابوالعلاء بعد ما فکت مریضا
 ثلثة ايام لیلۃ الجمعة ثانی وثلث وثلث
 من بیع الاول سنة ۴۴۹ وقد وصی ان یکتب علی قبره
 هذا جناہ ابی علی وما جنیت علی احد
 یقول وجودی هذا جناہ من ابی علی وما جنیت علی
 علی احد ای لم الدولہ او هذا من اباطیلہ التي تباثلت
 فی قلبہ من مذہبہ عند ذہب الحکماء فاعلموا الخراج
 الولد من العدم الی الوجوب جانیۃ علیہ فانہ یتعرض
 للافات والنکبات والوالد سببہ
 ذکر الذہبی فلا عن ابی الکام انہ لما توفی
 یو خوش گو اور کلام کے طریقوں پر قادر ہیں ماهر حاذق وصالہا
 وبلغت کے کوچن میں گھر میں ولا شریک
 افضل والا بہت ادب والا ایام عرب اور ان کے نسب سے واقف
 قرآن مجید کی روایتوں سے پڑھا حدیث ملک شام میں ثقات سے
 سنا ان کا بیٹے شعرا بہت ہیں جو ہر اور مروت وفتوت کے طریقوں
 جانے پر برگزینہ کرتے ہیں توحید اور اثبات نبوت میں بھی ہیں
 باختری نے اس کی شان میں کیا اچھا کہا ہے جبکہ وہ کتا ہے ایک
 نابینا ہے جس کا لب میں کوئی نظیر نہیں ایک خانہ نشین ہے جو
 فضل کے کرتے میں پٹا ہوا ہے ایک محبوب ہے جس کا جھکنا تو خود غلبہ
 ہے اسلام کے سارے میں اس کی یالیگی دینک رہی گریہ مرتبہ
 اس کے برتن سے محاذ بھی پیکا ابو العلاء تین دن بیمار رہ کر جمعہ کی
 شب کو ریح الاول کی دوسری یا تیسری یا تیرھویں تاریخ کو
 ۴۴۹ھ میں فوت ہوا یہ وصیت کر گیا تھا کہ میری قبر پر یہ
 شعر لکھ دیا جائے
 یہ وہ ہے جو میرا پٹے محمد بن ابی قحطی اور میں نے کسی پر جنایت نہیں کی
 یعنی میرا یہ وجود میرے باپ کی جانب سے محمد بن ابی قحطی سے ہوا اور میں نے
 کسی پر جنایت نہیں کی یعنی میں نے کوئی لڑکا پیدا نہیں کیا نہ محمد بن ابی قحطی
 کے لڑکے ہو جو اس کے لیے بیٹھ گئیں تعین یعنی حکما کا ہم نہ ہو نہ حکما
 کا ولی ہو کہ مجھ کا عدم سے وجود میں لانا اس پر جنایت ہے کہ نہ کہ وہ
 صیغہ تین اور فتو کا نشان بن جاتا ہو اور والد ہی اس کا سبب بنا ہو
 ذہبی نے ابوالکلام سے نقل کر کے بیان کیا ہے کہ جب ابو العلاء کا

ابو العلاء اجماع علی قبرہ ثمانون شاعر او ختم
فاسیوح طمد عند قبرہ مائتاً ختمتہ
انتقال ہوا تو اسکی قبر پر اتنی شاعر جمع ہوئے اور قبر کے پاس
ایک ہفتہ میں دو سو ختم پڑھے گئے،

وقد نأه تليذا ابو الحسن علي بن همام بئلك الايات
ان كنت لم ترق الدماء زهاده
فلقن ارقط اليوم من جفوق دما
اسمیں اُسکے مذہب اور ترک ایلام الحیوان
سیرت ذکر کہ فی البلاد کانہ
مسک فسامعہ تضحی او قما
واری الحجیجہ اذا اراد والیلة
ذکر ان الخرج فدیة من احرمنا

اسمیں اُسکے مذہب اور ترک انار حیوانات کی طرف اشارہ ہے
قرنے اپنا ذکر شہرون میں مشہور کر دیا گویا وہ
مشک ہو اسلئے اُسکے شننے والیکو اُسکی دین کو مٹا کر تہو
میں دیکھتا ہوں کہ حاجی جب کسی شکر تیرے کر کا
ارادہ کرتے ہیں تو اسلام باندھنے والا دینہ نکالتا ہو

يقول الحجاج اذا ارادوا ذكر ليلة فالحرم يخرج
فديته لا تخم اذا ذكر ذلك وذكره بوضوح مسكا فكاظم
اذا ذكره مشوا الطيب وصل الطيب ما يجب به
الفدية للحرم وهذا قال ابو الجعد معدن بن كثير الباس
فصح استاذة فخر الاسلام ابو بكر محمد بن احمد الشافعي
المتوفى سنة ۵۰۷ للهجرة

اے کبرہ فضل ہمیں فتوے دے کہ
شرعیات سے قصداً کہ نواؤں پر حرام کہوں نہیں واجب ہوا
اور تو اسنے زیارت کرنے والوں کو اپنے کلام کی خوشبو

کیون مٹ کر رہا ہو حالانکہ خوشبو حرام ہے
اسکی قبیل میں عرو کے گھر کے سامنے ایک صحن میں جو صحن میں ملک
جو سا بڑا دوا طراز ہے جو نہایت روی حالت میں ہوئی اسکی خوشبو
پہنچا ہوا ہے اور ان کے ذکر ان کے ذکر ان کے ذکر ان کے ذکر ان کے ذکر

ولا تعلم هل صوف احد من الکرام زواجر غلبته
 الى اصاله جلد ثلثه منذ زمن ابن خلکان الى
 هذا الزمان فتغير ام هو علی کل حاله في ذمته من
 في سنة ۶۰۸ ستہ وفات ابن خلکان • میں تھی جو ابن خلکان کی وفات کا سنہ ہوا

وقد قرأنا في جريدة العراق الغراء المختصر لصفحة
 الفضال عبد المسيح انطاكي بك في العدد الصادر منها
 غفر رمضان المبارك سنة ۱۳۲۷ ان رجلا من بھاء
 المعرق قد توجه وشد منيرة لاصلاح وجهه الشاعر
 المذكور شافه وجنا ريشه الاوائل العظماء فرأى ان قبره
 ايضا لابد ان تنال امتياز انفا بين القبور فركض جواد
 العزمليناته وترصه في امن عزم ويا من كرم خيم
 وتقل ههنا عبارة تلك الجريدة الغراء بنصها

” لقد بشرتنا ابناء معرفة النعمان بنفحة من نفحة صاحب الجود
 ولاحت الحسنة حركتي اده سقا تلو السيد مرسل با
 نقيد السادة الاشراف في معرفة النعمان بانه قد تقدم بكونه
 العليم فضل الجسيم بتعمير وتوسيع من شاعر العرب
 وقيل انوا الشعراء اهل العلاء المتفرغين كل من ربح انفا بقاء
 ثوق في علم كنهه من المبرمج المحمودة ولاننا المشكور خواف
 الهمام اخره وهي تشييد مكتبة الناشئة المعركة على نفقة
 يتلقون فيها العلوم والاداب فاعلم به محسن
 عظيم

السيد علي الزينبي

القطب الشمالی

لاحقہ السابق

وفی اوائل ینایر سنۃ ۱۹۰۱ - نقل متعنه
الی ارض السمیر بعد ان عبر مضیق سمث ولفی
فی السمیر الی ۱۹ فبرایر وکان الکرکب مؤلفاً من
ومن عشر رجال من الاسکیو ومعهم ۱۰۳ کلاب
وکان الضید کثیر فی البلاد التي قطعوها بین ۱۹
فبرایر و ۱۰ مارس وکان یترک فی طریقہ من
اعیامہم التعب من الرجال وکلابہم فلم یبق
معه فی آخر المدة سوى اثنتین من الاسکیو
الاشداء وھما شابان فی مقبیل العمر
ووصف سیر و انتقالہ فقال -

کنا سیر کل یوم الی ان یاخذنا التعب ثمر
ننزل ونبنی بیتاً من التیمہ تنقی بہ البرد ثم نعل
النساء ویاکل کل واحد منا نصف لیبرۃ من
اللحم المسحوق وقطعة من البقسماط ونطعم
کل کلب لیبرۃ من اللحم المسحوق وندخل فی
الکیاس النوم وننام ثم نستقیط ونجد فی
السیر الی ان یتھکنا التعب فننزل بنی بیتاً
وناکل وننام وھکذا کان کل یوم مثل الذی
قبلہ - وکانت الریاح شديداً جد فی غالب

قطب شمالی

سلسلہ کے لیے دیکھو گزشتہ

ابتداءً جنوری سنۃ ۱۹۰۱ میں اپنا اسباب سمیر کی زمین پر
لے گیا جبکہ سریشہ کے تنگ راستہ سے گزر چکا تھا اور سمیر میں
۱۹ - فروری تک رہا اور یہ جماعت گیارہ آدمیوں کی تھی ایک خود
اور دس اسکیمو کے لوگ جنکے ساتھ ۱۰۳ - اکتے تھے ۱۹ فروری
اور ۱۰ مارچ کے درمیان جس ملک سے وہ گزرے وہاں
شکار بکثرت دستیاب ہوتا تھا مردوں اور کتوں سے جو
راستہ میں تھک جاتا تھا اسکو وہاں چھوڑتا تھا - اب کے
ساتھ آخر مدت تک سوائے اسکیمو کے دو قومی نوجوانوں کے
اور کوئی باقی نہ رہا ،

ہم نے خود اپنے نقل و سفر کا حال بیان کیا ہے وہ کہتا ہے ،
کہ ہم ہر روز چلتے تھے یہاں تک کہ جب ہلکے مکان لاس ہو جاتا
تھا تو ہم اتر کر برن کا ایک گھر بناتے تھے جہاں سردی سے
پناہ لیتے تھے پھر ہم چاہے جاتے تھے اور ہم میں کا ہر ایک
شخص آدھا لیبرہ پیسا ہوا گوشت اور ایک ٹکڑا روغن روٹی کا
کھاتا تھا اور ہر ایک کتے کو ایک لیبرہ پیسا ہوا گوشت کھلاتے تھے
پھر سونے کے تھیلے میں گھس جاتے تھے اور سواتے تھے جب
بیدار ہوتے تھے پھر چلنے میں تیزی کرتے تھے یہاں تک کہ جب ہلکا
ضمیف کر دیتا تھا تو اتر کر ایک مکان بناتے اور کھاکر سوجاتے اور
ایسے ہی ہر روز کرتے تھے اسوقت اکثر اوقات ہوا بہت سخت

| | |
|--|--|
| الاحیان والحجارة بین ۴۰ و ۴۵ درجة | طبیعی تھی اور گرمی ۴۰-۴۵ درجہ کے درمیان میں تھی جبکہ ہم ۴۴ |
| ولما بلغنا الدرجة ۸۴ والدقیقة ۴۷ من | درجہ ۴۷ دقیقہ عرض اور ۴۶ درجہ ۳۶ دقیقہ طول پر پہنچے |
| العرض والددرجة ۹۶ والدقیقة ۳۶ من الطول | تو پہنچے اپنی بائیں جانب ایک زمین دیکھی جس کی بلندی |
| رأینا ارضاً من یسارنا ارتفاعها نحو العدم | ایک ہزار قدم تھی مگر ہم اسکو تفتیش نہ کر سکے اور نہ ہمیں |
| قدم ولونتمكن من اریادها ولمنعلم مساحتها | اسکی مساحت دریافت ہوئی اور یہ کہ آیا وہ جہرہ ہی کی |
| وهل هی جزیرة او جزء من بر و اسع - فاجتزلنا | وسیع خشکی کا ٹکڑا ہی ہم اس کو طے کر گئے اور چلے گئے |
| وسرنا وكان سیرنا صعباً جداً فی هذه المدة | ہماری مسافت اس وقت یقینی سخت تھی اور ہم یکساں |
| ولم نكن نقطع الا من عشرة اعیال فی اليوم | دس میل سے زیادہ زمین طے نہ کر سکتے تھے اور یہ اپریل |
| وذلك فی العشرة الا یام الاولی من شهر ابریل | کے پہلے عشرہ کا ذکر ہے، |
| وفی الحادی والعشرين من ابریل | میں نے ۲۱- اپریل کو مقیاس العرض ہاتھ میں لیا تو مجھے |
| اخذت مقیاس العرض فوجدته ۸۹ درجة | ۸۹ درجہ ۴۰ دقیقہ ۵ ثانیہ عرض دریافت ہوا یعنی |
| ۹۹ و ثانیة ۴۶ دقیقة الى ان القطب الشمالی | قطب شمالی ہماری آنکھوں کے سامنے تھا اور ہمارے |
| كان علی مرأی منا ولہ یکن بیننا | اور اس کے درمیان ۴۰ ثانیوں کے سوا اور کچھ مسافت باقی |
| وبینه سوی ۱۴ ثانیة قطعناها سربعا | نہ تھی جسکو ہم نے بہت جلد قطع کر لیا جب مجھے یہ معلوم ہو گیا |
| ولما تحققنا لنبالغنا القطب اخبرنا | کہ ہم قطب پر پہنچ گئے تو میں نے اپنے دونوں دوستوں کو |
| رفیقائی بذلك فرقصا طرباً ثم رفعنا | اسکی خبر دی وہ مارے خوشی کے ناچنے لگے پھر ہم نے |
| العلم الامیرکی وكان الوقت ظہراً فكان | اس کی بجائے اکھڑا کیا اور غم کا وقت تھا ہم میں کا ایک آدمی |
| الواحد منا ینتقل بخطوة واحدة من | ایک قدم رکھ کے زمین کے ایک نصف سے دوسرے |
| النصف الواحد من الارض الى النصف الاخر | نصف میں پہنچ جاتا تھا اور نصف النہار سے نصف |
| ومن نصف النهار الى نصف اللیل | امیل میں |
| وبقی الدکتور کواع ورفیقاه یومین فی القطب | ڈاکٹر کوک اور اس کے دو رفیق قطب میں رہے |

و عَادُوا صَنَعَهُ فِي ۲۳ - ابریل - وَكَانَ الرَّجُوعُ
 شَاقًّا جَدًّا أَفْلَحُوا بِصَلَاةٍ إِلَى مَضِيقِ جَوْشَنَ عَرَفَةَ
 فِي قَارِئَةِ النَّبِيِّ بِمِثْلِ كَانَتْ مَحْمُودًا وَكَانَ طَعَامُهُمْ قَدْ
 نَفِدَ فَاحْذُوا بِصَيْدِ وَنِ السَّمَاءِ بِالشَّرَاكِ
 وَبِقَاتُونَ بِمَحْوَمَهَا
 اور وہاں سے ۲۳ - اپریل کو لوٹے تو ثابت پہنچت تھا
 جب بونس کی مفتی میں پہنچے تو اسکو مٹی کی
 کشتی کے ذریعہ لے کیا جو ان کے ساتھ تھی اٹھاکھا ہاتھ
 ہو گیا تھا وہ حال کے ذریعہ پھیلنے کا شکار کرتے تھے اور
 ان کے گوشت سے گذار کرتے تھے،

هَذَا مَا رَوَى فِي ثَمَانِ هَذِينَ الرَّحَالَتَيْنِ هُمَا
 جَوِيَّ لِمَا مِنْ مَعَانَاةِ الشَّدَائِدِ وَالْعَنَاءِ وَغَرَابِ
 مَا لَقِيَ فِي سَفَرِهَا وَكُلِّ مَنَاصِدِ عَمَلِ الْفَضْلِ النَّفْسِ
 فِي هَذَا الْاِكْتِشَافِ وَبِكَذِبِ الْآخِرَةِ وَقَدْ وَقَعَتْ
 الْمُنَاقَشَةُ فِيمَا بَيْنَهُمَا وَقَدْ صَادَ لَتَا فِيهِمَا
 فَرَقَتَيْنِ فَهِيَ رَقَّةٌ تَصَدَّقُ دُكْتُورُ كُولُوكَ لِأَنَّ الْقِيَّ
 الْخُطْبَ فِي الْمَجَامِعِ وَبَيْنَ بَرَاهِينِهِ عَلَى دَعْوَاهُ
 فَيَقُولُ إِنَّهُ دَفِنَ النَّبِيَّةَ فِي عَيْنِ نَقْطَةِ الْقُطْبِ
 فَمَنْ كَانَ يَرِيبُ فِي قَوْلِهِ فَلْيَدْعُ إِلَى الْقُطْبِ
 وَبِحَقِّ الْأَرْضِ فَاتَهُ سَيِّدُهَا وَالْأَدَابَةُ تَزْدَادُ
 مِنْ يَوْمٍ إِلَى آخِرٍ عَلَى أَنَّ كُولُوكَ صَادِقٌ
 فِي رَوَايَتِهِ فَقَدْ قَابِلَ بَعْضُهُمُ الرِّجَالِ الَّذِينَ
 الَّذِينَ كَانُوا مَعَهُ وَشَهِدُوا بِإِصْحَاقِ مَا يُوَدِّعُ
 رَوَايَةَ كُولُوكَ وَأَكْثَرَ الَّذِينَ رَأَوْهُ كُولُوكَ
 وَحَادِثَةٌ مِنْ الْعُلَمَاءِ وَغَيْرِهِمْ أَشْهَدُونَ
 بِصِحَّةِ كَلَامِهِ
 یہ ہے جو کچھ کہ ان دونوں مسافروں کی شان میں انکی
 سرگذشت اور کالین اٹھانے اور سفر میں عجائبات کہنے
 کے متعلق روایت کیا گیا ہے اور انہیں سے ہر ایک اپنے
 لیے فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسرے کی تکذیب کرتا
 ہے اور ان دونوں میں ایک جھگڑا پیدا ہو گیا ہے اور لوگ
 ان کے باب میں دو فرقے ہو گئے ہیں ایک فرقہ ڈاکٹر کوگ
 کی تصدیق کرتا ہے کہ اس نے جلموں میں لکھ دئے ہیں
 اور اپنے دعوے پر دلائل پیش کیے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں نے
 عین نقطہ قطب پر ایک ٹکڑی دفن کی ہے جو شخص میرے قول میں
 شک کرے وہ قطب تک جائے اور میں کھودے اسکو
 ضرور پائیگا اور روزمرہ اس قسم کے دلائل بڑھتی جاتی ہیں کہ
 کوگ اپنی روایت میں صادق ہے ایک شخص نے ان دونوں
 شخصوں سے ملاقات کی جو اسکے ساتھ تھے انہوں نے اس
 شخص کے ساتھ کیا بیان کیا جو کوگ کی تائید کرتا تھا اور ڈاکٹر کوگ
 جنہوں کوگ کو دیکھا ہے اور اس سے بات چیت کی ہے وہ بھی اسکا
 سب اسکے کلام کی شہادت دیتے ہیں،

| | |
|---|--|
| <p>مگر عام رائے کپتان بری کی تصدیق کی طوطا مل بری اس پر زیادہ متما دکیا جاتا ہو کہ اُسکو بلاد جلیدیہ کی وضع اطلاع ہو اور اُس نے جہات قطبیہ کی طرف جانے میں ایک مسافر سے زیادہ شقتیں اٹھائی ہیں۔ اُس کیٹی کو کہتا بری کے اوراق کی آفتیش کے لیے مقرر کی گئی تھی یہ بات ہو گیا ہو کہ وہ قطب تک پہنچا ہو اور اُس نے اپنی رپورٹ انجمن اہلہ جغرافیہ کے پاس دشمنوں میں بھیج دی، بری جس کو اُس نے باتفاق آراء قبول کیا، بری اور کپتان بری کو اُس نے کا تمہ عطا فرمایا، بری اور ایک دوسری کیٹی معترکہ کی ہے جو اس کی تحقیق کرے گی کہ اس سے پہلے بھی کوئی قطب تک پہنچا ہے یا نہیں،</p> | <p>واما الراى العام فمبیل بکلیۃ التصدیق کابتن بری اعتماداً علی خبرتہ الواسعہ فی بلاد الجلید ولانہ عانی مشاق الذہاب الی الجہات القطبیۃ اکثر من کل رجالة قطبی اخر وقد ثبت للجنة السی محیثت لفحص اوراق کابتن بری انہ بلغ القطب الشمالی وقد قدمت تقریرها الی الجمعۃ الاملیۃ الجغرافیۃ فی وشنطون فقبلتہ باجماع الاداء ومنحت الکابتن بری مدالیتها الذہبیۃ وقدرت تعیین لجنۃ اخری للبحث فی ما اذا کان احد قد بلغ القطب قبلہ</p> |
| <p>یہ قول کہ کوک کے صادق الروایہ ہونے پر دلائل روز بروز بڑھتے جاتے ہیں اُسکے بعض متقدمین کا حسن ظن ہو ورنہ ڈاکٹر کوک نے کوئی قابل اطمینان واضح دلیل قوم اور انجمن جغرافیہ کے سامنے پیش نہیں کی بلکہ اُسکی جانب سے اکثر ایسی باتیں ہر ہوئی ہیں جنکے باعث دلون میں شک جم گیا ہو۔ یہ اس لیے کہ جب سے وہ تمدن دنیا میں آیا ہے اور اپنے لیے دریافت قطب کا دعویٰ کیا لوگوں نے اُس سے اُسکے دعویٰ کی صحت پر دلیل طلب کی اُس نے وعدہ کیا</p> | <p>والقول بان الادلة ترد اذ من يوم الى اخر على ان كوك صادق في روايته فهو حسن ظن من قبل بعض معتقديه والا فالدكتور كوكهما اظهر برهانا واضحا يعول عليه عند الامم والجمعية الجغرافية بل ربما اظهر منه ما يستحق به الشك في الاذهان ذلك انه منذ ورد العالم المتمدن وانتحل نفسه اكتشاف القطب طلب الناس منه برهانا على صحة دعواه فوعده ان سيعرض</p> |

اور اقدہ و براہینہ علی المجموع العلمی
تدل علی حقیقتہ بلوغہ القطب لکن
ما الفجر وعلہ الی الان وما نال یحتمل
ویراوغ فی انجاز وعدہ

کہ میں علمی جماعت کے سامنے اپنے اوراق اور دلائل پیش
کردن کا جن سے قطب تک پہنچنے کی حقیقت معلوم
ہوگی اگر سوت تک اپنا وعدہ پورا نہیں کیا اور ہمیشہ ایسا
وعدہ میں حیلہ حوالہ کرتا رہا،

فما ہذا الا احتیال المراءوۃ الریب
فی قلوب الناس فیقول نارتہ اندما حان
ان افتتح تلك الكنوز الثمینیۃ لیطلع علیہا
العارفون ومرتہ اندیرسل براہینہ قبل
ان یرلہا بشر الی الجمعۃ الجغرافیۃ
فیسوغ اخلاف الوعدہ فی عرض تلك الحقائق
علی الجمعۃ الجغرافیۃ مع کراحتہ و عزیمتہ بین الناس
و یعتذر طورا انه لا یتسطیع ان یرتب
اور اقدہ و براہینہ فی اقل من ستین یوماً
ومع انه قد مضت علی قولہ ہذا ماق طویلۃ
لکنہ ما نال یقول الی الان انه لا یمکن
ترتیبہ الا فی ستین یوماً۔

اس حیلہ بازی اور بہانہ جوئی نے لوگوں کے دلوں
میں اور شک بڑا دیا کبھی کتا ہو کہ ابھی اس کا وقت
نہیں آیا کہ میں ان بیش قیمت خزانوں کو کھولوں تاکہ علم
اُس پر مطلع ہوں اور کبھی کتا ہو کہ میں قبل اس کے کہ
میرے دلائل کو کوئی انسان دیکھے انہیں انہیں جغرافیہ کے
پاس بھیجن گا باوجود اس عزت و احترام کے جو اسے
قوم میں حاصل ہے، خلاصہ وعدہ کرنا جائز رکھتا ہے کبھی عزت
کرتا ہو کہ میں اپنے اوراق اور دلائل کو ساٹھ دن
سے کم میں ترتیب نہیں دے سکتا اور باوجودیکہ اُس
کے اس قول پر ایک مرت دراز گندہ بچی ہو گروہ اب تک
ہی گئے جاتا ہو کہ ساٹھ دن سے کم میں ترتیب
ممکن نہیں،

وان الناس قد وضحوا الیہ السوال
فی شلن رحلتہ القصیرۃ المداۃ فی الذہاب
الی القطب والطویلۃ جہاً فی العود منہ مع ان
العود اسہل من الذہاب ویدعی ان الرجوع
کان شاقاً جہاً فما اجاب عن السوال جواباً شاقاً

لوگوں نے اُسکے سفر کے بارہ میں جبکی قطب کی طرف جانے
کی مدت تو کم ہو اور لوٹنے کی یقیناً دراز ہو باوجودیکہ
واپسی جانے سے آسان ہوتی ہو اور واپسی کرنا ہو کہ
واپسی بہت ہی سخت تھی، ایک سوال پیش کیا گروہ
اس سوال کا کوئی ثانی جواب نہ دے سکا،

وایضاً لما اضطربت نال الحجد ال بین
کوک ویدیری وقام الکتاب العیال من کل
صوب وازداد مطال کوک علی الخازن وعده
بابر انما وعد عرضه علی الناس من الاوراق
والبراهین ظہر جل وقام بتکذیبہ
فی ما ادعاه کوک قبل هذا من بلوغه
الی قمة جبل مکنی الصعب المرتقی
فیقول انه کان مرافقاً معه فی تلك الحالت
وان کوک قد کذب فی دعواه انه
بلغ الی قمة جبل مکنی الکائن
فی الاسکا۔

نیز جب کوک ویدیری کے درمیان نزاع کی آگ شعلہ
زن ہوئی اور مضمون نگار اور علماء ہر طرف سے کھڑے
ہو گئے اور کوک کی جانب سے اس وعدہ کا انکار
میں کہ وہ اپنے اوراق اور دلائل کو لوگوں کے سامنے
پیش کریگا تاخیر پڑھتی گئی تو ایک شخص ظاہر ہو جس نے
کوک کو اس دعوے میں جھٹلانا شروع کیا جو اس نے
اس سے پہلے کیا تھا میں اس کا مکملی پاڑ کی چوٹی پر پہنچا
جس کی چڑھائی بہت دشوار ہے وہ کتا، خر کہ میں اس
سفر میں کوک کے ساتھ تھا اور بیشک کوک اپنے اس
دعوے میں کہ وہ کوہ مکملی واقع اسکا کی چوٹی تک
پہنچا جھوٹا ہے۔

وایضاً ان دستور کوک بدور کل یوم فی الولا
المحقق ویلقی الخطب فی المجمع ببین فیہا
کیفیتہ وصولہ الی القطب ما قاساه الشیخ اندک
فی سبیلہ ویتناول علی کل خطاب من الالفین
الی ثلاثہ الاف ریال فخطر فی القلوب
ان غرضہ من هذا الادعاء هو جمع المال الاغیر
واکبر برہینہ الذی تلفظ بہ الدکتور کوک
هو انه من کان یرب فی صدق قوله فلیکن
الی القطب ویفتش الانبوتہ الی دفنہا
هنا وعند نقطة القطب وضعف الی البرہان

اور نیز ڈاکٹر کوک ہر روز ولایات متحدہ میں دورہ کرتا
ہو اور عام مجالس میں لکچر دیتا، جو حسین اپنے قلم تک
پہنچنے اور اس کی تکالیف اٹھانے کا بیان کرتا ہے اور
ہر لکچر پر دو ہزار سے تین ہزار ریال تک لیتا ہے لوگوں کے
دل میں یہ بات کھٹکی کہ اسکی غرض اس دعوے سے سوا
مال جمع کرنے کے اور کچھ نہیں ہے۔

سب سے بڑی دلیل جسکو ڈاکٹر کوک نے بیان کیا
یہ ہے کہ جسکو اس کے قول میں شک ہو وہ قطب تک
جائے اور اس نلکی کو کھودائے جو اس نے اس مقام
پر میں نقطہ قطب کے نزدیک فن کی ہے اس دلیل کا

جلی علی کل احد فان رجلا غلب مثلاً عن
 عالم العراق سنة ثریع وقال انه ذهب الى
 القطب الجنوبي وقد دفن هناك انبویة
 فمن كان يشك فی صدقہ فلیذهج بحجر
 الارض فصل فصدقه بقوله هذا وتعلیقه
 صدق قوله علی امر صعب ایضا الاالات
 ومقیاس العرض لا تدل علی تقطع
 القطب فی الارض الا تقریباً لعلی هم کویتہ
 بشکل الارض تحقیق الوقوع الجبال
 الشاهقة والوهاد والتلال فلا یکن
 ان یقطع احد بنقطه معینة انما القطب
 جدا حق یحضر الارض ویدفن هناك
 شیءاً شریاتی آخر ویفتش هذا
 الشئ من الموضع المعین زعماً منه
 ان هذا الموضع هو القطب فما هو
 الا الاحتمال والمدافعة واللہ اعلم
 بحقیقة الحال

وقد اخذنا معظم هذه الرسائل من بیان ^{حلی} _{الین}
 عن المقتطف الغراء والمجلد الغراء

السید علی الزینی

کَيْفَ يَكُونُ ابْنَاءُهُمْ وَيَعْلَمُونَ ابْنَاءَنَا اِنِّي لَكُلُّوْطُحُ پُتھار پُتھار کُلُّوْطُحُ

نشر احد الكتاب مقالہ جلد اول العنونا
فی الجریة المؤید الغراء بحث فیما عن کیفیت التعليم
الامت المصوبہ وانکلترا وقات بینہما ثم نبہہ ابناؤ
وطنہ ونظارة المعارف علی اعم فی غفلة
عن الدراسة لابتدا ائیتہ فی مدارسہم لا یفکرون
فی ما یعلم الانکلیز ابناؤ ہم من العالم المجدیہ
والافکاس العالیۃ النافعة فرأینا ان ننقلہا
للقراء لان وطننا الهند اسوء حالا فی التعليم
من القطر المصری فضلا عن انکلترا۔

والشاهد علی خالق ان حزب المتعلین
الهندیین المتخرجین فی کلیات الانکلیزۃ
الذین نالوا الشهادات السنیۃ والفوز العالیۃ
من الریاضی والمهندسة والکیمیاء والتاریخ
والادب لا یستطیعون ان یخوضوا احد مہ
علیۃ للہ والوطن سکوان ینالوا الوظائف من
الحکومتہ الشیع بطہم ویدہ لواء الوالہم المکسوبۃ
علی البرانیط ولا فشتہ الفنیۃ ان هذا الدور
دور تعلیم جدید ویدل الی علی سحر من القوم
وکثیر من الروائی فی تعلیم الابناء لکن ما ینفع احد

ایک نامہ نگار نے اخبار الزیدین میں ایک مضمون اس عنوان
پر شائع کیا ہے جس میں مصر و انگلستان کی کیفیت تعلیم سے بحث
کی ہو اور دونوں میں مقابلہ کیا ہے پھر اپنے اہل وطن و مملکت
تعلیم کو اس پر تنبیہ کیا ہے کہ وہ اپنے اسکوٹوں کی ابتدائی تعلیم سے
بالکل غافل ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر بڑا اپنے بچوں کو
کیا مفید سبق اور بلند فائدہ خیالات پڑھائے ہیں ہم نے
بہار وطن ہندستان تعلیم کے اعتبار سے مصر سے بھی زیادہ
روی حالت میں ہو چکا ہے تاکہ انگلستان۔

ایک دلیل ہے کہ ہندوستانی عمار کی جماعت جو انگریز
کالجوں سے نکلتے ہیں اور بڑی بڑی ڈگریاں فزین
عالیہ میں حاصل کرتے ہیں جیسے ریاضی ہندسہ
سائنس تاریخ ادب وہ قوم و وطن کی کوئی علمی
خدمت نہیں کر سکتے سوائے اسکے کہ اپنے پیٹ
بھرنے کے لیے نوکریان حاصل کر لیں اور اپنا کما یا
ہو مال ہیٹ اور بیش قیمت کپڑوں پر خرچ کریں
یہ دور تعلیم جدید کا دور ہے اور قوم کی اعلیٰ کوشش
اور بہت سارے وہیہ اولاد کی تعلیم پر خرچ ہو رہا
ہے مگر اب تک اس گروہ میں ایک شخص ایسا

الی الان فی هذا الجمیل لدربتی فن من الفنون
 کا علماء الاعلام فی الدور القدام الذین ذکرناہم
 فی العہ الفارط ۵ و ۶ و ۷ من تلك السنة ہم اسی سال کے گذشتہ پرچہ نمبر ۵ و ۶ و ۷ میں
 مع ان التعلیم الجدید مضنت علیہ فی هذا القطر کہ گئے ہیں باوجودیکہ اس ملک میں تعلیم جدید پر قریب
 نحو مائتہ سنہ والسبب في ذلك ان غرض التلامذة ایک صدی کے گذر گیا اس کا سبب یہ ہے کہ طلبہ کی غرض
 من التعلیم فی الکلیات لیس لانیل الشهادة کا بچوں میں پڑھنے سے سوائے ساری ٹیٹ حاصل کرنے
 والحکومت لا تعلمہما یجدہم فی ترقیتہم کے اور کچھ نہیں ہوتی اور گورنمنٹ بھی انکو ایسی چیزیں
 العلمیۃ اویبعث خواطرہم الی الکشافات سکھاتی جو انکو ترقی علم میں نافع ہو یا انکے ارادوں کو
 ولا اختراعات بل تعلمہما یساعدہم علی تعلیمات اور ایجادات کی طرف براہِ گنجہ کرے بلکہ ایسی چیزیں
 العمل فی الادارة والنظارات والذرائع والاینتب پڑھائی ہر جو منجات اور حکمت اور دقا تر میں کا کرنے
 فی قلوبہم حب العلم ولا یطالعون الی ذری پروردے اس لیے انکے دلوں میں علم کی محبت پیش کیا
 الترقیۃ ولا یجھس فی افئدہم اغیۃ النزوع ہوتی اور نہ وہ ترقی کے جو بیوں پر چڑھ سکتے ہیں اور نہ انکے
 الی المعارف العلمیۃ بل یعدون اعناقہم دل میں علمی میدانوں کا شوق پیدا ہوتا ہے بلکہ ایسی گونگیاں
 تطوق الرقیۃ وان لم یفقدونی فی هذا الرئی غلامی کے طوق کے لیے تیار کرتے ہیں اگر اس رائے میں
 فاقول انہم یشترون هذه الرقیۃ بکلاف آپ مجھے یہ قوت بتائیں تو میں کہوں گا کہ وہ اس غلامی
 من الروافی کو ہزار روپیہ کے عوض خریدتے ہیں

ارسلت الی صلیق فی انکلترا خطا با نامہ نگار کرتا ہوں کہ میں نے اپنے ایک دوست قیم
 سال التقدیم ان یرسل لی غوثجا من الکتاب انگلستان کو لکھا کہ مجھے ان کتابوں کا ایک نمونہ بھیج دیجیے
 القبطا لہما ابناء ثلاث الامۃ فی صلہ رسم جنکو انگریزوں کے بچے اپنے اسکولوں میں پڑھتے ہیں
 الابدۃ اثیمۃ لکی اقادت بینہا و بین الکتاب تاکر میں ان میں اور ان کتابوں میں جنکو چارے بچے
 القبطا لہما اطفالنا فاجابی الی سوالی پڑھتے ہیں موازہ کر کے اس نے میری استدعا قبول کر کے

| | |
|---|--|
| وارسل لی کتاب القاری المدنی) وقد قال | د کتاب القاری المدنی) مجیدی اور مجھے کہنا کہ یہ ان کتابوں |
| فی الخ الصدیق ان من الكتب المنتشرة | میں سے ہو جو یہاں کے نوجوانوں میں کثرت کے ساتھ |
| انتشاراً عظیماً بین ایدی الناشئین | بھیلی ہوئی ہو۔ پڑھنے والا اسکی ابتداء میں ایک مقدمہ لکھ |
| یری القاری فی اول مقدمته وضعها المؤلف | جسکو مؤلف نے ان اسباب کی شرح میں لکھا ہو جنہوں نے |
| شائعاً فیها الاسباب التي حلت علی تالیف | اسکو اس کتاب کی تالیف پر آئندہ کیا۔ نیز ان اغراض |
| هذا الكتاب وذكر الاغراض التي یروی بها | کا ذکر کیا ہے جو کم سن بچے کے اس کتاب |
| من مطالعة الطفل الصغیر للمسائل التي | کے مسائل کو مطالعہ کرنے سے مقصود ہیں مقدمہ میں |
| اودعها کتابه وقد جاء فی المقدمة | بیان ہوا ہے |
| الغرض من وضع هذا الكتاب ان یعلم اولادنا | اس کتاب کے بنانے سے غرض یہ ہے کہ ہم اپنے اولاد |
| وبنائنا فیما یطالعونه بعد ان یسئلوا البتة | اور لڑکیوں کو ان کتابوں میں جگہ دے اسکو ان میں مطالعہ |
| ما یجب علیہم عملہ بعد دفاع عن حقوقهم | کرتے ہیں وہ بات لکھا میں جو ان پر بعد تعلیم کے اپنے حقوق |
| وقیاماً باوجباتهم وتنفيذ المقاصد | کی حفاظت اور واجبات کی ادائیگی اور اس پر سے گردہ |
| بصفة من هذه الامة العظيمة (الانکلیز) | راگم کہ میری کئی میری کی حیثیت سے تنفیذ مقاصد کے بارہ |
| وهو یحتوی علی القواعد الاولیة للشریعة | میں ملاحظہ فرمائیے جو یہ کتاب تجویز و انتظام کے ان اجرائی |
| والنظامیة المتعلقة بمصلحة بلادنا | قوانین پر مشتمل ہے جو ہمارے ملک کی اصلاح سے تعلق ہیں |
| ونشر طبع عنی قيمة تلك النعمة الکبری | نیز ہم انکے لیے اس نعمت کبریٰ یعنی نعمت آزادی |
| نعمۃ الحریۃ وما یجب علی الانکلیزی ان یعلم | کی نعمت کے معنی کی شرح کریں گے اور بتائیں گے کہ انگریز |
| لبلادة ولبنی جنسہ للناس اجمعین | اور انکے بعض اور تمام آدمیوں پر اپنے ملک کی واسطہ کیا جائے |
| وقد وضعت هذا الكتاب فی قالب غویض | یہ کتاب واقعی یسین زبان کے سانچے میں بنائی گئی ہے |
| جداً حتی یسهل علی الطفل ان یتقہ بسهولة تامه | بلکہ لڑکے کو آسانی آسکا پڑھنا سیر ہو |
| وقال فی مکان آخر | دوسری جگہ لکھا ہے |

| | |
|---|---|
| <p>ہمارے غرض اس کتاب کے بنانے سے یہ ہو کہ اردک الطفل ما يجب ان يسير عليه في مبادئ التي توصله لان يكون وطنيا مخلصا وان هذا الغرض هو بلا شك مطمح ما نرجو اليه</p> | <p>انما نريد من وضع هذا الكتاب ان نعرف الطفل ما يجب ان يسير عليه في مبادئ التي توصله لان يكون وطنيا مخلصا وان هذا الغرض هو بلا شك مطمح ما نرجو اليه</p> |
| <p>پھر مؤلف نے کتاب کی پہلی فصل شروع کی جو جس کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے،</p> | <p>ثم ابتدأ المؤلف اول فصل من الكتاب بعبارة اقتد معناها</p> |
| <p>میں اس گروہ کا ایک فرد ہوں جس کا ملک دلیل نہیں کیا جاتا، پھر دوسرے عنوانوں میں داخل ہوا ہر موقعہ تو یہ تھا کہ اگر مؤلف نے حقوق طبع کی اپنے لیے حفاظت نہ کی ہوتی تو ہم کل عنوانوں کا (المؤید) کے صفحات پر ترجمہ کرتے لیکن جو چیز حال کل نہ ہو سکے اس کو ٹھوڑا چھوڑنا بھی نہ چاہیے اس لیے میں اس کے بہت سے عنوان متواتر اقوال میں اس استدلال پر ڈگر کر دیکھا کہ وہ کتاب میں جن کو دیگر اقوام کے بچے مطالعہ کرتے ہیں ہمارے بچوں کی مطالعہ کی کتابوں سے بہت مختلف ہیں،</p> | <p>انا احد افراد امّة لا يستهان بملكها - ثم خاض في مواضيع شتى وقد كان يود ان انقلها كلها الى العربية على صفحات المؤيد لولا ان المؤلف حفظ لنفسه حقوق الطبع ولكن ما لا يد راء كله لا يترك فله فاني ساقطل مواضيع كثيرة منه في مقالات متوالية على سبيل الاستدلال بان الكتب التي تطلعها ابناء الامم لا خري تختلف كل الاختلاف مما يطالعها ابناءنا</p> |
| <p>منہذا ان منتخب عنوانوں کے جن پر مؤلف نے کچھ لکھا ہے ذیل کے عنوانات ہیں،</p> | <p>من جملة رؤس هذه المواضيع التي كتب عنها المؤلف ما يأتي =</p> |
| <p>وہ سلطنت جس میں ہم ہیں ہم اپنے ملک پر کیوں فخر کرتے ہیں ہم وہ ہیں جن کو انگلستان نے پیدا کیا ہے، تو کہہ کر اپنے ملک کا دوست بن سکتا ہے، سچی وطنیت،</p> | <p>المملكة التي نعيش فيها - لماذا نحب بلادنا نحن الذين اوجدنا انكلترا، كيف تكون مخلصا لبلادك، الوطنية الصادقة،</p> |

الوطنية الكاذبة الوطنية الخالص حادثة صيغته لحي
 كنعان عادلاً ولا تختلجاً حاكماً البلاد
 البرلمان، مجلس العموم ومجلس اللوردات
 الانتخابات العمومية لا تعط صوتك
 الامن يستحق وتتق في علمه قدرته (الكلية عماله)
 الرشوة يجب ان يطاع القانون، الجرائم
 والمجرمون، المحامون والقضاة، القاضى
 جاسكونى والبرنس هنرى الشهود نائير العقوب
 المتطوعون في الحرب، الجيش - (طوبجى
 البيادى السوارى، النظامات، التمريعات
 الصبر على الشدائد، العلم البريطانى، فائدة
 احترام وتقدير لعلم الذى يرفرف فوق
 الرؤس، حادثة الخرموم بمناسبة قتل
 الجنرال غودون، الحرية والعجوبة، نتائج
 الجمل اعداء البلاد، اسباب الذهاب
 الى المدرسة، انكلترا بلاد مستقلة، حرية
 الفكر، حرية الصحافة، ما علينا من الديون
 لا بائنا، كيف نلنا الحرية انكلترا تنتظر من
 كل فرد من ابناؤها ان يقوم بواجبه =
 وهذا ما قاله المؤلف في موضوع
 الوطنية

جمہوری وطنیت، خالص وطنی، وہلی جنجانہ کا حادثہ،
 عادل بن اور کسی سے ٹڈر، ملک کا حاکم، پارلیمنٹ ہیں
 آف کاننر، ہوس آف لارڈز،

عام انتخاب، اپنا ووٹ فقط اس شخص کو دو جو متحق
 ہو اور جس کے علم و قدرت پر تمکو بھروسہ ہو کثرت مال پر
 رشوت، قانون کی اطاعت واجب ہو گناہ اور
 گنہگار، وکیل اور جج، قاضی جاسکونی اور پرنس ہنری
 (گواہ) سزاؤں کی تاثیر لڑائی میں اطاعت کرنیوالے
 فوج، توپچی بٹن، رسالہ، جنگی فوجیں، قواعد، معاص
 برسر، برٹس جھنڈا، علم کی عزت و احترام کا فائدہ
 جو سرون پر سایہ کرتا ہو خرطوم کا حادثہ اور جنرل
 کارڈن کا قتل، آزادی اور غلامی، جہالت کے
 نتیجے، ملک کے دشمن، اسکول جانے کے اسباب
 انگلستان مستقل ملک ہے، فکر کی آزادی،
 اخباروں کی آزادی، ہمارے باپ دادا کا ہم
 پر کیا سرفض ہے، ہم نے آزادی کیونکر
 حاصل کی، انگلستان اپنی اولاد کے
 ہر فرد سے اس کا منتظر ہے کہ وہ اس کا واجب حق
 ادا کرے،

وطنیت

کے موضوع پر مولف نے بیان کیا ہے کہ

الکلمۃ معنا حاجتک للبلاد التي نشأت
 فیها والبلاد التي یتنسب لیسها والدالۃ
 وانی لا دئی کثیر من الناس یسئلون استعمالها
 ولا یفقهون لها معنی فتکون سبباً فی ختمهم
 ولكن اذا احسنوا استعمالها وفقوها کأنه
 ما لها من المعنی الکبیر والقیمة الی
 لا تقدر والدالۃ علی الاحساس الشریف
 العالی فانها تکون سبباً فی رفعة البلاد
 وعزة الامة فاذا من الواجب علی کل ذکر ان انتم
 ان یشبع نفسه منها ویداعقلدها
 فلا محجب اذا غرق الالکلیزی فی حب
 بلاده التي نشأ فیها والسنۃ علیها
 تنوقت سعادتہ
 وان کان من الواجبات ان یحیی الانسان
 نفسه وعائلته ثم اصلد قاعه بان الهم
 اللوازم ان تكون محبة لبلاده قبل هذه
 وفوق کل شیء -
 ان المسائل التي تنطبق علی الافراد تنطبق
 كذلك علی الامة فاذا کان التلمیذ عند خواجه
 الی المدیستة التي یتعلم فیها یفتخر باسمها
 ومحسن سمعتها ویکثرة ناصحیها فی الامتحانات
 اس لفظ کے معنی ہیں کہ تم اپنے اس ملک کی محبت
 کرو جس میں تم پیدا ہو سہے یا جسکی طرف تمہارے مان
 باب منسوب ہیں میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے لوگ اس
 لفظ کا غلط استعمال کرتے ہیں اور اس کے صحیح معنی نہیں
 سمجھتے اور انکی موت کا سبب ہوتا ہو مگر جب وہ اس
 کا صحیح استعمال کریں اور اس کے عظیم الشان معنی اور
 اس کی قیمت کی جوا نوازہ نہیں کیا سکتی اور شریف و بلند
 احساس کی طرف رہنمائی کی حقیقت کو سمجھ لیں تو یہ امر
 ملک کی رفعت اور قوم کی عزت کا باعث ہو گا اس لیے
 اب ہر مرد و عورت پر واجب ہو گا کہ اپنے نفس و عقل و طاقت کو
 اگر کوئی انگریز اپنے ملک کی محبت میں جبین وہ
 پیدا ہوا ہو اور جس پر اسکی سعادت موقوف ہے
 محو ہو جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں،
 اگرچہ انسان پر اپنے نفس اور مال اور احباب
 کی محبت بھی واجبات سے ہے مگر ملک کی محبت
 اس سے بھی مقدم اور ہر چیز سے زیادہ
 ہونا چاہیے -

وہ مسائل جو انسانی افراد پر منطبق ہوتے ہیں اقوام
 پر بھی اسی طرح منطبق ہوتے ہیں جب ایک لڑکا اپنے
 اسکول کو جاتا ہے جس میں وہ تعلیم پاتا ہے تو
 اس کے نام اور عمدہ شہرت پر فخر کرتا ہے اگر اس

والاعاب الرياضية لكرة القدم والكركت
فن باب اولی ان یفتخر الفرد ببلاده
و یعجب بها و یضیف الی ما لها من
حسن السمعة و بعد الصیت ما
یعمله لها
واذا فهم معنى الوطنية و عمل یحناها قواما
فیكون ذلك سببا قویا فی دفعه البلاد
و قوة فی تماسک ابناءها و اتحادهم سواء
لیفضلوا العالم لان الفرد الذی یحسد
نفسه لان یكون من احسن ما یرى هو مستاجر
اولاد ان یكون مثله حتی یفضلہ فالولد
الذی یحافظ علی سمعة مدرسته و مواعید
فیما، و الجندی الذی یحسد نفسه
لیعمل لفتح افرقته یحقق ما یرید یمیلا لاسر
و البلاد منه، و من القواعد المعروفة
(انتظر من الولد و الرجل اکثر مما تأمل فیہ)
و كذلك الوطن من الوطنین، و فالذین
یحبون بلادهم و حبائما و یحجبون
بتاریخها العظیم یحشون علی شرفها
ان موت او سمعتها ان تدنس و لكن
یحتمدون بکل الاستطاعة ان یجملوا بلادهم

اور جیسا ملک کے کھیل مثل فٹ بال کرکٹ وغیرہ
میں اس اسکول کے زیادہ کامیاب ہونے والوں پر
فخر کرتا ہو اس لیے بدرجہ اولی ایک شخص اپنے ملک
فخر کرے گا اور اس سے خوش ہوگا اور اسکی حسن شہرت اور دنیا
میں ان اشیا کا اضافہ کرے گا جو اس نے ومن کے لیے کی ہیں
جب وہ وطنیت کے سنتے سمجھ لے اور اسکے معنی پر
پورے طور سے عمل کرے تو یہ ملک کی ترقی کا باعث ہوگا
اور باشندگان ملک کے باہمی اتحاد کو بڑھا دے گا کہ تمام
جہان سے فقیہت لیجا میں جو شخص اپنے کو اس لیے تیار کرے
ہر کہ وہ اپنے پڑوسی سے بڑھ جائے وہ اس کا محتاج ہو
کہ پہلے اسکی ہمار ہوئے تاکہ آئندہ زیادتی حاصل کرنے
وہ نہ کرے اور اپنے مدرسہ کو شہرت اور اسمین اپنے مریعہ
کی حفاظت کرنا ہو زیادہ بہا ہی جو اپنی جان کو اس لیے خطر میں
رہا کہ اپنے فرائض کے لیے کوئی قابل فخر کام نہ کرے وہ شہرت
میں اپنی قوم اور ملک کی اس میں کوئی ثابت کرنا ہو جو اس کی
ذات سے متعلق تھی ایک شور قاعدہ ہو کہ لڑکے اور مرد
اس سے زیادہ امید رکھو جو تم ظاہر اسمین دیکھتے ہو پڑی حال
وطن کا وطنیت کے ساتھ جو وہ لوگ جو اپنے ملک سے گارہی
محبت رکھتے ہیں اور اسکی عظیم الشان تاریخ پر حکم فخر ہو انکو
خوف رہتا ہو کہ اسکا شرف کمین ملوث یا اسکی شہرت ملی
نہو جائے مگر وہ اپنی کامل طاقت کو نشان دہی کرتے ہیں کہ اپنے ملک

فی الصفت الاول بعقو طهم للمفکرة واعمالهم
العظيمة حتى لودعت الحاجة التقدیم حیاتهم
وشر و تهم فانهم یسلمون فیما و لیس فی هذا
المقام تكون العائلة او الاصد قلاء یحیی
بما عملوا بل البلاد هی الرابحة عند
نجاتها شران الغیر یحسن النظر فی
رجال الامت مع ذلك -

ان فی تاریخنا الکبیر لبلادنا لامة
عديدة تشهد بان عدد اکبیر اصین
ابناء هذه الامة قد قد و لحياتهم
و شر و تهم حیات فی منفعتها و لذ انحن
العائشین الیوم مدیتون لهم ما تحملوه
و ما قد صوة فداء لبقاء ها
سالة من تعدی الاغیار علیها
حتى الیوم ،

هذا مثل ما یتیون لا طفالهم
فی کتبهم التي یطالعونها فی مدارهم
فهل یوجد مثل هذه الصکت
فی ایدی ابناءنا ، کلا ، کلا ، والیات
الدلیل جاء فی کتاب المطالعة العربیة
للمدارس الا بیضا اثیة تالیف

ہمارے ملک کی طویل تاریخ میں بہت ایسی مثالیں
ہیں جو اس بات کی گواہ ہیں کہ اس قوم کے شیرازہ
افزاد نے اپنے ملک کے نفع کی خاطر اپنی زندگی
اور تو نگری کو پیش کر دیا اس لیے ہم آج آرام سے
زندگی بسر کرنے والے ان لوگوں کی معائب اور برائیاں
تسے کرے جو انھوں نے بقائے ملک اور آج ملک
اغیار سے اُس کی حفاظت پر قربان کی ، سو قرضدار
ہیں ۔

یہ اُس کا نمونہ ہے جو لوگوں کے لیے اُن کتابوں
میں لکھتے ہیں جن کا وہ اسکولوں میں مطالعہ
کرتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ آیا ہمارے لوگوں کے
ہاتھوں میں بھی اس قسم کی کتابیں پائی جاتی ہیں ،
ہرگز نہیں ، ہرگز نہیں ، اسکی دلیل یہ ہے کہ جو عربی
کتاب ابتدائی اسکولوں کے مطالعہ کے لیے مصریوں کی

جمعیت المصریین المتخرجین من کلیة اُس بارٹی نے تالیف کی ہے جو برورڈ کا لچ کی تعلیم یافتہ
برورڈ و المتعلمین فی بلاد الانسکلین ہر اور انگلستان میں تعلیم پا رہے ہیں جہاں کستاب
التقید رس فیہا (کتاب القارئ) تہری المدنی ابراس کی مثل دوسری کتابیں پڑھائی
المدنی) وامثالہ ما یاقی من المواضیع بنائی ہیں اُسین عنوانات ذیل بیان کیے گئے ہیں اور
وہی احسن، ما یختار = یہ عنوان بہترین انتخاب ہیں،

حکایۃ البقرہ وبتہا: حکایۃ رجل واولادہ
ذا مہون الی لاسکندر ربہ بالسلک الحدید الدارج اپنے بچہ کے ریل میں اسکربر یا کو جا رہا ہے۔ درجہ۔ ازبکیہ
الانزبکیۃ حکایۃ ولدان فی تلعب الخیر التلغراف بچہ کی حکایت جو جزیروہ میں کھیلتے ہیں تار لباس کی
حسن الزوی حکایۃ کمال افندی مقابلۃ الاساءۃ سہ کی کان آفندی کی کہانی، احسان کے بدلہ میں برائی
بالاسان معصوم القاهر حالۃ القبض بصر فی الفصول مصرقہ برہ، چاروں فصلوں میں مصر کی حالت
الامیج، من ارجوزہ ابن مکانس ابن مکانس کی نظم

وہذا ما کتبت ایہا القارئ جمعیتہ
المصریین المتخرجین من کلیۃ برورڈ و قورڈر ناظرین یہ وہ عنوانات ہیں جو برورڈ کا لچ کی تعلیم
نظارۃ المعارف لتعلیمہ لابنائنا یافتہ جماعت مصریہ نے لکھے ہیں اور سرشتہ تعلیم نے
انکو ہمارے بچہ کی تعلیم کے لیے منظور کیا ہے،

ازبکیہ

الانزبکیۃ

عیدہ - ما اجل هذا اليوم الشمس
طالعت والحواء لطیف لاهو بارد ولا هو حار
عثمان - الحمد لله علی انتنا اخترنا هذا
اليوم للجمع الی الادبکیۃ - انظر الی الانشجار واوراقها
عیدہ - آج کا دن کیا خوشگوار ہے آفتاب
کھلا ہوا ہے ہوا لطیف ہو نہ ٹھنڈی ہو نہ گرم ہے
عثمان - الحمد للہ کہ چنے اس دن کو ازبکیہ
انکے لیے انتخاب کیا درختوں اور انکے سبز پتوں کو دیکھو

۱۔ یہ مصر کے مقامات ہیں،

| | |
|--------------------------------------|--|
| الحضراء تجدها جميلة جداً - | تم آگے یقیناً خوب صورت پاؤں گے۔ |
| عبدہ - نعم ہی فی غایۃ الجمال هذا | عبدہ - ہاں وہ بہت خوب صورت ہیں |
| الحشیش الاخضر جميل ايضاً | اور یہ سبز گھاس بھی نہایت خوشنما ہو۔ |
| عثمان - هذه الوردة الجميلة لطيفة | عثمان - یہ سرخ پھول کیا لطیف ہے |
| وهذه الوردة البيضاء لطيفة جداً ايضاً | اور یہ سفید پھول بھی بہت ہی لطیف ہو |
| عبدہ - هانحن وصلنا الى البحيرة | عبدہ - اوہو ہم دریا پر پہنچ گئے |
| انظر الى هذا الماء وهذه الاشجار - | اس پانی اور ان درختوں کو دیکھو۔ |
| انا احب ان لا اخرج من هنا ابداً | میں چاہتا ہوں کہ یہاں سے کبھی نہ نکلوں |
| عثمان - اسمع، اسمع، الموسيقى | عثمان - سنو بینڈ سنو |
| يا عبدہ - تعال يجلس هناك | عبدہ - آویان بیٹھ کر سنین میں بیٹھ |
| نسمع فاني احب الموسيقى كثيراً - | کو بہت ہی پسند کرتا ہوں۔ |
| عبدہ - وانا ايضا احب الموسيقى | عبدہ - میں بھی بینڈ پسند کرتا ہوں |
| واحب الغناء الجميل - | اور عمدہ گانا بھی۔ |
| عثمان - اجلس على الكرسي | عثمان - کرسی پر بیٹھو۔ |
| عبدہ - ارجوان لا تتكلم وان | عبدہ - میں چاہتا ہوں کہ آپ بات نہ کریں |
| هذا الدور جميل اسمع | کیونکہ یہ عمدہ دور ہو۔ سنو۔ |
| عثمان - قد انتهت الدور | عثمان - دور ختم ہو گیا اور لوگ |
| والناس يريدون الخروج | کھٹنا چاہتے ہیں۔ |
| عبدہ - ونحن ايضا يلزمنا ان | عبدہ - ہمیں بھی کھٹنا چاہیے کیونکہ |
| نخرج لان وقت المغرب قرب | مغرب کا وقت آگیا۔ |
| عثمان - هيا بنا هذه الترفة جميلة | عثمان - آو یہ سیر نہایت عمدہ تھی |

انا احب ان نحی ہنا یوماً اخر -

عبدہ - ان شاء اللہ

باللہ ایتھا الامت ویانظارة المعارف ماذا
لستفید التلامذة من موضوع کھذا
اید فہم الی مکارم الاخلاق ام الی عیبتہم
لہلادھم معرفتہم لواجباتہم فواقتضہم
وامتہم ام الی

احب ان اعرف ماذا استفید من ذلك -

ان نظارة المعارف کلاماً ضیققت علی
التالید وعلت جملہا فی وقوفہم
عن مطالعتہ مثل هذه المواضيع کالتی
فی (القارئ المدنی) بمحاول عبثاً فاذا
ارادت ان تکتسب طاعتہم الکلیۃ
فلترب فی قلوبہم من الصغر للوطنیۃ
الصیحۃ بما لعل والحکمة عوضاً
عن ان تنمو الشبیبة مشوشہ
بالشوائب اذا تخالجتہا ما مریباً
صالحاً یحسن تربیہا وینظر بئایب
مکروہ الی المنفعة العامة

میں چاہتا ہوں کہ ایک دن بیان پھر آئیں -

عبدہ - ان شاء اللہ

اے قوم اور سرشتہ تعلیم خدا کی قسم لو کہ ایسے
مضامین سے کیا فائدہ اٹھائیں گے کیا یہ مضامین
انکو مکارم اخلاق کی رہبری کریں گے یا عیبت
وطن اور اپنے نفس اور قوم کے حقوق کی شناخت
پیدا کریں گے یا کیا

میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہیں اس سے کیا فائدہ ہوگا
بیشک سرشتہ تعلیم جس قدر لو کہ کون پر تنگی کر گیا اور اپنی
طاقت انکو قاری المدنی جیسی کتاب کے مضامین کے
مطالعہ سے روکنے میں صرف کر گیا اتنا ہی یہ ایک
لغو کام ہوگا اگر وہ چاہتا ہو کہ انکی بوری اطاعت
حاصل کرے تو اسے مناسب ہو کہ جیٹنے سے انکے دلوں
میں بجائے اسکے کہ انکی جوانی قسم قسم کی پریشانیوں
میں مشغول ہو کر ترقی کرے - عل اور حکمت کے
ذریعہ صحیح وطنیت کی پرورش کی جائے - کیونکہ
جوانی کو اپنے سامنے کوئی ایسا صالح مربی جو اسکی
تربیت کو عمدہ بنا دے اپنی رای روشن کے
کے ذریعے عام منفعت پر نظر کر کے نظر نہیں آتا -

اخبار علیہ

مقطعة من المجلات العریة

خرائب شوشن القصر

ورد فی المکتب الاطیفة ذکر من شوشن القصر

كانت عاصمة مملكة عیلام وقد اندرست منذ
قد بعث الرمان لا یلفی بها اثر علی الارض
وقد انضمت الی الانار القدیمة العی لا ینطق عنها
التاریخ وما یعرف منها خبر - لكن البعثة الفرنسویة
قد اكتشفت منها حالات جدیدة لا تخلو عن الاهیة
وتبعث خواطر جال العلم الی روعیة قراءتھا لجماعة المقتطفین ان
ان جال البعثة الفرنسویة قد کشفوا آثارا جدیدة ذات اهمیة
قیمة السوفی العراق فی المسماة شوشن القصر لاسفار المقتطفین
فوجدوا فی المكان المعروف بالقلعة بقایا ثلاث
ملفن خربة الواحدة فوق الاخری ویرجع تاریخ هذه
المدن الی ۲۰۰۰ سنة ق م -

ووجد تحت تلك التلک سبعة اماكن

ملحوظة قبل زمن التاریخ وکشفوا ایضا عن

ثلاثة اعراق من الحجر الاسود كانت رعیة حمورابی یمکتوبه علیها
وعلم هذه الانار ان البابیین استولوا علی تلك المدن

نحو ۲۸۰۰ سنة قبل التاریخ وبعثوا علیها وکشفوا بها بالابیونکی اس
الی انکاشنة ۲۸۰۰ قبل الیسع حیث فتحها اشور بانیبال احرقها

اخبارات علیہ

منتخب از رسائل عربی

شوشن القصر کے کھنڈر

آسانی کا دن میں شوشن القصر کا کچھ ذکر کیا گیا ہے جو سلطنت

عیلام کا پایتخت تھا اور قدیم زمانہ سے ناپید ہو گیا جسکی کوئی نشانی
زمین پر باقی نہیں باقی اور ان قدیم آثار میں شامل ہو گیا جسکا حال
تاریخ نہیں بتا سکتا اور نہ اسکی کوئی خبر معلوم ہو سکتی ہے مگر فرانس کی
آثار قدیمہ تلاش کرنے والی جماعت نے اسے کچھ نئے حالات معلوم
کیے ہیں جو اہمیت سے ظنی نہیں ہیں اور اہل علم کی طبائع کو
کے برتن کی طرف راغب کرتے ہیں المقتطف راوی ہے کہ فرانس
ان آثار قدیمہ ذات اہمیت کے متعلقہ آثار قدیمہ ذات اہمیت
کیے ہیں انہیں کو قدیم آثار میں شوشن القصر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے
ان مقام میں جو قلعہ کے نام سے مشہور ہیں تین
وہ ان شہروں کے بقایا ہے جو تہ بہ تہ تھے ان شہروں کا تاریخی زمانہ
۲۰۰۰ سال قبل مسیح کی طرف ترجیح کرتا ہے

اسے کچھ ایسے آثار بھی پائے گئے جن سے معلوم ہوتا ہے

کہ یہ مقام زمانہ تاریخی سے پہلے آباد تھا - نیز انھوں نے

سماج کے کچھ کچھ کچھ معلوم کیے ہیں جنہیں تریخ حمورابی لکھی ہوئی تھی
ان آثار سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تاریخ مسیح سے ۲۸۰۰ برس قبل

اس شہر کو تارکوت ربی اس کے بعد اسی ۲۸۰۰ قبل مسیح تک
استقل کران سے پھر شورو بانیبال نے اسے فتح کر کے جلا دیا

جو علیہ السلام

علمی انعامات

منحت کلیتہ باریس طبیۃ الدکتور ہفکن
جائزۃ قدرہا ۱۲۰ جنیہا مکافأۃ علی طکبہ عن
النطعیم بمادۃ الکولیرا =

پیرس کے میڈیکل کالج نے ڈاکٹر ہفکن کو ایک سائنس پونڈ
کا ایک انعام اس صلیں عطا فرمایا جو کہ انھوں نے ہیضہ کے
ٹیکہ پر کچھ مضامین لکھے تھے =

وعینت المدرستہ الطبیۃ الاہلیۃ فی المکیۃ
جائزۃ الف جنیہ لمن یکتشف سببا لحدی الثفوس
او مصلا فی اھا وجائزۃ خمس مائت جنیہ لمن
کانت ابحاثہ اعظم سعید لک و یجوز لھم جمیع
الاطباء من کل الامم ان یتباروا فی هذا المضمون
علی شرط ان تكون مقلاتھم باللغۃ الاسبانیۃ
و یشقی الباب فتوحا الی آخر فبایر سنۃ ۱۹۱۱

اور مکیہ کے مقامی میڈیکل کالج نے ایک ہزار پونڈ کا
انعام اُس شخص کے لیے مقرر کیا ہے جو بخارائیس کا سبب دریافت
کرے اور پانسو پونڈ کا انعام اُس شخص کے لیے جس کے
مضامین اس مقصد پر اعلیٰ درجہ کے مددگار ثابت ہوں
تمام اقوام کے جلاطبار اس میدان میں مقابلہ کر سکتے ہیں
بشرطیکہ انکے مضامین اسپین کی زبان میں ہوں اور یہ وہاں
آخر فروری ۱۹۱۱ تک کھلا رہیگا۔

درع تقی من الرصاص

گولی سے بچا نیوالی زرہ

اختراع احد الکلمان درع تقی من الرصاص قد اخذت
الحکومتہ الامانیۃ تساوہ لقتلہ اختراع منہ

ایک جرمنی نے ایک زرہ ایجاد کی ہے جو گولی سے محفوظ
رہتی ہے اور اسے جرمنی کو جدید ایجاد دینے کے لیے بھانڈا کر رہی ہے

مدفع جدید

نئی توپ

اخذت الدوائر الحربیۃ قہتم باع الرطوبۃ من المکلب
الھوائیۃ وقد صنعوا فی المانیۃ مدفعا مستعمل فی ساحۃ
القتال کغیرہ من المدفع ثم اذا شأوا وقفوه
عمودیا واداروه الی ای جھتہ ارادوا ووصووه
الی المکلب الھوائیۃ

جنگی ٹکے ہوائی جہازوں سے بچاؤ کی فکر میں کچھ جرمن
جرمن میں ایک توپ ایجاد ہے جو میدان کارزار میں دو چار
توپوں کی طرح استعمال کی جاتی ہے اور جب چاہتے ہیں اسکو
سیدھی کھڑی کر دیتے ہیں یا جھڑون چاہیں پھیر لیتے ہیں اور
ہوائی جہازوں کی طرف رخ کر دیتے ہیں۔

عصر گھڑی

اس عصر گھڑی کو موجود نے تین طور پر بنایا ہے
 افقی عصر گھڑی عمودی عصر گھڑی مسجد نما عصر گھڑی
 مگر یہ یاد رہے کہ افقی عصر گھڑی اصل اصول ہے اور
 دوسری دونوں تین اسی سے نکلی گئی ہیں جیسا کہ اسکے
 قواعد سمجھنے کے بعد معلوم ہو جائے گا۔ اسلئے ہم
 پہلے افقی عصر گھڑی کا حال بتانا چاہتے ہیں پہلے
 مجلایہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ یہ گھڑی اسمعیولی
 دھوپ گھڑی پر بنائی گئی ہے جو آپ لوگوں نے اکثر
 مساجد اور امراء کے مکانات پر لگی ہوئی دیکھی ہوگی
 ۔ زمین ایک نامن بھل مثلث لکڑی یا پتیل کی
 لگی ہوتی ہے اور اُسکے سایہ سے گھنٹوں اور
 منٹوں کا حساب معلوم ہوتا ہے۔ دھوپ گھڑی کے
 دوسری جانب دو توسین ایک توس مثل
 دوسری توس مثلین اس حساب سے کھینچی گئی
 ہیں کہ ہر روز کا سایہ اصلی خود بخود منہا ہو کر معلوم
 ہو جاتا ہے کہ اب ہر شے کا سایہ اُسکے ایک
 مثل یا دو مثل ہو گیا اور یہی دونوں توسین اس
 گھڑی کی جان ہیں یہ گھڑی ہر مقام پر وہاں کے
 عرض بلد کے حساب سے بنائی جاتی ہے پہلے
 پتھر پر دھوپ گھڑی بنائی جاتی ہے پھر معلوم

کیا جاتا ہے کہ سب سے بڑے دن میں اس نامن کی
 نوک کا سایہ مثل بعد منہا کی سایہ صلی کس نقطہ پر ہوگا
 پھر اسی طرح سب سے چھوٹے دن میں کس نقطہ پر ہوگا
 اور جب رات اور دن برابر ہوں گے تو کس نقطہ
 پر ہوگا اب جب زمین اس توس کے تین نقطے معلوم
 ہو گئے تو ریاضی کے قاعدہ سے توس کا مرکز
 بھی معلوم ہو سکتا ہے مرکز معلوم ہونے پر پوری توس
 کھینچ سکے ہیں جو توس مثل کھلائے گی یہی
 حال توس مثلین کا ہے اور اس طرح دونوں توسین
 بن جائیں گی موجود نے ایک عصر گھڑی اپنے ہتمام
 سے بنو کر جامع مسجد دہلی میں لگوائی ہے جو دہلی کے
 عرض بلد کے حساب پر بنائی گئی ہے اور اسی طرح
 جس مقام پر یہ گھڑی بنائی جائیگی وہاں کے عرض بلد
 کے حساب پر بنیگی راقم نے عصر گھڑی دہلی کو چشم
 دیکھا ہے موجود نے اس گھڑی کے متعلق ایک
 مفصل رسالہ بھی لکھا ہے جو زمین اسکی کل مفصل کیفیت
 درج ہے چونکہ اس مضمون کا ماخذ وہی رسالہ ہے
 اسلئے ہم بھی مثال کے طور پر دہلی کو پیش
 کرینگے اور اُسکے عرض بلد کو اس مضمون کی زمین
 قائم کریں گے اب پہلے گھڑی کے اجزاء اور نامن
 کی شکل اور زاویہ سمجھ لینا چاہیے

عرض بلد کے درجے

پہلے زمانہ میں عرض بلد خاص خاص یا ضیوان
ذریعہ آلات معلوم کیا کرتے تھے جنکی فرستیں اب
بھی بعض کتابوں میں پائی جاتی ہیں مگر موجودہ زمانہ
میں اسکے لیے بہت بڑی آسانی ہو گئی ہے کہ محکمہ سرو
آف انڈیا نے ہر صوبہ کے مشہور مقامات کی فرستیں
عرض بلد و طول بلد جو بہت تحقیق اور صحت کے
ساتھ تیار کی گئی ہیں شائع کر دی ہیں۔
محکمہ سرو آف انڈیا کی فرست رانڈ کس توپو گرافک
دی پروڈنشل سیپ آف پنجاب

جو پنجاب کے شہر و نواح عرض بلد اور طول بلد باقی جو قدر
محکمہ سرو آف انڈیا ڈپارٹمنٹ میپ رکارڈ انڈیا
آفس کلکتہ

بقیہ تھانے لکھی ہوئی ہیں عرض بلد ۲۷ و ۳۰ دقیقہ اسی یا
گیارہویں ہندسہ کے درمیان اور شہر و نواح عرض بلد اور طول بلد
اور ہر میل گزیر

سے بھی معلوم ہو سکتے ہیں جو اکثر ذروں و کٹھانوں میں ہوتی ہیں
تمام جہان کے شہر و نواح عرض بلد اور طول بلد انڈیکس و فرست میں
معلوم ہو سکتا ہے جو اگر کسی خاص نامار تھا تو وہاں سے مل سکتا ہے

افتی عصر گھڑی کے پورے وقت میں ایک سنگ مرمر کا
تکرہ اور عمود ڈیڑھ فٹ مربع کا ہوتا ہے جس پر خطوط اور توسین
عصر گھڑی اور دھوپ گھڑی کی کھودی جاتی ہیں ہر صوبہ
پر زہ جیل کا طبع شدہ طلائی یا کسی اور چیز کا جسے نامن
اور عربی میں مقیاس النفل کہتے ہیں اور اسکا سایہ پھر پڑتا ہے
نامن کی شکل اور زاویہ

یہ نامن بالکل مثلث قائم الزاویہ ہوتا ہے اور شمالاً جنوباً
خط نصف النہار پر لگایا جاتا ہے اس مثلث کا زاویہ قائمہ
شمال کی طرف اور دوسرا زاویہ جو قائمہ سے چھوٹا ہے جنوب
کی طرف ہوتا ہے یہ جنوب کی طرف کا زاویہ عرض بلد
کی برابر ہوگا مثلاً دہلی کا عرض بلد ۲۸ درجہ ۳۹ دقیقہ

کے برابر ہوگا اسی لیے زاویہ جنوبی بھی اتنا ہی ہوگا اگر
نامن کی نوک سے ایک خط سید ہا شمال کو نکالیں تو وہ
خط عین قطب پر جا کر ٹھہرے اگر کوئی شہر یا مقام نیمہ
شمالی میں ساڑھے چھاسٹھ درجہ تک یہ عصر گھڑی
بنائی جائیگی وہاں بھی یہ زاویہ اس شہر اور مقام کے
عرض بلد کی برابر ہوگا نیمہ جنوبی میں اسکی ہیئت عکس
ہوگی یعنی زاویہ قائمہ جنوب کی اور یہ زاویہ جو اس مقام کے

عرض بلد جنوبی کے مطابق ہوگا وہ شمال کو ہوگا خط استوا
پر اس نامن کی شکل مربع یا مستطیل ہوگی جیسے
وہاں کی دھوپ گھڑی کے نامن کی شکل ہوتی ہے

امام غزالی کا زمانہ کی رفتار سے مقابلہ

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۴ و ۵ و ۶

امام غزالی نے تعلیم و تعلم پر بھی کچھ کلام کیا ہے استاد و شاگرد دونوں کے لیے کچھ قواعد مرتب کیے ہیں جس پر وہ اپنے مشغلہ کی بنیاد رکھ سکتے ہیں ہمارے خیال میں وہ تعلیم کا ایک بہترین قانون ہے جو ایک مسلم امام کی فکر کا نتیجہ ہے اس قانون میں زیادہ تر اس اعلیٰ تعلیم کا ذکر کیا ہے جس میں امام صاحب کو مشغولیت حاصل تھی۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ شاگرد کو قواعد ذیل کی پابندی ضرور ہے،

(۱) پہلے اپنے نفس کو اخلاق و ذیل سے پاک و صاف کرے اگر طالب علم کے اخلاق صحیح نہ ہوں گے تو وہ حقیقی اور نافع علوم سے بہت ہی دور رہیگا اور اخلاق کی رداوت کی حالت میں فنون کی تعلیم سے بجائے نفع کے اٹنا ضرر پہنچے گا اور نفس کی جفاقت روز بروز بڑھتی رہیگی

(۲) اپنے علم پر بگڑ نہ کرے اور نہ استاد پر کسی قسم کا دباؤ ڈالے بلکہ اپنے تمام امور کو بالکل اسی کے سپرد کرے اور اسکی نصیحت پر سچے اعتقاد رکھے جیسے جاہل مریض حاذق طبیب کی بات بے چون و چرا مان لیتا ہے اور سنا ہو کر استاد کے سامنے تواضع پیش آئے اور اسکی خدمت میں شرف و ثواب کا طالب ہو اور بلا اجازت کوئی سوال نہ کرے کیونکہ طالب علم کا ایسا سوال جو اسکے مرتبہ کے لحاظ سے شایان نہیں ہو اسکے عیوب میں داخل ہے۔

(۳) جس شخص نے آج ہی علم کے میدان میں قدم رکھا ہے اسے ضرور ہر کہ اختلافات کی طرف توجہ نہ لگائے خواہ یہ دنیوی علوم کی تحصیل میں مصروف ہو یا دینی علوم کی کیونکہ یہ اسکی عقل کو بے ہوش اور ذہن کو گنبد کر دینے والی بات ہے اسکی رائی کمزور ہو کر ادراک حقائق سے مایوس ہو جائیگی بلکہ مناسب ہے کہ پہلے وہ طریقہ یاد کرے جو استاد کے نزدیک پسندیدہ اور راجح ہو اسکے بعد دوسرے مذاہب اور اعتراضات پر غور کرے۔ اگر استاد ایک رائی مستقل نہ رکھتا ہو بلکہ اسکی عادت یہ ہو کہ مختلف اقوال اور مذاہب کو نقل کر دے اور اس میں جو کچھ ایک دوسرے پر شبہ اور اعتراض وارد ہوتا ہو اسے بیان کرے خود کسی پہلو کو منع کر کے نہ دکھائے تو ایسا استاد کی حیثیت گریز اختیار کرے کیونکہ ایسا استاد بجای ہدایت کے اور گمراہی کی طرف لیجا نیوالا ہے۔ ایک اندھا اندوہ ہون کا رہبر کسی طرح نہیں بن سکتا اور جس شخص کی ایسی حالت ہو وہ حیرت و جہالت میں بہت دور نکل جاتا ہے۔

(۴) طالب علم کو چاہیے کہ جتنے پسندیدہ علوم و فنون ہیں ان سب کو تھوڑا تھوڑا حاصل کرے اور کئی باقی نہ چھوڑے تاکہ فن کے مقاصد و غایت پر اجمالی نظر ہو جائے پھر اگر زمانہ مہلت دے تو کسی ایک فن میں مہارت و تجربہ حاصل کرے اور باقی سے یکسو ہو جائے کیونکہ علوم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ سخت ارتباط رکھتے ہیں اور ایک کو دوسرے سے بہت کچھ مدد ملتی ہو کہ کم سے کم ان فنون کے پڑھنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ جہالت کے باعث کسی علم سے عداوت پیدا نہ ہوگی کیونکہ انسان جس چیز سے جاہل ہوتا ہو اسکا دشمن بھی ہوتا ہو۔

(۵) کسی فن میں دفعۃً نہ گھس جائے بلکہ ایک طریقہ اور ترتیب کے ساتھ چلے اور ایسی چیز سے شروع کرے جو اسوقت زیادہ ضرورت رکھتی ہو۔ انسان کی عمر تمام علوم کے لیے کافی تو ہو نہیں سکتی ہر ایک فن میں بہتر حصہ لینا چاہیے۔ (۶) علوم میں تحصیل کے لحاظ سے ایک ترتیب پائی جاتی ہو بعض علوم اسوقت تک نہیں آتے جب تک کہ اسکا مقدمہ حاصل نہ کر لیا جائے ایک فن دوسرے کی طرف رہنمائی کرتا ہو اس لحاظ سے ایک علم کو شروع کرتے وقت پہلے علم حاصل ہونا چاہیے جیسے اسکا حصول موقوف ہو اور جو شخص اس ترتیب کو ملحوظ رکھیں گا وہی کامیابی بھی حاصل کرے گا۔

(۷) طالب علم کی غرض علم حاصل کرنے سے فی الحال تو یہ ہوگا اسکا باطن آراستہ ہو اور اخلاق فاضلہ حاصل ہوں اور انجام میں خدای پاک کا قرب مقصود ہو مال و منال ریاست و جاہت و حقوق کی لڑائی اور رقابہ مقصود نہ ہو۔ اور استاد کو امور ذیل کا پابند ہونا ضرور ہے۔

(۱) شاگردوں کے ساتھ شفقت پیش آئے اور انکو اپنے میٹوں کی طرح سمجھے۔

(۲) عملی فائدہ رسانی پر اجرت کا طالب نہ ہو اور نہ کوئی شکریہ یا بدلہ مطلوب ہو بلکہ خالصتاً جو تعلیم دے اور اپنی جانب سے طلبہ پر کسی قسم کا احسان نہ سمجھے اگرچہ انکو محنت احسان ہونا لازمی بات ہو بلکہ حیثہ اپنے قلوب کو مذہب بنا کر علم کے ذریعہ سے قرب الہی حاصل کریں تو اسکو انھیں کا فضل و شرف خیال کرے۔

(۳) طالب علم کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرے اگر وہ کسی ایسے مرتبہ پر قدم رکھنا چاہے جسکا نہ حقیقتہً مستحق نہیں ہو یا کسی علمی علم سے فارغ ہو نیکی قبل خفی علم میں مشغول ہونا چاہے تو اسکو ضرور روکے۔

(۴) جب تک ممکن ہو شاگرد کو لطیف اشارات اور مخفی پیرایہ میں مذہب و اخلاق سے روکے صراطِ مستقیم پر تصریح کرنے سے ہدایت جاتی رہتی ہو اور رعب اٹھ جاتا ہو اور طلبہ اگر استاد کے خلاف کرنے پر جرأت اور اصرار

پیدا ہوتا ہو اور یہ فن تعلیم میں ایک بہت بڑی باریکی ہے جو استاد کو بارہا کام دیتی ہے

(۵) جو شخص کسی ایک فن کی خدمت میں مصروف ہو اُسے مناسب ہو کہ طلبہ کے سامنے ایسے دو کفرین کی حیثیت خود کافی دستگاہ نہیں رکھنا ذمت نہ کرے اور اُنکے دل میں اُن علوم کی جانب نفرت پیدا نہ کرے جیسا کہ انہی زمان کی عادت ہے مثلاً جو شخص علم لغت کا استاد ہو وہ فقہ کی توہین کرتا ہو اور فقیہ علم حدیث و تفسیر کو اچھا نہیں بتاتا اسی طرح ایک مکلف فقہ اور دوسرے علوم سے نفرت رکھتا ہو حقیقت یہ بہت ہی بُرے اطلاق ہیں جن استاد کو پرہیز ضروری بات ہے جو شخص کسی ایک فن میں مشغول ہو اُسے مناسب ہو کہ اپنے شاگرد کو دوسرے علوم پڑھنے کی بھی دعوت دے۔

(۶) شاگرد کو اتنا سمجھائے کہ اُسکی سمجھ میں آسکے ایسی باتیں اُسکے سامنے نہ بیان کرے جو اُسکی عقل سے

باہر ہوں ورنہ اُسے علم سے نفرت پیدا ہو جائیگی اور عقل خبط ہو جائیگی،

(۷) مبتدی کے سامنے کھلی کھلی اور ظاہر باتیں بیان نہ کرے یہ نہ کہے کہ اس مسئلہ میں ایک رند تین اور بار ایک راز ہے جو میں تمہیں بتا نہیں سکتا یہ بات اسکو بھی کھودگی جو اسوقت تک اسکی سمجھ میں آچکا ہو اور اسکا ذہن منتشر ہو جائیگا نیز اسکو خیال پیدا ہو جائیگا کہ استاد بخل کرتا ہو ظاہر بات ہو کہ ہر انسان اپنے کو دقیق سے دقیق مسائل سمجھنے پر آمادہ اور قابل پاتا ہو اور ہر شخص اپنے کمال عقل پر شاکر ہے بڑا حق اور کمزور عقل والا ہو وہ جو اپنے کمال عقل پر نازاں اور شکبر ہو

(۸) استاد اپنے علم پر خود بھی عامل ہوا اسکا فعل اُسکے قول کی تکذیب نہ کرتا ہو جو شخص ایک شی خود تو کھاتا ہو مگر دوسروں کو نہیں کھانے دیتا اور اُنکے لیے اُسکو زہر قاتل بتاتا ہو تو لوگ اُسکے ساتھ سحر اپن کرینگے اور مذاق اڑائینگے اور بجای اُسکے کہ اُسکے قول پر عمل کر کے اس فعل سے رکتے اُنکو اُسکے کرنے پر حائل ضد پیدا ہوگی یہ وہ پاکیزہ خیالات ہیں جو پانچویں صدی کے ایک بڑے دست اور مسلم فاضل کے قلم سے نکلے ہیں اور جبکا آج امت مرحومہ میں رونما دیا جاتا ہو کہ مسلمانوں میں سے یہ پیش بابا جو ابھر یکے قلم گم ہو گئے

اس زمانہ میں بہت سے صاحب الرائی ایسے پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے اپنی قوت عقل اور روشنی خیالات پر علمائے کرام کے تقلید کا پتہ اپنی گردن سے اتار چھینکا ہے مگر حال یہ ہو کہ اُنکی تعلیم اُنکے خیالات تھوڑا سا گزر سکیے نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور آئندہ نسلوں کے لیے کچھ بھی ایسا ذخیرہ باقی نہیں رہتا جس سے تہذیب و فقا

اور عمل میں مدد مل سکے کاش جو لوگ امام غزالی سے بغض رکھتے ہیں وہ اگر کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے تو نقصان بھی نہ پہنچاتے مگر امر بالعکس ہے امام غزالی کی کتابوں پر سخت سخت ظلم روا رکھا گیا ہے۔ اندلس کے پای تخت مرہ میں انکی کتابیں علی الاعلان جلائی گئیں جن لوگوں نے ترجمہ کیا انھوں نے رد و قبح کر نوالوں کے لیے ایک موضع بنا دیا ہے کوئی شخص انکو ملحد اور گمراہ بتاتا ہے اور کوئی محقق و مسلمان کتاب پر بہر حال لفظی بحثوں میں پڑھنے والے کا گلا گھونٹتے ہیں اور تعلیمی موضوع کا کہیں پتہ نہیں ہوتا۔ اسی لیے بڑے بڑے لوگوں کی تعلیم میں عملی آفات نہیں پائے جاتے۔ اکثر لوگوں کا اعتقاد ہے کہ انکی زندگی بغیر اسکے قائم نہیں رہ سکتی کہ کسی ایسے صاحب الراۃ کا مقابلہ کیا جائے جو قوم کے لیے کوئی بہترین فکر کر رہا ہو اسیلے وہ بہت سے ہفتوات اسکے لیے گڑھ لیتے ہیں اور جو چاہیں وہ تہمت اسکے سر ٹھوپ دیتے ہیں جب کوئی جیلہ نہیں ملتا تو مذہب کی آڑ میں نشانہ بازی کرتے ہیں اور مذہبی احکام کو ایسی بنیاد ماثور میں پیش کرتے ہیں جس سے روٹ گئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر امام غزالی جبکہ انھوں نے انسانی زبان و مذاہب کی قلمی کھولی تھی دنیا سے کنارہ کش نہوتے جہیں وہ لوگ منہمک تھے تو کیا کچھ مصائب ان لوگوں کی طرف سے نہ دیکھتے مگر اسوقت انکو کسی چیز کی پرواہ ہی نہ تھی، حاصل کہ غزالی نے اپنے زمانہ میں بہت کچھ سر بلند ہی حاصل کی اور اپنی رای کو نہایت صراحت کے ساتھ ظاہر کیا اگرچہ ہم پوری صراحت کے ساتھ بیان نہیں کر سکتے

نفس کے بارہ میں امام غزالی کی رای

امام کی تمام کوشش اور اہتمام سپر خراج ہوتا تھا کہ فضاائل کا کتاب کیا جاوے اور ظاہر ہو کہ جسکی یہ کوشش ہوگی وہ نفس کے بارہ میں ضرور کچھ کہیگا ہمارے نزدیک امام نے جو کچھ اس عنوان پر اظہار خیالات کیا ہے وہ علم تصوف کا مقطر ہے جو اپنے ساتھ مذہبی رنگ کے اثر اور نقل روایات کے ذائقہ کو بھی لیے ہوئے ہے مگر وہ اباحت جس طرح فلاسفہ قدیم کی تشریحات الگ تھلک ہیں جکا اکثر قدما نے اور کچھ تھوڑا سا متاخرین نے اہتمام کیا تھا۔ اسی طرح زمانہ حال کے مغربی فلاسفوں کے طرز عمل سے بھی بہت دور ہیں جسکی طرف آج کل ایک عام میلان پایا جاتا ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ ہماری اصطلاح میں چار لفظ بولے جاتے ہیں جنکے معانی جدا جدا ہیں۔
قلب نفس روح عقل قلب کی حقیقت جسمیہ تو سب کو معلوم ہے اور اس میں تمام حیوانات برابر ہیں مگر وہ قلب کا اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے (ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب ووالی السمع وھو شہید) وہ ایک بانی

اور روحانی لطیفہ ہو جسکو اس قلب جمائی کے ساتھ ایک جسم کا تعلق ہو اور وہی انسان کی حقیقت ہو قلب جمائی کے ساتھ جو اسکو عاقل
ہو بہین امام صاحب خود حیران ہیں یا اسکا اظہار کرنا نہیں چاہتے۔

روح سے دو معنی مراد لیتے جاتے ہیں ایک تو جسم لطیف جسم کا پنج تجوین قلب ہو اور عروق کے ذریعے تمام اجزائی بدن میں
پھیلتا ہو اسکے بدن میں جاری ہونے اور اسکے واسطے سے زندگی اور جو اس کے اثار تمام اعضا میں پھیلنے کی واضح مثال ہے
کہ جس طرح چراغ سے روشنی نکلے گھر میں پھیلتی ہو اور جس در و دیوار پر جا کر ٹھہرتی ہو اُسے روشن کرتی ہو اسی طرح تجوین
قلب سے بخار نکلا کر اعضا کو قوت اور احساس عطا کرتا ہو زندگی بمنزلہ اُس روشنی کے ہو جو در و دیوار کو روشن کرتی ہو اور
روح بمنزلہ چراغ کے ہو اور اُسکی حرکت بمنزلہ حرکت نور ہو جو مکان کے گوشوں میں کسی حرکت دینے والے کے ذریعہ پہنچتی ہو
دوسرے معنی ایک لطیفہ ہو جسکے ذریعہ انسان کو علم و ادراک ہو تا ہوا وہ قلب کے معنی ثانی کو یا ایک ہی ہیں۔

نفس کے بھی دو معنی مراد ہوتے ہیں ایک وہ جو انسان کی قوت غضب اور شہوت و دونوں کو جامع ہو دوسرے لطیفہ
انسان کی اصل حقیقت ہو اور اسکی مختلف اوصاف مختلف القاب تفسیر کجاتی ہو کبھی اسکا نام مطمئنہ ہوتا ہو اور کبھی تواضع
عقل کے چار معنی ہیں۔ ایک وہ وصف جسکے ذریعے انسان علوم نظریہ اور صناعات فکر کی قابلیت پیدا کرتا ہو اور
اسی کو غریزہ یا استعداد کہتے ہیں ہمارے خیال میں کوئی شخص حتیٰ کہ مادہ پرست بھی اسے انکار نہیں کر سکتا اس غریزہ کی
علوم کے ساتھ ایسی ہو جیسے آنکھ کو روئیکے ساتھ دوسرے معنی وہ علوم اولیہ جو لوہے کی ذات میں سن تہذیب کے وقت ظاہر ہوئے ہیں
تیسرے معنی وہ علوم جو تجربہ کثیر کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ چوتھے معنی یہ ہیں کہ یہ غریزہ اپنی انتہا کو پہنچ کر امور کا
انجام دریافت کرے اور شہوات نفسانیہ کا قلع قمع کر دے۔

اتنے بیان کے بعد یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہو کہ امام غزالی نے اپنے زمانہ میں جو طریقہ اختیار کیا تھا وہ اُنکے
معاصرین کے بالکل خلاف تھا اور اسی باعث انکی مخالفت بھی کی گئی مگر وہ ہر بات میں سینہ سپر رہے اور کسی نتیجہ
اور یہ بھی بخوبی معلوم ہو گیا کہ اُنکو اپنے معاصرین پر اسوقت کیا تفوق اور امتیاز حاصل تھا انھوں نے آخر عمر میں اپنی بہت
اخلاق اور تہذیب نفس کی ہی طرف مبذول کر دی تھی۔ اب ہم اپنا کلام ختم کرتے ہیں ہم نے اس مضمون کا اکثر حصہ
محمد خضریٰ کے اُس مضمون سے اقتباس کیا ہو جو غزالی کے عنوان پر المقتطف میں شائع ہوا ہو۔

سید علی زبیدی

لست فینا ولیس خالک منا یا مضیع الصلاة مشهورات

نہ تو ہم میں سے ہے اور نہ تیرا مومن اور غار کے ضائع کرنے والی مشہور تو کئی ہے سو

واقعی کا بیان ہو کہ سعید گندم رنگ، لمبے اور بہت بال والے تھے۔ رشتہ حرمین انھوں نے وفات پائی، اسوقت انکی عمر کچھ اوپر ستر برس کی تھی۔ انکی قبر مدینہ میں ہو انکی قبر میں سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اترے تھے۔ اور دوسروں کا بیان ہو کہ انھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی اور وہیں انکی قبر ہے۔

ابو عبیدہ بن جراح ابو الیقظان کا بیان ہو کہ یہ ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن جراح ہیں، اپنے دادا کے طرت منسوب ہیں، انکے دادا کا نام عامر ہے جو اولاد حارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ سے ہیں۔ اولاد فہر ہی قریش کہلاتے ہیں اور فہر کے بعد متفرق قبیلے ہو گئے ہیں۔ انکی ماں اولاد حارث بن فہر سے تھیں۔ اور مسلمان ہو گئی تھیں، ابو عبیدہ نے اُنسے اسلام کی حالت میں نکاح کیا تھا۔ حارث بن فہر مطہرین سے تھے۔ ابو عبیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے اصحاب سے ہیں آپ نے انکی شان میں فرمایا ہے مہامت کا ایک امین ہوتا ہو اور میری امت کے امین ابو عبیدہ ہیں، ابو بکر نے سقیفہ منیٰ میں ساعدہ کے دن کہا تھا کہ تمھارے لیے دو صابون سے ایک کو پسند کرتا ہوں، یا ابو عبیدہ یا عمر، کیونکہ ابو عبیدہ اس امت کے امین ہیں۔ اور عمر کے باب میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا ہو درای اللہ عمر بن خطاب کے ساتھ یا ابو جہل کے ساتھ دین کی مدد کر۔ ابو عبیدہ نے شام میں طاہون نامو اس میں وفات پائی۔ انکی کوئی اولاد نہیں۔ واقعی کا بیان ہے کہ یہ دُبلے تھے، انکے چہرہ پر گوشت کم تھا، ڈاڑھی کے بال کم تھے، لمبے کوزہ پشت تھے، آگے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔ مہدی اور نیل کا خضاب کیا کرتے تھے۔ دوسروں کا بیان ہو کہ انکے دانتوں کے ٹوٹنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ انھوں نے احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی سے تیر کا بھالا اپنے آگے کے دونوں دانتوں سے نکالا تھا اس وجہ سے وہ دونوں ٹوٹ گئے۔ ابو عبیدہ سے بڑھ کر خوبصورت کوئی اہم (جسکے آگے کے دونوں دانت ٹوٹ

گئے ہوں انہیں دیکھا گیا۔ واقدی نے انکے قوم کے ایک مرد سے نقل کیا ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں اکتالیس برس کے تھے سترہ مہینہ وفات پائی، اسوقت انکی عمر اٹھادس برس کی تھی۔

عبداللہ بن مسعود یہ ہذیل کے گروہ سے تھے، جن سے بنو عمرو بن حارث بن نیم بن سعد بن ہذیل تھے۔ بنی زہرہ کے حلیفوں سے تھے۔ ابو عبد الرحمن اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر اور بیعة الرضوان اور تمام لڑائیوں میں شریک تھے۔ عمر بن زما نے یمن اور شرمح زمانے میں عثمان کے یہ کوفہ کے قاضی اور بیت المال کے حازن تھے۔ اسکے بعد مدینہ چلے آئے، اور سترہ مہینہ قضا کی، اسوقت انکی عمر کچھ اوپر ساٹھ برس تھی۔ اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ یہ دُبلے اور ناتھ تھے بیٹھا ہوا آدمی انکے ناتھ ہونے کے وجہ سے انکے برابر ہو جاتا تھا۔ بہت سانولے تھے۔ انکے سر کے بال انکے گردن کی ہنسی تک تھے یہ انکو کان کے پیچھے کر دیا کرتے تھے۔ بالوں میں خضاب نہیں کیا کرتے تھے۔ لوہے کی انگوٹھی پہنتے تھے۔

عبداللہ بن مسعود کی اولاد عبد الرحمن، عتبہ اور ابو عبیدہ تھی۔

عبد الرحمن کے بیٹے قاسم بن عبد الرحمن، جو کوفہ کے قاضی تھے، اور معن بن عبد الرحمن مہین۔ معن کا بیٹا قاسم بن معن تھا جو کوفہ کا قاضی تھا اور کبھی مشاہرہ نہیں لیا یہاں تک کہ وفات پائی، فقہ، حدیث، شعر، لوگوں کے واقعات اور نسب کے عالم تھے۔ اپنے وقت شبی کہلاتے تھے۔ عتبہ بن عبد اللہ کی نسل باقی ہے منجملہ انکے ابو عیسٰی عتبہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن عبد اللہ بن مسعود ہے انھوں نے بغداد میں قضا کی، انکا بھائی عبد الرحمن مسعودی ہے، اخیر زمانے میں انکی عقل خراب ہو گئی تھی، بغداد میں انتقال کیا اور یہ مسعودی اکبر ہیں۔ اور مسعودی اصغر عبد اللہ بن عبد الملک بن ابی عبیدہ ہیں۔

عتبہ بن مسعود یہ عبد اللہ بن مسعود کے حقیقی بھائی تھے اور قدیم الاسلام

تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں روایت کرتے ہیں، حمزہ کے خلافت میں وفات پائی۔ انکا ایک بیٹا تھا جسکا نام عبد اللہ اور کنیت ابو عبد الرحمن تھی کوفہ میں سکونت اختیار

کی تھی، اور وہ بن عبد الملک بن مروان کے زمانے میں قضائے حدیث فتاویٰ اور فقہ کے ماہر تھے۔ انکا بیٹا عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ تھا یہ عالم تھے۔ اُنسے زہری روایت کرتے ہیں۔ جب یہ نکلتے تھے تو زہری کھڑے ہو جاتے تھے۔ مگر جب زہری نے دیکھا کہ جو کچھ یہ جانتے تھے سب بتا چکے تو اُنھنا چھوڑ دیا۔ تو انھوں نے اُنسے کہا انک نے العزاز نعم۔ عزاز سخت زمین کو کہتے ہیں۔ اس قول سے انکی مراد یہ ہے کہ تم ابھی کنارے میں ہو۔ سنہ ۷۰ھ میں انتقال کیا اور عبد اللہ کا بیٹا عون بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود ہے عالم و زاہد۔ پہلے مرجیہ مذہب رکھتے تھے پھر اسے رجوع کیا اور کہا

| | |
|---|---------------------------------|
| و اول الفارق خير شك | نفارق ما يقول المرجو نا |
| سب سے پہلے جس چیز پر ہم متحد ہوئیں | وہ مرجیون کا مذہب ہے |
| وقالوا مؤمن دمه حلال | وقد حرمت دماء المؤمنين |
| اُن لوگوں کا قول ہے کہ انکوں کا خون حلال ہے | حالانکہ مسلمانوں کا خون حرام ہے |
| وقالوا مؤمن من اهل جود | وليس المؤمنون يحاربونا |

عمر بن عبد العزیز کے نزدیک انکا بہت مرتبہ تھا، انہی کو جریر کہتا ہے۔

| | |
|---|--|
| يا ايها القار المرنة عاتمة | هذ ا زمانك قد خلا زمنه |
| او قاری عمامہ کے لٹکانے والے | یہ تیرا زمانہ جو اور میرا زمانہ گزر گیا |
| البلغ خليفتان ان كنت لاقية | اني لدمي البابك لشد و في القرن |
| اگر تم ملاقات ہو تو خلیفہ کو میری طرف لکھنا | کہ تیرے دروازے پر ایک شخص سینکڑے برس کا ہے |

عون کے کلام اکثر بلخی اور اچھے ہیں۔ اپنے بیٹوں کو انھوں نے بہت ہی چوڑی وصیت کی تھی جسکا شروع یہ ہے یا بنی کن ممن نائے عن من نأی عنہ یقین و تراہستہ۔ انکے بھائی عبید اللہ کو شعر کہنے پر لوگوں نے ملامت کی تو انھوں نے کہا دردِ دینہ والے کے لیے تھوک چھینکنا ضرور ہے۔

ابو ذر غفاری ابو العظمان کا بیان ہو کہ انکا نام جندب بن سکین اور لقب بریر ہے
 واقعی کا قول ہو کہ انکا نام بریر بن جنادہ ہے۔ اور دوسروں نے جندب بن جنادہ کہا ہے۔ مجھ سے
 ابو الخطاب نے حدیث بیان کی کہ میں نے ابو خطاب سہل بن حماد نے، اُن سے عمر بن ثابت نے، انھوں نے
 ابن اسحق سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت بن عمر سے کہ میں آیا تو دیکھا کہ ابو کعبہ کے دروازے کا
 حلقہ پکڑے ہوئے کہ رہے ہیں کہ درمیں ابو ذر غفاری، جو مجھے نہیں جانتا تو میں جندب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے میرا
 اہل بیت کی مثال قریح کی کشتی کے مانند ہے جو اسپر سوار ہوا اسے نجات پائی، یہ غفاری ہیں اور
 غفار قبیلہ ہے کہانہ سے، اور وہ غفار بن ملیک بن صفور بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ بن خزیمہ ہے۔
 ابو ذر کہ میں مسلمان ہوئے مگر بدر، احد اور خندق کے لڑائیوں میں شریک نہیں تھے۔ کیونکہ مسلمان
 ہونے کے بعد اپنے وطن لوٹ گئے تھے اور ان سب لڑائیوں کے زمانہ تک وہیں ٹہرے رہے
 پھر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عثمان نے انھیں در بڑھایا،
 رخصت کر دیا تھا۔ وہیں انھوں نے ۳۲ھ میں وفات پائی۔ انکی نسل نہیں رہی۔ عبد اللہ بن صامت
 انکے بھتیجے ہیں اپنی کنیت ابو نصر کیا کرتے تھے۔

معاذ بن جبل = معاذ بن جبل بن عمر بن اوس بن عدی بن قبیلہ خزرج سے تھے۔
 ابو عبد الرحمن اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ انکی ماں ہند بنت سہل بن جہنیہ جو انکا اخیانی بھائی عبد اللہ
 بن حریر بن قیس بدوی ہے۔ بعضوں کا بیان ہے کہ انکی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اور دوسروں کا بیان
 ہے کہ انکی ایک لڑکی ام عبد اللہ تھی جسے رسول اللہ سے بیعت کی تھی۔ اور دو بیٹے تھے ایک کا نام
 عبد الرحمن تھا اور دوسرے کا نام نہیں بتایا گیا انھوں نے اور انکے دونوں بیٹوں نے طاعون حموں
 میں ابو عبیدہ کے بعد وفات پائی اور انکی نسل باقی نہیں رہی۔ انکا انتقال اردن کے اطراف میں
 ہوا۔ انکی عمر میں اختلاف ہے سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ معاذ کی عمر وفات کے وقت ۳۳
 برس کی تھی۔ واقعی کا بیان ہے کہ معاذ بدر کی لڑائی میں مبین یا اکیس برس کی عمر میں شریک ہوئے تھے

اور سلسلہ میں انھوں نے وفات پائی۔ اس حساب سے انکی عمر اڑتیس برس کی ہوئی، انکے رنگ میں بھی لوگوں کا اختلاف ہے۔ ماضی کا بیان یہ کیے گئے لیے خوبصورت دانت والے بڑی آنکھوں والے، گھونگر و دار بال والے مردوں میں بہت خوبصورت تھے اور دوسروں کا بیان ہے سانولے، خوبصورت انکے آگے کے دانت چمکتے ہوئے تھے۔

عبادہ بن صامت یہ عبادہ بن صامت بن قیس بن قبیلہ خزرج سے ابوالولید اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ انکی ماں قرۃ العین بنت عبادہ بن فضلہ خزرجیہ ہے یہ بارہ نقیبوں سے ہیں۔ بدر اور تمام لڑائیوں میں شریک تھے۔ اور شتر آدمیوں کے ساتھ واقعہ عقبہ میں شریک ہے۔ انکے بھائی اوس بن صامت ہیں۔ بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ انہیں کچھ دیوانگی تھی۔ ایک مرتبہ یہ اپنی بی بی خولہ سے کہتے اور اُس سے کہانت علی گھڑی اسکا قصہ مشہور ہے۔ عبادہ خوبصورت، لمبے، اور موٹے تھے، شام میں بمقام مکہ سلسلہ میں انھوں نے انتقال کیا۔ انکی عمر بہتر برس کی تھی انکا بیٹا ولید بن عبادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر زمانے میں پیدا ہوا، اور عبدالملک بن مروان کے زمانے میں شام میں قضا کی ثقہ تھے اور حدیث میں کم معلوم تھیں۔ انکی نسل باقی ہے۔

عمارہ بن یاسر یہ عمارہ بن یاسر بن مالک خاندان غنس سے، اوجس مذہب کا ایک گروہ ہے جو عین کے ہیں، جو عسی بنی کذاب کا رھٹا ہے اور وہ لوگ براوران مراد سے ہیں جو مذہب سے ہے اور سعد سے جو عشیرہ مذہب سے ہے۔ یاسر عین سے کہلے تھے، اور ابو حذیفہ بن مغیرہ مخزومی سے عہد و پیمان کر لیا تھا اور اُسے اپنی لونڈی، اسمیہ سے انکا عقد کر دیا تھا اُسی سے عمار پیدا ہوئے ابو حذیفہ نے انکو آزاد کر دیا۔ یاسر اور عمار برابر ابو حذیفہ کے ساتھ ہے یہ بیان تک کہ ابو حذیفہ مر گیا، اور اسلام آیا، یاسر، عمار اور انکا بھائی عبداللہ بن یاسر اور اسمیہ سب مسلمان ہو گئے۔ یاسر کے بعد اسمیہ سے ازرق نے عقد کیا، اور یہ حادث بن کلدہ کا رومی غلام تھا یہ اور غلاموں کے ساتھ طائف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

علیہ وسلم کے ساتھ نکل آیا تھا، اور انھیں غلاموں میں ابو بکر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
 سب کو آزاد کر دیا تھا۔ رزق سے سمیہ کا سلمہ بن رزق پیدا ہوا۔ اسکے بعد سلمہ کی اولاد نے
 غسانی اور بنی امیہ کے حلیف ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور مکہ میں شریف بن گئے ازرق اور اسکی
 اولاد نے اسکے بعد بنو امیہ سے شلوایان کین اور انہیں انکی اولاد دھوئی۔ سمیہ عمار کی ماں اسلام
 میں پہلی شہید ہوئی۔ اسکے پاس ابو جہل ہتھکڑیا لیکر آیا، اسی سے اسے وفات پائی۔ عمار
 علی رض کے ساتھ صفین کی لڑائی میں شریک ہوئے، اور اسی میں مقتول ہوئے اور اسی جگہ
 مدفون ہوئے۔ جنازہ کی نماز علی رض نے پڑھائی اور غسل نہیں دیا۔ عمار بدر کی لڑائی اور
 تمام لڑائیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے مجھ سے زیادہ میں نے
 حدیث بیان کی، ان سے عبدالوارث بن سعید نے، ان سے زعمہ بن کلثوم بن جبیر نے، ان سے
 لنگے باپ نے، ان سے ابو العاصیہ نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتے ہوئے
 ساہی، میرے بعد ملوگ لوٹ کر کفار نہو جانا کہ ایک کی گردن ایک مارنے لگے، بیشک
 حق پر اس دن عمار ہونگے، ابو العاصیہ کا بیان ہے کہ، میں عمار کو مسجد میں عثمان رض کی
 عیب جوئی کرتے ہوئے سنا کرتا تھا، باوجودیکہ یہ نامزد گئے جاتے تھے کہنے لگے کہ یہ درویش
 یہ کیا کرتا ہو، اگر میرے ساتھ تین آدمی اور ہو جائیں تو میں اسکو روند ڈالوں اسکے بعد
 قتل کر دوں، اسکے بعد میں نے انکو صفین کی لڑائی میں پہلی فوج میں دیکھا، ایک شخص نے
 انکے مونڈھے پر نیزہ مارا جس سے انکا خود انکے سر سے جدا ہو گیا اور اسے تلوار ماری
 جس سے انکا سر جدا ہو گیا میرے باپ کا بیان ہے کہ اس بڑے سے بڑے عمار گمراہ کیسکو
 نہیں دیکھا کہ کمان تو عمار کی خان میں وہ حدیث بیان کی اور پھر انکی گردن ماری، واقعی
 بیان ہے کہ عمار سانولے لمبے ہستقیم القامت، سرخ آنکھ اور مونڈھے کے چوڑے تھے
 ابو الیقطان اپنی کنیت لکھا کرتے تھے۔ دوسروں کا بیان ہے کہ عمار کے کان یا سر کی لڑائی میں
 کٹ گئے تھے، اور سترہ مہینے مقتول ہوئے۔ عمر تراوے برس کی تھی عمار کا ایک بیٹا تھا

جس کا نام محمد بن عمار تھا، اس سے حدیث روایت کی جاتی ہو۔ سعد قرق عمار کا آزاد غلام ہو، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کے زمانے میں مسجد قبا میں اذان دیا کرتے تھے۔ عمر نے اپنے زمانے میں مدینہ میں بلوالیا تھا، اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اذان دیا کرتے تھے۔ انکی اولاد اس وقت تک مسجد نبوی میں اذان دیا کرتی ہے۔

سعد بن عبادہ۔ یہ سعد بن عبادہ بن دلیم بن جو اولاد ساعدہ سے ہیں اور وہ قبیلہ خزرج سے ہو۔ الوثابت اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ جاہلیت کے زمانے میں کتابت کیا کرتے تھے اور تیرنا اور تیر چلانا اچھا جانتے تھے۔ انکو لوگ کامل کہا کرتے تھے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے، کیونکہ یہ دُبلے ہو گئے تھے اسکے بعد کے تمام لڑائیوں میں شریک رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شام چلے گئے تھے، اور حوران میں عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دُحائی برس بعد قضا کی انکے مرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ سوراخ میں پیشاب کرنے کو بیٹھے اسی حالت میں انکو کسی نے قتل کر دیا اس سے انھوں نے فوراً وفات پائی اور بدن بن ہو گیا۔ انکی اولاد سے ایک شخص کا بیان ہو کہ انکے مرنے کی خبر مدینہ میں پہلو گون کو اس وقت معلوم ہوئی جبکہ کنوین سے کسی کینے والے کو یہ کہتے سنا۔

قد قتلنا السيد الخزرج سعد بن عبادہ

خزرجوں کے رہدار سعد بن عبادہ کو جھٹے قتل کر دیا

ورميناہ بسهمین فلم نخط فؤادہ

اُن پر ہم نے دو تیر ایسے چلائے کہ لٹا نہ ٹھیک انکے دل پر بیٹھا

بعضوں کا بیان ہو کہ کسی چیز نے کاٹ لیا تھا اور یہی صحیح ہو۔ انکا بیٹا قیس بن سعد ہو ابو عبد الملک اپنی کنیت کرتا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی حدیثیں روایت کرتا ہو۔ معاویہ کے اخیر زمانے میں مدینہ میں وفات پائی۔ اور سعید بن سعد ہو، اسکے عقد میں ابوالدرداء کی بیٹی تھی اور اس سے سکی بہت سی اولاد ہو۔

زید بن ثابت۔ یہ زید بن ثابت بن ضحاک بن انصار سے، اولاد غنم بن مالک

بن نجار سے، ابو سعید اپنی کنیت کیا کرتے تھے، بعضوں نے ابو عبد الرحمن کہا ہے۔ انکے باپ بعاث کی لڑائی میں مقتول ہوئے تھے اسوقت یہ چھ برس کے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے اسوقت یہ گیارہ برس کے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر دور قرآن شریف کا انہی کے مصحف سے ہوا تھا۔ انکا مصحف پہلوگوں کے مصحف سے ملتا جلتا ہوا ہے۔ عمر بن خطاب کے کاتب تھے ۵۷ھ میں انہوں نے وفات پائی، مروان نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ انکے ایک بیٹے تھے جنکا نام زید بن ثابت تھا، اور انکا بیٹا خارجہ بن زید تھا اپنی کنیت ابو زید کیا کرتا تھا انکا بیان ہو کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تدریج بنائے ہیں اور جب اس سے فراغت کر چکا تو سبکو ڈھا دیا، یہ میرا ستر ہوا ان سال ہوا اور پورا ہو گیا، اُسی سال انہوں نے وفات پائی مدینہ میں اور ۵۸ھ میں زید بن ثابت کے سات صلیبی لشکر کے کام آئے انکی نسل بنیہ میں باقی ہے۔

۱. ابی بن کعب۔ یہ انصاری ہیں، ابو المنذر اپنی کنیت کرتے ہیں۔ جاہلیت میں کتابت کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے۔ یہ اوپر سے ناطے تھے سر اور داڑھی سفید رکھا کرتے تھے خضاب نہیں لگاتے تھے۔ انکی سال وفات میں اختلاف ہے بعضوں کا بیان ہو کہ عمر بن الخطاب کے خلافت میں ۳۷ھ میں وفات پائی، عمر بن الخطاب نے کہا کہ آج کے روز سید المرسلین نے انتقال فرمایا تھا۔ دوسروں کا بیان ہو کہ ۳۸ھ میں خلافت عثمان میں قضا کی انکی بہت سی اولاد تھی، منجملہ انکے طفیل بن ابی اور محمد بن ابی ہیں۔

مقداد بن اسود۔ ابوالیقظان کا بیان ہو کہ یہ مقداد بن عمرو بن ثعابہ میں کے

رہنے والے ہیں۔ اسود بن جب بن یثرب بن عبد مناف بن زہرہ نے علیف بنی کی دھڑ سے انکا دعویٰ کیا تھا اسلیے اسی کی طرف منسوب ہوئے بدر کے دن یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار تھے انکے عقد میں ضیاء بنت زہرہ بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچری بہن تھیں۔ یہ لمبے سانولے اور توندیلے تھے، سر میں انکے بال تھے ہواڑھی زرد رنگا کرتے تھے، بڑی آنکھ والے پیوستہ ابرو

ما اسرها الا قضاء مبرم
يسرى اليها لا محالة عرفها
لا ينبغي هذا الغضاظ لطرفها
بمن تظلم العشاق ^{مفضل بعين} وهي كريمة
عقبت على بلا صدف ورجانية
او قد عني بين الحسان تحملا
قلبي ستكسره قساوة قلبها
نقصت ورق جنتي وستنقض
هذا البكاء من الحمائم كاذب
ما التذرجل لسا الكين يسيرها
يا جعفر الطيار كن عوثا لنا
ما في رياض لا برقين نصيبنا
يا ايها الاسى ازل اسقامنا
لا منع للعافين في سعة الندى
اطفأ أوام الظامعين بواتن
لا تكسر القلب الذي ^{العين الملهة} عمّرتة
سل الزمان على غضبا ماضيا
يا رب ارسل وابلا متواترا
انضم ما لكه الوزى ازادنا

هذا الاسير عن النجاة بعيد
ضبط السطوع عن الشدة بعيد
عزل السيوف من الكماة بعيد ^{بالقبح شدة ذلك والراحة}
طبع الكرام عن الأداة بعيد
هذا العتاب من الذم ^{الذي هو جيب الداعي} بعيد
طيش المزاج عن الأناة بعيد ^{الحكمة}
حفظ الزجاج من الشفاة بعيد ^{الحكمة}
طول البقاء عن الحجاة بعيد
رتع الرياض عن البكاة بعيد
شوك الفلاة عن الجفاة بعيد
وادی العقيق عن السرة بعيد
شمر الغصون عن الحناة بعيد
بخل الدوا عن الشفاة بعيد
نصب الرّياح من الفلاة بعيد
منع الزلال من السفاة بعيد
هدم البناء من البناء بعيد
عصّ العيون من الحناة بعيد
شجر الاراك عن القناة بعيد
والضيوع عن شان ^{الملك الامير} الولاة بعيد ^{الملك الامير}

وقال متغرا في شهر ربيع الاول سنة تسعين ومائة والف

صون العقيق من المهابة بديع

حفظ القواد من الفتاة بديع

الغدا بالفتنة
جل السيف في الغدا
بالكسر وهو العفت
الصفاء بالفتنة
الجملة والفكر كفاة
الحجة
الحجة
بالجملة والجملة والجملة
كفاة حباب الملام
من نظر الخلق
قوله الذين حملوا
بجاء يعنى التذكير
الاول غير الفلافة
كونا الشوك بعيدا
كونا ولنة العاقب
عفاو لنة العاقب
الحافى الثالث في
طريق الخشوع ان يصيب
بطل الشوك ويحس
الامر من جرحه
الحقارة بالجملة
الجملة والفقر مع
الحافى من الخشوع
الحافى التاج بالراء
وان لم العوف انية
كلتلب اليك باليد
نسيعة التذكير فيها
الافلا لا تان في
لنع العاديين وصفه
الذي وضع في حبس
العافين

| | |
|---|---|
| <p> ترك الأداة من الجفافة بديع رعى الزجاج من الظفافة بديع ربط الجمانة بالعلالة بديع والامن في نار الغضافة بديع واشكر في عوض الشكاة بديع قرح العذب بالاذة بديع هم الأسارى في النجاة بديع ذوق اللباب من النواة بديع والانس في رشأ الفلاة بديع اتيان سرى بالحنة بديع والطول في ظل القنافة بديع خوف الاله من الطغاة بديع والبذل من ماء الحياة بديع فعل القساة من البكاة بديع حسن الجواهر في الحصة بديع بخل الزلال من الشفاة بديع حبس الذكاء من الشدة بديع نقض البناء من البناة بديع جمع التغيظ والامانة بديع </p> | <p> ماضيت قلب المشوق عناية يرعى فواد العالجية مجنة حبل المودة فيهما مستحكم احسست في ارة المحبة راحة انا من جفلة مهارة رامة شاكر سقيا التعذيب الحسان يرمحنى لا يبتغ العشا فك رقاهم لذت شديمتها كرافتها لنا سلمت فتاة انستني رافة جادت كريمة عسقلان بقبلة طالت كما املت ليلة وصلها جارت على المظلوم ثم ترحمت اروي اوام المستهام رضا بها هدام السحاب بوع من عرج الكوا تجلوعيون الناظرين حصانها جاء الغمام وما ترشع بلحم بخلت ورودا لا برفين بعرفها نقضت اساس العهد غائبة النقا لم ينقص في الاحتدام وقارها </p> |
|---|---|

عتبت على ازا د عارف قدرها

عمل السفيه من الدهاة بديع

الصفوة الصناد
 المحلة كفاة الجفافة
 بالعين المحلة
 كفاة السندرات
 طول
 القنافة ترعوم
 العرب ان
 طول الظلال
 ملاحظ امراته
 لا طول فيه
 فلو ان طول
 في عسلهم
 العرب بديع
 طول الزمان
 سلع الزمان
 القنافة الرافعة
 النسيكة
 بالهاء والذال
 المحملين
 الاضداد في الظل
 في عازات
 قدرها
 بديلين
 اهناد ١١

وقال متغزلا في شهر ربيع الآخر سنة تسعين ومائة والفت

رقصنا حول مصباح الجمال
 فحوم على التي جذبت فنوادي
 أحبت لحبها أخرى الغواني
 سقى رب الوري أجأ وسله
 حصاها كلها أخذ الغواني
 اروم البدر ينزل في ذراعي
 طويك مفأ وزال هناء شوقا
 وما جد وای في قطع البوادی
 رضا العشاق ما ترضا ليل
 اما نقصان حظي ان تنلوت
 وان يروح من هو مستغيت
 تضيم العاشقين ولا تبلى
 فتك من الهوى حبلأمتينا
 فوادغزالة الوعساء قاي
 اشاهد في حواجبه قطوبا
 اتيت جناب عزة مستمجا
 وما ابغى جنا من غصن رصوى
 عيون العالجية ساحرا
 مريضات طيبات تداوى
 ايا من سيد عى عشق الغواني

فنحن نقوش فانوس الخيال
 كما حام الظمأء على اللال
 لقد صيدت الغزال من الغزال
 يجيش العشق في تلك الجبال
 ملكن بهن تاحيد الرجال
 الام بيت في طلب المحال
 فأنست العناء على الكمال
 اذا ما المصحب شوك السبال
 عطاء كامل ردة السؤال
 ونا ب منابها طيف الخيال
 اذا كان الجفأ فعل الثمال
 وتدرى الضميم من اسنى الخصال
 وتلك تحيد في نقض الجبال
 فلا غتر من لين المقال
 ولا ينبان ما وجه الملل
 ايجسن ان تضايق بالنوال
 مرادى ان أعرج في لطلال
 فتت الناس بالسحر الحلال
 مريض العشق من داء عضال
 عليك جفاء من الفعال

عنه التمثال الغياث يقال فلان مثالي قوله اى غياث هو يقوم يا مرهم

فانوس الخيال
 نفع من فانوس
 تصوير الكوكب
 الصعود ووردت
 بقوة النيران
 نظير شعاع الشمس
 في شاطئه ولما
 يكون في العرش
 ولا بأس بذكره
 اشعر العبدان
 في العبد بعد اعف
 بالمجاورة بل هو شئ
 غريب ونقال انشئ
 الغريب من ليلان
 الى مكان آخر فاشق
 فيموا الحسن قال
 الشبه غنما البغداد
 من شعراء الزمان
 الخال في قصص العشق
 كما تحسب ان
 رقص بعد كطرب
 والادراك يقض بوج
 من الاثر على
 اجابا بجملة
 جيلان رضى
 بله خذ جميع الخيال
 وفي خردة فتشيد
 للناس والرجال فتشيد
 فتمت

ترك الأذاة من الجفأة بديع
 رعى الزجاجة من الظفأة بديع
 ربط الجمانة بالعلالة بديع
 والامن في نار الغضاة بديع
 والشكر في عوض الشكاة بديع
 قرح العذب بالاذاة بديع
 هتم لا ساري في النجاة بديع
 ذوق اللباب من النواة بديع
 والانس في رشا الفلاة بديع
 اتيان سروي بالجنة بديع
 والطول في ظل القناة بديع
 خوف الاله من الطغاة بديع
 والبذل من ماء الحياة بديع
 فعل القساة من البكاة بديع
 حسن الجواهر في الحصة بديع
 بخل الزلال من الشفاة بديع
 حبس الذكاء من الشذاة بديع
 نقض البناء من البناة بديع
 جمع التغيظ والاساة بديع

ماضيت قلب المشوق عناية
 يرعى نواد العالجية مجية
 حبس المودة فيهما مستحكمة
 احسست في ارة المحبة راحة
 انا من جفأة مهارة رامة شاكر
 سقيا تعذيب الحسان يربحي
 لا يستغ العشق فك رقاهم
 لذت شتيمتها كرافتها لنا
 سلمت فتاة انست رافة
 جادت كريمة عسقلان بقيلة
 طالت كما املت ليلة وصلها
 جارت على المظلوم ثم ترحمت
 اروي اوام المستهام رضا بها
 هدام السحاب بوع من عرج الكوا
 تجلو عيون الناظرين حصانها
 جاء الغمام وما ترشع بلحم
 بخلت ورودا لبرقين بعرفها
 نقضت اساس العهد غايش النقا
 لم ينقص في الاحتدام وقارها

عتبت على انا عارفت قدرها

عمل السفيه من الدهاة بديع

الصفاء الصاد
 المعلة كفاة الجوا
 بديع اذاة
 كفاة السند
 القنات ترزعم
 العرب انسه
 اطول الظلال
 لا طول امر انه
 فلول الطول
 في عسلارم
 العرب بديع
 سلع الذكاء
 سلع الرضا
 الشفاة
 النكسة
 بالحد والبال
 المحسنين
 الاحذر فظة
 قبا عاروت
 قدرها
 بديل من
 ابراد ١١

وقال متغزلا في شهر ربيع الآخر سنة تسعين ومائة والف

رقصنا حول مصباح الجمال
 نحوم على التي جذبت فنوادي
 أحب لحبها أخرى الغواني
 سقى رب الوري أجأ وسله
 حصاها كلها أخذ الغواني
 اروم البدر ينزل في ذراعي
 طويك مفا وزالدهاء شوقا
 وماجد وای في قطع البوادي
 رضا العشاق ما ترضا له
 اما نقصان حظي ان تناءت
 وان يروح من هو مستغيت
 تضيم العاشقين ولا تبالي
 قلت من الهوى حلا متينا
 فوادغزاة الوعساء قاي
 اشاهد في حواجبه قطوبا
 انتيت جناب غرة مستمجا
 وما ابغى جنا من غصن رضوى
 عيون العالجية ساحرك
 مريضات طبيبات تداوى
 ايام من يدعى عشق الغواني

فنحن نقوش فانوس الخيال
 كما حام الظمء على الزلال
 لقد صدت الغزال من الغزال
 يجيش العشق في تلك الجبال
 ملكن بهن تاحيد الرجال
 الام بيت في طلب المحال
 فانت العناء على الكمال
 اذا ما لم تصب شوك السبال
 عطاء كامل ردة السؤال
 وناب منابها طيف الخيال
 اذا كان الجفا فعل الثمال
 وتدارى الضيم من اسنى الخصال
 وتلك تحيد في نقض الجبال
 فلا اغتر من لين المقال
 ولا يلبان ما وجه الملل
 ايجس ان تضايق بالنوال
 مرادى ان اعرج في ظلال
 فتت الناس بالسحر الحلال
 مريض العشق من داء عضال
 عليك جفاء من الفعّال

عنه ان الغزال يقال فلان ثال قال تومار في غيات غريزوم يا مرمه

فانوس الخيال
 نوع من الفانوس
 تصوف في الصلوة
 الصعدان ورد في النجاشي
 بقوله الخان من النجاشي
 نظير شعاع القمر
 في شطاهم ولما
 يكون في العرش
 ولا بأس بذلك
 اشعر العبد ان يكون
 في العبد لعمري
 بالجاويز في هوش
 غريب ونقل النش
 الغريب من لسان
 اليك انما لسان
 في هذا الحسن قال
 الشيخ في ان بغداد
 من شعر الزمان
 الحال في قصر العنت
 لا تحسب ان
 رقصي بعد كطرب
 والديك يرضون
 من الاثم
 اجابا بجملة
 جلال بطي
 لا خير فيهم
 وهو خلة في الخلد
 لئلا لو انما
 فليكن

سحابة الطمعتن الاوميض بها
نفدى بنا شمع غراء جلوتها
بعدد الرقيب علينا وهى راضية
لقد نذرنا الخلاق البرية ان
بتنا السود الشرفى لكن طالعنا
تخوى اجوراً عظاماً لانفاد لها
اماء عنة لاياتين دارتنا
يا عالمون ياحكام النجامة هل
تقول عنة احيى اعظمًا رَمًا
لاشك ان محاة النجد جافية
مرامنا ان نراها اليوم باسمه
امالة الدمع حزننا بعد ناعبت
توى الضنون اليها الورق مرحة
هيها تلات تعلم الحناء ان لنا
اقد امنانى مقام الحب ثابتة
يا صا ح ندر ك يوم الوصل رويتها
عشا قها سرج والصبح طلعها
ان اسكنتنا سليى تحت اجلها
لما دعونا من البارى منيتنا
يُعَذِّبُ الجُرْحُ مَكْلُومًا يَكْبَدُ
خَلَقْنَا انْتَا بِالرَّاسِ نَحْنُ مَهْمَا

ابن الذي في ظلام الليل يهدينا
تعطى القراشات بالأحراق نسكيناً
هذا الذي في صنوف الهمم يلقينا
نصير غلماناً سلمي يوم ترضينا
إن المهابة التي في النجد تسبينا
إن أصبحت عن أساءنا لهم تنجينا
فكيف تلك دعاها الله تاتينا
يجئ يوم سعيد فيه تسلينا
لا تقبل القول إلا يوم تحيينا
لكنها بعد نأتبكي وترثينا
لأنها في عقيب الموت تسكيننا
من الذي هو في الحيايم كديننا
إيا غانية الوعساء تودينا
قلبا عدواً على العلان يؤذينا
علو مظلمة الدهناء تغليتنا
إن كان منظرها القتال يُبقينا
إذا تلوس من الظلماء تُفنيتنا
فتلك في صهوة الخضراء تُعلينا
قالت غز التنا العجباء أمينا
من شوقلتها ترعى فُصميننا
وخلقها أنها بالقطع تجزينا

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱

تصحیح اہل الصلہ

مصنفہ حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر نور اللہ صریحہ الاطر اس کتاب میں خاندان ہشت سلسلہ یعنی قلندریہ قادریہ چشتیہ سرمدیہ مارہرویہ طغوریہ نقشبندیہ کے بزرگوں کے حالات مع سنہ ولادت و وفات نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں مسئلہ خلاف اور قبر میں شجرہ کھنڈے کو بت خوش اسلوبی سے ثابت کیا ہے و آخر میں ایک نقشہ ہر سلسلہ کے بزرگوں کے اساسی گرامی کا مع تاریخ ولادت و وفات کے بھی لگایا گیا ہے یہ کتاب اصح المطابع اسی پریس لکھنؤ میں چھپی ہے خط نہایت پاکیزہ کاغذ سفید قیمت علاوہ محصول

یہ کتاب بھی حضرت شاہ صاحب موصوف قدس سرہ کی تصنیف سے ہے
تشریح الانوار فی التقلید - اس میں معانی و مطالب لفظ قلندر اور بعض قلندران عظام کا مختصر حال نشانای سلسلہ قلندریہ مکہ اور ہندوستان میں اُسکا شائع اور شاخیں ہونا بہت خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک (۴۴) روپے تین حسب ذیل پتہ سے آنا چاہئیں محمد علی علی گڑھ لکھنؤ بازار جمال لکھنؤ ۳۳۳ یہ طبع ایک مدت سے لکھنؤ میں قائم ہوا ہے جیسا کہ صفحہ ۱۱ صحت اہتمام خوش طبعی سے نہایت اہتمام اور عمدگی کی حیثیت سے نہایت کم قیمت پر مولیٰ چھپائی کے فونے کے لیے خود یہ رسالہ پیش نظر ہے
 اہل حقین طبع جو بکر لین بہر قسم کا معاملہ خط و کتابت سے طو ہو سکتا ہے

نسخ نامہ

| شمار | قسم کاغذ | پائے | قسم کتابت | قسم چھپائی | تعداد طبع | نسخ طبع فی روپے | کیفیت |
|------|-------------------|------|-----------|-----------------|-----------|-----------------|-----------------------|
| ۱ | سفید ۱۶ پونڈ | ۶۴ | ۱۷ | ۱۷ | ۳۰۰ | ۱۳ | کتاب تشریح ہستی و کون |
| ۲ | " | " | " | " | ۶۰۰ | ۱۸ | میک |
| ۳ | " | " | " | " | ۱۲۰ | ۲۴ | |
| ۴ | لابی کاغذ ۱۶ پونڈ | " | مثل اندہ | مثل اندہ چھپائی | ۳۰۰ | ۱۵ | |
| ۵ | " | " | " | " | ۶۰۰ | ۳۰ | |
| ۶ | " | " | " | " | ۱۲۰۰ | ۲۵ | |
| ۷ | ۲۰ پونڈ | " | اوسط | اوسط | ۳۰۰ | ۲۰ | |
| ۸ | " | " | " | " | ۶۰۰ | ۳۵ | |
| ۹ | " | " | " | " | ۱۲۰۰ | ۴۰ | |
| ۱۰ | ۱۶ پونڈ | " | " | " | ۳۰۰ | ۲۵ | |
| ۱۱ | " | " | " | " | ۶۰۰ | ۳۸ | |
| ۱۲ | " | " | " | " | ۱۲۰۰ | ۴۵ | |

خاکسار عبدالولی ملک و شجرہ اسی پریس محمد نگر لکھنؤ

اشتر محمد عبد الولی پو پانتر البیان - لکھنؤ
مطبوعہ آنسی پریس

